Ataunnabi.com

تدوینِ حدیث

علامہ محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر، رام پور روڈ، بریلی شریف یوپی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منعم ہادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمنُوا اِنْ جَاءکُم فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَیَّنُوا [الحجرات: ٦]

تدوین حدیث

تالیف

محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

ناشر

امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سلسلہ اشاعت.....(۸)

نام کتاب.....تدوین حدیث

نام مؤلف.....محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

کمپوزڈ سیٹنگ.....محمد شمس الدین برکاتی، محمد نظیف رضا خاں برکاتی
محمد توصیف رضا خاں برکاتی

تعداد.....(۱۱۰۰)

سنہ اشاعت.....(۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء)

ہدیہ.....

ملنے کے پتے

کتب خانہ امجدیہ	مٹیا محل جامع مسجد دہلی
فاروقیہ بک ڈپو	مٹیا محل جامع مسجد دہلی
رضوی کتاب گھر	مٹیا محل جامع مسجد دہلی
اسلامک پبلشر	مٹیا محل جامع مسجد دہلی
اعلیٰ حضرت دارالکتب	نومحلّہ مسجد بریلی شریف
قادری کتاب گھر	نومحلّہ مسجد بریلی شریف
برکاتی بک ڈپو	نومحلّہ مسجد بریلی شریف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حرف اول

باسمہ تعالیٰ و تقدس

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قرآن وسنت شریعت اسلامیہ کی اساس و بنیاد ہیں، البتہ قرآن کو اولیت حاصل ہے، لیکن علوم قرآن بغیر سنت نبوی حاصل نہیں ہو سکتے، یعنی قرآن کو سمجھنا ہے تو ارشادات رسول اور سنن نبویہ کا سہارا لینا از بس ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس طرح قرآن کریم کی حفاظت کے لئے شب و روز جد وجہد فرمائی، اسی طرح حفاظت حدیث کے لئے بھی سعی بلیغ فرمائی۔ بلکہ سنن واحادیث کی صیانت وحفاظت کے لئے ان حضرات کو کچھ زیادہ ہی تن دہی سے کام لینا پڑا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن کریم روز اول سے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نزول وحی کے مطابق فی الفور لکھا جاتا رہا، اگرچہ یکجا کرنے کا کام سیدنا صدیق اکبر اور پھر چند نسخوں کی شکل میں اشاعت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور مبارک میں ہوئی لیکن احادیث کریمہ کی جمع وتدوین میں یہ انہماک نہیں تھا۔

بعض صحابہ کرام نے اپنی سنی ہوئی احادیث کو لکھ لیا تھا اور بعض حضرات نے اپنے تلامذہ کو یہ خدمت سپرد کر دی تھی، اس طرح زمانہ گذرتا گیا اور سنن رسول اور احادیث نبویہ میں جب جعل وتزویر کے خدشات رونما ہوئے تو تابعین اور پھر تبع تابعین نے اس علم کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حفاظت کے لئے بیڑا اٹھایا اور کمر بستہ ہو کر اس میدان میں آئے۔ پہلی صدی کے مجدد اعظم خلیفہ راشد سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقاعدہ اپنا فرمان جاری کیا کہ محافظین سنن وحاملین احادیث نہایت دیانتداری کے ساتھ اس علم کو مدون کریں کیونکہ مجھے اس علم کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو چلا ہے، لہذا حضرت امام ابن شہاب زہری اور ان کے معاصر ورفقاء نے اس کی حفاظت کے لئے قابل قدر اور لائق صد تحسین خدمات انجام دیں اور پھر بعد کے فقہا ومحدثین نے اس کو اساس بنا کر ہر طرح اس علمی ذخیرہ کی حفاظت فرمائی۔

یہ علم کن مراحل سے گذرا، صحابہ وتابعین کی اس سلسلہ میں کیا خدمات ہیں، بعد کے ائمہ نے اس کو کس طرح پروان چڑھایا اور یہ علم ہم تک کن منزلوں سے گذرتا ہوا پہونچا، اس کی قدرے تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں اور اس خاکسار کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ میری اس خدمت کو شرف قبولیت سے مشرف فرما اور دارین کی سعادتوں سے نواز۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد حنیف خاں رضوی

خادم الطلبہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

مورخہ ۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

۱۶ فروری ۲۰۰۶ء

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نحمده ونصلی ونسلم علی حبیبه الکریم وآله واصحابه اجمعین. امابعد.

اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو کائنات عالم میں معلم کتاب وحکمت بنا کر مبعوث فرمایا اور بے شمار مناصب علیا ومراتب قصوی سے عزت وکرامت بخشی۔

آپ ہادی اعظم اور مبلغ کائنات ہیں، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآاُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ،وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ،اِنَّ اللّٰهَ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الْكَافِرِیْنَ ۔ (۱)

اے رسول! پہونچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے، اور ایسا نہ ہو تو تم نے اسکا کوئی پیام نہ پہونچایا، اور اللہ تمہاری نگہبانی کریگا لوگوں سے۔ بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

''اور معلم کتاب وحکمت بھی''۔ ارشاد الٰہی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْبَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْعَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ ۔(۲)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا انسانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

نیز طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام فرمانے والے بھی ہیں۔ خداوند قدوس کا فرمان

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہے:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِى كَانَتْ عَلَيهِم ۔(۳)

اور ستھری چیزیں انکے لئے حلال فرمائیگا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا، اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

اور احکم الحاکمین کے نائب مطلق بھی۔ فرماتا ہے:

فَلَاوَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَايَجِدُوا فِى اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (٤)

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم، وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپ کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

نیز فرماتا ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَامُؤْمِنَةٍ اِذَاقَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا۔ (٥)

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہونچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اسکے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

حضور کی ذات گرامی اہل عالم کے لئے نمونہ عمل ہے

آپکی عظیم شخصیت ہر شخص کیلئے اسوۂ حسن اور نمونہ عمل ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِى رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ۔(٦)

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یقین رکھتا ہے۔

امت مسلمہ کو آپکی اتباع اور پیروی کا حکم ہے جس سے اعراض دنیا و آخرت کا خسران مبین ہے ،اور آپکی اطاعت وفرمانبرداری ہدایت ونجات کا اہم ذریعہ اور صلاح وفلاح کی ضامن ہے۔

قرآن حکیم میں بار بار اس کا حکم آیا اور باری تعالیٰ نے اپنا منشا ومراد یوں ظاہر فرمایا:

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّی الَّذِی یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۷)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اسکی باتوں پر ایمان لاتے ہیں، اور انکی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (۸)

اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخشدے گا، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ،وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ.(۹)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں باز رہو، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ.(۱۰)

تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا، پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

ان تمام آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو امت کا پیشوا بنایا، انکی پیروی کا حکم دیا، نمونۂ تقلید بنا کر بھیجا اور تشریعی اختیارات عطا فرمائے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مناصب کو بروئے کار لا کر بے شمار چیزوں کا حکم بھی دیا اور ان گنت چیزوں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے منع بھی فرمایا۔ جسکے لئے یہ امر لازم ہے کہ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام بھی قرآن عظیم کی طرح ہدایت کا سرچشمہ تسلیم کیا جائے اور اسلام کیلئے اسکو اصل سند مانا جائے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شارح کلام ربانی ہیں

ان تمام اوصاف وکمالات کی واقعی حیثیت کے پیش نظر حتمی اور یقینی طور پر کہا جاتا ہے کہ خداوند قدوس نے آپکو دین اسلام کی تعلیمات کیلئے جہاں قرآن کریم کے ذریعہ تبلیغ وہدایت کا فریضہ سونپا وہیں اسکی تشریح وتفسیر، تبیین وتوضیح اور بیان وتصریح کیلئے اپنے افعال واقوال اور سیرت وکردار کے ذریعہ عام فرمانے کا حکم بھی فرمایا۔

قرآن کریم میں نماز کا حکم یوں ہے:

واقیموا الصلوۃ ، اور نماز قائم کرو۔

آپ نے اسکی تفسیر اپنے اقوال وافعال سے یوں فرمائی، کہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے، فلاں وقت میں اتنی رکعات اور فلاں میں اتنی، شرائط یہ ہیں اور ارکان وفرائض یوں ہیں، انکے ساتھ ہی سنن ومستحبات کی نشاندہی، ان تمام چیزوں کی تفصیل سے کتابیں مالا مال ہیں اور ان پر عمل کی راہیں ہمارے لئے پورے طور پر ہموار کردی گئی ہیں۔ اگر آپکی ذات اقدس نماز کی ادائیگی کیلئے کامل نمونہ نہ ہوتی تو پھر نماز پڑھنا اس اجمالی قرآنی حکم کے تحت ممکن ہی نہ تھا۔

زکوۃ، روزہ اور حج وعمرہ ان سب کیلئے بھی حضور کی قولی یا عملی وضاحت ضروری تھی ورنہ ارکان اسلام پر کوئی عمل کر ہی نہیں سکتا تھا۔

قرآن عظیم بلاشبہ ہمارے لئے ایک مکمل اور جامع دستور حیات ہے لیکن اسکے فرامین اصول وضوابط کے طور پر امت مسلمہ کو عطا ہوئے جن کا اعجاز وایجاز اپنی غایت ونہایت کو پہونچا ہوا ہے۔ ایک ایک آیت ایسی جامعیت رکھتی ہے کہ اسکے نیچے معانی ومفاہیم کا ایک بحر بیکراں ودیعت کردیا گیا ہے۔ اسکی توضیح وتفسیر کیلئے ہم ہی کیا صحابہ کرام بھی اس سرچشمہ ہدایت کے محتاج نظر آتے ہیں۔ یہ ہی وجہ تھی کہ قرآن اپنی رائے سے نہیں بلکہ تعلیمات رسول سے سمجھا اور سمجھایا گیا۔ اور اسی افہام وتفہیم کا نام سنت رسول اور احادیث مصطفیٰ ہے۔ علیہ التحیۃ والثناء

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لہذا زندگی کے ہر موڑ پر آپکی سنت وسیرت نے لوگوں کیلئے آسانی کی شاہراہیں قائم فرمائیں اور ہر قرن وصدی میں اسلام کی اس عظیم دولت سے لوگ سرفراز رہے۔ رشد وہدایت کیلئے ہر دور میں سنت رسول کی ضرورت کو محسوس کیا گیا اور گمرہی و بے دینی سے نجات حاصل کرنے کیلئے کتاب اللہ کے ساتھ سنت کو خاص اہمیت دی جاتی رہی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی سنت کریم کو دین اسلام میں اسی حیثیت سے اجاگر فرمایا، فرمان رسول ہے:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما ، کتاب اللہ و سنۃ رسولہ ۔(۱۱)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، جب تک ان دونوں پر عمل پیرا رہو گے ہرگز ہلاک نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب، اور اسکے رسول کی سنت۔

جن لوگوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا رسول برحق تسلیم کیا ہے انکے لئے اس بات کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ آپکے فرامین کو بحیثیت فرمان رسول نشانہ تنقید بنائیں اور اسکے انکار کی کوئی راہ پیدا کریں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کی مذمت خود اپنی حیات مقدسہ میں فرمائی اور منکرین حدیث وسنت کی واضح الفاظ میں تردید فرما کر قیامت تک آنے والے لوگوں کو خبردار کر دیا۔ فرماتے ہیں:

لاالفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر مما امرت بہ او نھیت عنہ فیقول : لاادری ۔ماوجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ ۔(۱۲)

میں تمہیں اس حالت میں نہ پاؤں کہ تم میں سے کوئی اپنی مسہری پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرا کوئی حکم یا میری جانب سے کوئی ممانعت پہونچے تو وہ اس کے جواب میں یہ کہے: میں نہیں جانتا۔ ہمیں جو چیز کتاب اللہ میں ملے گی ہم اس کی پیروی کریں گے۔

نیز فرماتے ہیں:

یوشك الرجل متکئا علی اریکتہ یحدث بحدیث من حدیثی فیقول : بیننا وبینکم کتاب اللہ عزوجل فماوجدنا فیہ من حلال استحللناہ وماوجدنا فیہ من حرام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حرمناہ ،الا وان ماحرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثل ماحرم اللہ ۔(۱۳)

عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ آدمی اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ جواب میں کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والی اللہ کی کتاب ہے، جو کچھ ہم اس میں حلال پائیں گے اسے حلال جانیں گے اور جو کچھ حرام پائیں گے اسے حرام سمجھیں گے ۔آگاہ رہو کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام فرمایا وہ بھی ویسا ہی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔

قرآن عظیم کی مندرجہ ذیل آیت سے بھی حدیث وسنت کی بنیادی اور استنادی حیثیت کا واضح ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْهِمْ.(۱٤)

اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو انکی طرف اترا۔

امت مسلمہ کو یہ عظیم کتاب اسی لئے عطا ہوئی تھی کہ یہ از اول تا آخر ہدایت ہے۔لیکن اسکی تعلیمات محض زبان دانی کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتی تھیں ۔اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہادی برحق مبعوث فرمایا اور اسکی توضیح وتفسیر کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپی گئی۔

آپ نے یہ فریضہ باحسن وجوہ ادا کیا،نظم قرآن ہم تک پہونچانے کیلئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اول دن سے ہی تاکید فرمادی تھی اور عملی طور پر کاتبان وحی یہ فریضہ انجام دیتے ،لہذا نزول قرآن کے ساتھ ساتھ اسکو لکھا جاتا رہا۔ پھر دور صدیقی میں اسکی جمع وتدوین ہوئی اور عہد عثمانی میں اسی نسخہ کو شائع کردیا گیا۔ یہاں تک کہ کسی شبہ کے بغیر بطور تواتر یہ قرآن ہم تک نقل ہوکر پہونچا۔اسی طرح معانی ومراد کلام الٰہی کی وضاحت کے لئے ضرورت تھی کہ آپ انتظام فرماتے ،چنانچہ آپ نے ان تمام چیزوں کو جن کی امت کو ضرورت تھی مختلف مواقع پر اپنے اقوال وافعال اور تقریرات سے بیان فرمادیا۔اس طرح کبھی آپ مہمل کی تفسیر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرماتے اور عام کو خاص اور مطلق کو مقید فرماتے جسکی بے شمار مثالیں آج بھی کتابوں میں موجود پائیں گے۔ چند مثالیں ہدیہ ناظریں ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِّمَا كَسَبَا ۔(۱۵)

اور جو مرد یا عورت چور ہو تو انکا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ۔

اس آیت میں لفظ 'سارق' ،اور، ید، دونوں مطلق وارد ہوئے ان دونوں کی وضاحت کیلئے احادیث نبویہ کے بغیر مشکل ہے کہ افراط وتفریط میں پڑنے کا اندیشہ ہے، لہذا حدیث نے ہماری اس طرح رہنمائی فرمائی۔

لاتقطع اليد الافی ثمن المجن وثمنه يؤمئذدينار ۔(١٦)

چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت میں ہی کاٹا جاتا تھا اور ڈھال کی قیمت اس زمانہ اقدس میں ایک دینار تھی۔

دوسری روایت میں ہے: كان ثمن المجن على عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقوم عشرة دراهم ۔(١٧)

ڈھال کی قیمت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد پاک میں دس درہم تھی۔

اسی طرح مقدار 'ید' کی تشریح میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں پہونچے سے ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

اگر اس طرح کی تشریحات نہ ہوتیں تو یہ فیصلہ نہ ہو پاتا کہ کتنی رقم کی چیز پر ہاتھ کاٹا جائے اور کہاں سے کاٹا جائے۔

دوسری مثال۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُوْنَ۔ (۱۸)

وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی، انہیں کیلئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس آیت کے نزول پر صحابہ کرام کو یہ اشکال ہوا کہ ظلم سے ہر قسم کا ظلم مراد ہے تو پھر امت حرج ودشواری میں مبتلا ہو جائیگی ۔ بارگاہ رسالت میں عرض کیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکی وضاحت اور تعیین مراد الٰہی یوں فرمائی ۔ کہ یہاں ظلم سے شرک مراد ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس اشکال کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی ہے،

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔(۱۹)

بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

تیسری مثال ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَاضَرَبْتُم فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۔(۲۰)

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو، اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دینگے۔

اس آیت کے ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم خوف کے ساتھ مشروط ہے۔ حالانکہ خوف کفار قصر کیلئے شرط نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔

حضرت یعلی بن امیہ فرماتے ہیں۔

قلت لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ "فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم" وقد أمن الناس ، فقال : عجبت مما عجبت منہ حتی سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ذلك ،فقال : صدقة تصدق اللہ بها علیکم فاقبلوا صدقتہ۔(۲۱)

میں نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں؟ فرمایا: اسکا مجھے بھی تعجب ہوا تھا، تو میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، حضور نے فرمایا: تمہارے لئے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تم اسکا صدقہ قبول کرو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چوتھی مثال، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ ۔(۲۲)

تم پر حرام ہے مردار اور خون۔

لیکن حدیث شریف میں دو مردار اور دو خون حلال فرما دیئے یعنی مچھلی اور ٹڈی خواہ مردہ دکھانا جائز، اسی طرح جگر و تلی کہ یہ بھی حلال ہیں حالانکہ بستہ خون ہیں۔

پانچویں مثال۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِي اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۔(۲۳)

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک رزق۔

اس آیت سے بظاہر یہ ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ ہر طرح کی زینت ہر شخص کیلئے جائز و مباح ہے۔

لیکن حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکی تخصیص یوں بیان فرمائی۔

یہ ریشم و سونا عورتوں کیلئے جائز اور مردوں کیلئے ناجائز۔ مستدرک۔

چھٹی مثال۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ ۔(۲۴)

اور دو بہنیں اکٹھی کرنا نکاح میں حرام۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔

غرض کہ وضو و غسل کی تفصیل ہو یا نماز روزہ کے مسائل، حج و زکوۃ کے احکام ہوں یا نکاح و وراثت کے قوانین، سب کے تفصیلی مباحث میں آپکو سنت رسول کی جلوہ گری نمایاں ملے گی۔

ان حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپکو محض قانون داں ہی نہیں بنایا بلکہ تبلیغ شرائع کیلئے مکمل اختیار بھی مرحمت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرمایا اور سب کو حقیقی طور پر اپنی طرف منسوب فرما کر یوں ارشاد فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔(۲۵)

پس از روئے نص قرآنی جو ذات اس درجہ مؤقر و معتبر ہوئی کہ قرآن عظیم کی شارح و مفسر قرار دی گئی، اسکے خاص کو عام اور عام کو خاص کرنے والی بتائی گئی، مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق فرمانے والی مانی گئی، حد یہ کہ وہ صرف قانون دان ہی نہیں، قانون سازی کے درجہ پر فائز ہوئی۔ اسکی زبان اور اسکا کلام اس درجہ بے اعتبار و غیر معتبر ہوگا کہ اسکو ردی کی ٹوکری میں ڈالدیا جائے، کون انسان اسے باور کریگا۔ مگر افسوس کہ۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ☆ ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

منکرین حدیث کے شبہات اور انکا ازالہ

منکرین حدیث قرآن کے سوا تمام سرمایہ شریعت کو مہمل قرار دیتے ہیں۔ انکار حدیث کا شوشہ زمانہ قدیم میں معتزلہ و خوارج نے چھوڑا تھا لیکن ایک دو صدی کے بعد وہ خود ہی اس دنیا سے ناپید ہو گئے اور ان کا یہ فتنہ بھی اپنی موت آپ مر گیا تھا۔

ہزار سال سے زیادہ گزر جانے کے بعد پھر مسلمان کہلانے والے لوگوں کی بے راہ روی اور نکتہ چینی حد سے بڑھی اور انہوں نے بھی وہی طریقہ اپنایا جو عقل و خرد سے بعید تھا اور اس سلسلہ میں وہ دراصل مستشرقین کے ریزہ خوار تھے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ جس طرح بھی ہو اسلام کو بے بنیاد ثابت کیا جائے، یا پھر اسکی بنیادوں میں وہ خامیاں بیان کی جائیں جس سے اسلامی تعلیمات کی حقیقت ایک افسانہ کے سوا کچھ بھی نہ رہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے انہوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔

چونکہ اس خبیث مقصد میں عیسائی اور یہودی ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے لہذا دونوں نے مل جل کر سر توڑ کوششیں شروع کیں اور علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بے سروپا اعتراضات کی بوچھار بھی شروع کر دی۔

سب سے پہلے انہوں نے نشانہ تنقید قرآن عظیم کو بنایا کہ اسلامی تعلیم کا یہ ہی اصل منبع

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تھا ،ایک عرصہ گذر گیا اور وہ یہ ہی ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ یہ کوئی الہامی کتاب نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خود ساختہ کلام ہے ۔ اور اس میں تغیر وتبدل ممکن ہے. لیکن طویل مدت گذر جانے کے باوجود وہ اس میں کوئی تبدیلی نہ لا سکے ۔کیونکہ قرآن عظیم کی حفاظت کا ذمہ خود خداوند قدوس نے لیا تھا، جو اس میں تبدیلی کی راہیں پیدا کرنے کی کوشش کریگا وہ خود ہی خائب وخاسر رہیگا۔ بہت لوگوں نے اس قبیح فعل کا ارتکاب کیا تو دنیا نے ان کا عبرتناک انجام دیکھا۔

مستشرقین نے جب اس میدان میں اپنے کو شکست خوردہ پایا تو دوسرا حملہ انہوں نے احادیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر کیا۔

اس سلسلہ میں انہوں نے اسلامی ذخیرہ کا شب وروز مطالعہ کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اگر چہ انکا ایمان نہیں ہے لیکن اپنے اسلاف کی طرح اتنا ضرور جانتے ہیں کہ یہ آخری رسول ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول کا دامن کبھی جھوٹ سے داغدار نہیں ہوتا۔ رسول کا فرمان حق ہوتا ہے اور اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اور تجربہ نے یہ بھی انہیں بتادیا کہ مسلمان کبھی بھی اپنے رسول کے فرامین کا منکر نہیں ہوگا اور وہ اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی سنت رسول سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہوگا۔ پھر بھی وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے چنانچہ مستشرقین میں سب سے پہلے ایک یہودی مستشرق گولڈزیہر نے حدیث کے خلاف زہر افشائی کی۔

مولانا پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں۔

گولڈزیہر نے اپنے بے بنیاد خیالات کا اظہار اپنی کتاب دراسات محمدیہ میں کیا ہے جو ۱۸۹۰ء میں جرمن زبان میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد حدیث پر تحقیق کیلئے یہ کتاب اہل مغرب کی بنیادی دستاویز بن گئی۔ بیشتر مستشرقین اس کتاب کے حوالے سے اپنے نتائج فکر پیش کرتے رہے۔

پروفیسر شاخت نے فقہی احکام سے متعلق احادیث پر کام کیا ،گلیوم کی ''ٹریڈیشنز آف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسلام" وجود میں آئی جو گولڈزیہر کی تحقیقات کا چربہ تھی، مارگولیتھ نے گولڈزیہر کے افکار کی روشنی میں اپنے نظریات پیش کئے، علاوہ ازیں دوسرے مستشرقین مورست، فون کریمر، موریر، کیتانی اور نکسن وغیرہ نے بھی اس میدان میں اپنے نتائج فکر بیان کئے ہیں جو سارے کے سارے کم وبیش گولڈزیہر ہی کی صدائے بازگشت ہیں۔(۲۶)

دراسات محمدیہ کے تعلق سے مولانا موصوف یوں وضاحت کرتے ہیں کہ فانملر گولڈزیہر کی حدیث کے متعلق تحقیقات کا نچوڑ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

گولڈزیہر احادیث پاک کو پہلی اور دوسری صدی ہجری میں اسلام کے دینی، تاریخی اور اجتماعی ارتقاء کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ لہذا گولڈزیہر کے نقطۂ نگاہ سے حدیث کو اسلام کے دور اول یعنی عہد طفولیت کی تاریخ کیلئے قابل اعتماد دستاویز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ حدیث ان کوششوں کا نتیجہ ہے جو اسلام کے دور عروج میں اسلام کے ارتقاء کیلئے کی گئیں۔

گولڈزیہر اس بات پر بڑے پرزور دلائل پیش کرتا ہے کہ اسلام متحارب قوتوں کے درمیان ارتقائی منازل طے کرتا ہوا منظم شکل میں رونما ہوا۔ وہ حدیث کی تدریجی ارتقاء کی بھی تصویر کشی کرتا ہے اور بزعم خویش ناقابل تردید دلائل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ حدیث کس طرح اپنے زمانہ کی روح کا عکس تھا اور کس طرح مختلف نسلوں نے احادیث کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کیا اور کس طرح اسلام کے مختلف گروہ اور فرقے اپنے اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے مؤسس اسلام کا سہارا لیتے تھے اور کس طرح انہوں نے ایسی باتوں کو اپنے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف منسوب کیا جو انکے موقف کی حمایت کرتی تھیں۔(۲۷)

مزید لکھتے ہیں۔

گولڈزیہر نے حدیث پاک کے متعلق جو زہر افشانیاں کی ہیں ان کا خلاصہ ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق نے مصطفیٰ السباعی کے حوالے سے ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

اس طرح اموی دور میں جب امویوں اور علمائے صالحین کے درمیان نزاع نے شدت اختیار کی تو احادیث گڑھنے کا کام ہیبت ناک سرعت سے مکمل ہوا۔ فسق وارتداد کا مقابلہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرنے کیلئے علماء نے ایسی احادیث گڑھنی شروع کردیں جو اس مقصد میں انکی مدد کرسکتی تھیں۔ اسی زمانہ میں اموی حکومت نے بھی علماء کے مقابلے میں یہ کام شروع کردیا، وہ خود بھی احادیث گڑھتی اور لوگوں کو بھی ایسی احادیث گڑھنے کی دعوت دیتی جو حکومتی نقطہ نظر کے موافق ہوں۔ حکومت نے بعض ایسے علماء کی پشت پناہی بھی کی جو احادیث گڑھنے میں حکومت کا ساتھ دیتے تھے، احادیث گڑھنے کا معاملہ سیاسی مسائل تک محدود نہ رہا بلکہ آگے بڑھکر دینی معاملات اور عبادات میں بھی داخل ہوگیا اور کسی شہر کے لوگ جن باتوں کو اپنے خیال کے مطابق نہیں سمجھتے تھے انکے خلاف حدیثیں گڑھ لیتے تھے، احادیث گڑھنے کا یہ کام دوسری صدی ہجری میں بھی جاری رہا۔ (۲۸)

ان اقتباسات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انکار حدیث سے متعلق کیسا خطرناک منصوبہ تیار کیا گیا اور پھر اسکو علی الاطلاق مسلمانوں کی ہواوہوس، نفس پرستی اور جاہ طلبی کے نتیجہ میں رونما ہونے والا ایک افسانہ بنا کر پیش کرنے کی مذموم کوشش کی گئی جبکہ سلاطین اسلام کی طرف جعلی احادیث کی نسبت تاریخ اسلام سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ تفصیل آگے ملاحظہ کریں۔

گولڈزیہر کی اس ساری خرفات میں صرف اتنی بات صحیح ہے کہ عہد قدیم میں کچھ لوگوں میں نیک نیتی اور کچھ نے بد نیتی کے ساتھ وضع حدیث کی کوشش کی لیکن یہ ساری جد و جہد رائیگاں گئی اور خیر القرون کے مبارک و مسعود ماحول نے ان سارے اقوال کو ذخیرۂ حدیث سے کانٹ چھانٹ کر الگ کردیا۔

یہ وہ دور تھا جبکہ دنیا ان نفوس قدسیہ سے خالی ہوچکی تھی جنہوں نے شمع رسالت سے بلاواسطہ اکتساب فیض کیا تھا، صحابہ کرام کا مقدس گروہ اپنے فیوض و برکات، عشق و عرفان اور علم و آگہی کی روشنیاں پھیلا کر اس عالم فانی سے رخصت ہوچکا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے پیچھے ایسے قدسی صفات نفوس چھوڑے تھے جنکے شعور و آگہی کا لوہا عامۃ المسلمین ہی نے نہیں بلکہ علم و فضل کے کوہ شامخ اور اسلام کے بطل جلیل بھی مانتے تھے اور سلاطین وقت جنکی عزت و کرامت کے سامنے سرخمیدہ رہتے، اس جماعت کو تابعین اور ائمۂ مجتہدین کے نام سے تاریخ اسلام نے اپنے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صفحات میں محفوظ کرلیا ہے۔ان حضرات کی شبانہ روز یہ ہی جدوجہد رہتی تھی کہ حق کو باطل سے ممتاز کریں ،احادیث صحیحہ کو موضوع اور من گڑھت اقوال سے جدا کر کے خط امتیاز قائم کردیں تا کہ آئندہ لوگوں کو سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے میں دشواری نہ ہو۔

مستشرقین کا مطمع نظر تو واضح طور پر اسلام کی بیخ کنی ہے، کسی اصول وضابطۂ اسلامی میں اصلاح ہرگز مقصود نہیں ہوتی بلکہ ناصح بنکر تخریب کاری ان کا محبوب مشغلہ رہتا ہے۔

ذخیرہ حدیث میں موضوع روایات کی آمیزش آج مستشرقین کی کوئی اپنی تحقیق نہیں بلکہ ائمہ علم وفن روز اول ہی سے اس سے ہوشیار رہے ہیں۔اسی لئے انہوں نے جرح وتعدیل اور اسماء الرجال کا عظیم فن ایجاد کیا جسکے تحت تقریباً پانچ لاکھ راویان حدیث کی سیرت وسوانح تیار کی گئی جو تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے۔

وضع حدیث کی جانچ پرکھ کیلئے ان مضبوط ومستحکم دلائل کے ذریعہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا گیا۔مراتب حدیث متعین کئے اور ہر حیثیت سے کھرے کھوٹے کی تمیز کیلئے اصول وضع کئے گئے ،بعد کے لوگوں نے ان سب کو باقاعدہ مدون کر کے رہتی دنیا تک کیلئے مشعل راہ بنادیا۔انکے یہ اصلاحی کارنامے ہر دور میں عزت کی نگاہ سے دیکھے گئے اور برملا اعتراف کرنے میں کبھی کسی انصاف پسند شخص نے چون وچرا نہ کی۔

اس اجمال کی تفصیل قارئیں آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائینگے ،یہاں مجھے یہ بتانا ہے کہ انکار حدیث کا فتنہ کس انداز سے اٹھا تھا اور اب کہاں تک جا پہونچا۔دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں سے شکایت ہی کیا،انکا وطیرہ اور روزمرہ کا معمول ہی یہ رہا ہے کہ اسلام کی ترقی میں رخنہ اندازی سے پیش آئے۔کیونکہ علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت انکو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ہاں ان لوگوں سے ضرور شکوہ ہے جو کلمہ تو اللہ ورسول کا پڑھتے ہیں لیکن ان اسلام دشمن طاقتور سے مرعوب ہوکر انکی تحقیق کو اپنے لئے واجب الاذعان ماننا ہر فرض سے اہم فرض گردانتے ہیں،اگر کسی بیچارے مستشرق نے تعصب وعناد کی عینک لگا کر اپنی خودساختہ تحقیق پیش کردی تو اس کی ہاں میں ہاں ملانا اپنے لئے سرمایہ آخرت سمجھ لیتے ہیں۔یہ لوگ خود اپنے آپ کو بھی فریب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

دیتے ہیں اور امت مسلمہ کو بھی اپنے فریب میں مبتلا کرنے سے ایک آن نہیں تھکتے۔ ایسے لوگ رہبری کے بھیس میں رہزنی کرنے کے خوگر ہیں اس لئے ان سے ہوشیار رہنا ازبس ضروری ہے

منکرین حدیث بالفاظ دیگر اہل قرآن نے مستشرقین سے سیکھ کر ذخیرۂ احادیث پر کچھ تغیر وتبدل کے ساتھ اعتراضات کئے ہیں، اس جماعت کے سرخیل عبداللہ چکڑالوی، احمد دین امرتسری، اسلم جیراجپوری، محمد حسین عرشی اور غلام احمد پرویز وغیرہم ہیں۔

یہاں ان کے چند مشہور شبہات کے جواب مقصود ہیں تاکہ ہمارے قارئین ان سے خبردار اور ہوشیار رہیں۔

شبہ ۱: تمام فقہائے اسلام اس بات کو بالاتفاق مانتے ہیں کہ جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا جعلی حدیثوں کا ایک جم غفیر اسلامی قوانین کا ایک جائز اور مسلم ماخذ بنتا چلا گیا۔

جواب: یہ بات بالکل بے بنیاد اور سراسر خلاف واقع ہے کہ ائمہ فقہ اس بات پر متفق ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب الآثار، اور آپکے تلامذہ میں امام ابو یوسف، امام محمد، امام حسن بن زیاد وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شاندار حدیثی خدمات سے اہل علم واقف ہیں اور آئندہ تفصیلات آرہی ہیں۔ ان حضرات کی جدوجہد نے روز اول ہی اس سیلاب پر بند باندھ دیا تھا کہ موضوع احادیث شرعی امور میں دخیل نہ ہونے پائیں۔ صحیح کو غلط بلکہ ضعیف تک سے جدا کر کے اس بات کی صراحت کر دی گئی تھی کہ جملہ احادیث نہ استدلال میں مساوی ہیں اور نہ عمل میں۔ عقیدہ وعمل میں کام آنے والی احادیث کے مراتب متعین کر دیئے گئے تھے، اور امام اعظم قدس سرہ کے شرائط تو بجائے خود اتنے سخت تھے کہ آج تک لوگوں کو یہ شکوہ ہے کہ انہوں نے احادیث رسول کا اکثر ذخیرہ لائق اعتنا ہی نہیں سمجھا، حالانکہ یہ بھی تعصب وعناد پر مبنی ہے، آئندہ آپ اسکی بھرپور وضاحت ملاحظہ کرینگے کہ حقیقت حال کیا ہے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لاکھ احادیث سے مؤطا لکھی، علم حدیث کی عظمت اور کمال احتیاط دونوں ہی آپکو ملحوظ تھیں، اولاً نو ہزار احادیث پر مشتمل تھی لیکن آپ اسکو بار بار قرآن عظیم پر پیش کرتے رہے اور اب تعداد چھ سو سے کچھ اوپر ہے۔ پھر یہ کیونکر متصور کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس میں جعلی حدیثیں ہونگی۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپکے اصحاب تو علم روایت ہی کے خوگر تھے، پوری زندگی نشر حدیث وفقہ میں گذری۔

اور آخر میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنکی علم حدیث میں رفعت شان مسلم چیز ہے۔ کہتے ہیں ساڑھے سات لاکھ احادیث کے حافظ تھے، ان سے آپکی مسند میں ستائیس ہزار ایک سو احادیث ہیں۔

یہ ہے ائمہ اربعہ کی علم حدیث میں منصف مزاجی اور ان کا محتاط رویہ، پھر وہ کون فقہاء ہیں جنہوں نے جعلی حدیثوں کو ماخذ بنایا اور قانون اسلام کی حیثیت دی۔

ائمہ مذاہب اور حدیث وفقہ کی نابغۂ روزگار شخصیات میں سے کسی کا نام پیش کئے بغیر بالعموم یہ حکم صادر کر دینا ظلم ہے اور وہ حضرات اس سے بہت بلند تھے۔ ہاں یہود ونصاری کے نام نہاد محققین مستشرقین کی طرف سے ایسا الزام ہوتا تو ان سے جائے شکایت ہی کیا انہوں نے تو جلیل القدر صحابہ کرام مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عظیم ائمۂ حدیث مثل امام بخاری علیہ رحمۃ الباری وغیرہم کو بھی نہ چھوڑا، انکو بھی نشانہ تنقید بنایا، تو کیا ہم اہل اسلام انکی خاطر اپنے اصول اور اپنی حقیقی تاریخ سے دست بردار ہو جائینگے؟ آئندہ اوراق میں آپ ان اساطین ملت کی خدمات جلیلہ پر مشتمل تفصیلات پڑھکر خود فیصلہ کر لیں گے۔

واقعہ یوں ہے کہ جس وقت سے جعلی حدیثیں ظاہر ہونا شروع ہوئیں اسی وقت سے محدثین، ائمہ مجتہدین اور فقہائے عظام نے اپنی تمام تر کوششیں اس چیز پر بھی مرکوز رکھیں کہ یہ گندا نالہ اسلامی قوانین کے سوتوں میں نفوذ نہ کرنے پائے۔ ویسے تو ہر طرح کی احادیث کی چھان بین شروع ہوئی لیکن وہ احادیث خصوصی توجہ کا مرکز بنیں جن سے عقائد شرعیہ اصلیہ اور احکام فرعیہ فقہیہ متعلق تھے۔ اسلامی عدالتوں کے قاضی بھی اس معاملہ میں کسی طرح کی فروگذاشت سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ سخت چوکنے رہتے تھے۔

شبہ ۲: جھوٹی حدیثیں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہونا شروع ہوگئی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تھیر ا۔

جواب: یہ شبہ بھی پادر ہوا ہے۔ یوں تو گھر بیٹھے خیالی پلاؤ کوئی بھی پکا سکتا ہے لیکن اس سے حقیقت نہیں بدلتی۔ اس دور پر آشوب میں ایک آزاد خیال شخص کیا کچھ نہیں کہہ سکتا جبکہ واقعی اور حقیقی چیزوں کا منہ چڑانے میں اس خیر القرون میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی۔ کہنے والوں نے تو یہ بھی کہا تھا کہ یہ قرآن کلام الٰہی نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا اپنا کلام ہے۔ عقل وخرد سے کام لینا سب کو نصیب نہیں ہوتا۔

قابل غور ہے یہ بات کہ جب وہ صحابہ کرام جنکا عشق رسول اس نہایت کو پہونچا ہوا تھا کہ مجلس رسول میں بیٹھکر ادب رسول کا لحاظ اس حد تک کرتے کہ ان کا سکوت وجمود سر اٹھانے تک کی اجازت نہ دیتا اور ایسا محسوس کیا جاتا گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، وہ مقدس جماعت کبھی ایسا کر سکتی تھی کہ عمداً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کر دے۔ جبکہ دوسری طرف انہوں نے یہ فرمان واجب الاذعان سن رکھا تھا کہ:۔

ومن كذب على متعمدافليتبوّا مقعده من النار (۲۹)

جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔

یہ ہی وجہ تھی کہ بہت صحابہ کرام نہایت احتیاط سے کام لیتے اور احادیث کی روایت میں محتاط رویہ اپناتے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو روایت حدیث کے وقت بہت مواقع پر لرزہ براندام ہو جاتے کہ مبادا ہم سے کوئی لغزش ہو جائے، آپ مکثرین صحابہ کرام میں شمار نہیں کئے گئے حالانکہ اولین سابقین میں ہیں، سفر وحضر میں ساتھ رہے بعض صحابہ آپکو اہلبیت نبوت سے سمجھتے تھے، صاحب النعل والوسادۃ مشہور تھے، پھر بھی آپکی مرویات ایک ہزار کی تعداد کو نہ پہونچیں، یہ اسی غایت احتیاط کا نتیجہ تھا۔

ہاں ایسا ممکن کہ کوئی سر پھرا منکر رسالت صرف بدنام کرنے کی غرض سے ایسا کر گذرے اور حضور کی جانب آپکی حیات مقدسہ میں غلط بات منسوب کر دے اور حضور کو اطلاع نہ دی گئی ہو تو پھر اسکی ذمہ داری نہ حضور پر ہے اور نہ صحابہ کرام پر۔ لیکن یہ ہمت کرنا بھی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کوئی معمولی کام نہیں تھا۔اس طرح کا بس ایک آدھ واقعہ بیان کیا جاتا۔ ہے کہ:

زمانہ جاہلیت میں ایک شخص مدینہ کے گردونواح میں بسنے والے ایک قبیلہ بنولیث کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا، انہوں نے انکار کردیا، ہجرت کے اوائل میں وہ شخص جبہ ودستار سے آراستہ اس قبیلہ میں پہونچا اور کہا: مجھے حضور نے اس قبیلہ کا حاکم بنایا ہے، قبیلہ والوں نے اسکو اپنے یہاں قیام کی اجازت تو دیدی لیکن پوشیدہ طور پر ایک شخص کو بارگاہ رسالت میں بھیج کر تحقیق کرائی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دشمن خدا ہے، اس نے جھوٹ بکا ،لہذا اسکو قتل کردینا اور مردہ ملے تو اسکی لاش کو جلادینا۔ یہ صاحب واپس ہوئے تو دیکھا کہ سانپ کے کاٹنے سے وہ شخص مر چکا ہے لہذا اسکی لاش کو جلادیا گیا، حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔من کذب الخ۔

شبہ ۳: بعد میں جھوٹی حدیثیں اتنی بڑھ گئیں کہ حضرت عمر نے اپنی خلافت میں روایت حدیث پر پابندی لگادی، بلکہ اس سے منع تک کردیا۔

جواب: امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تو جھوٹی حدیثیں نہیں گڑھی گئیں البتہ انکے عہد پاک کی طرف یہ نسبت ضرور کھلا جھوٹ اور من گڑھت ہے۔

دور فاروقی اسلام کے عروج وارتقاء کا وہ زرین عہد ہے جس میں مسلمانوں نے ہر اعتبار سے شاندار کامیابی حاصل کی، حضور کے زمانہ اقدس میں قرآن کریم کی اشاعت حجاز کے ایک خاص حصہ تک ہی رہی، قرآن عظیم کا کوئی یکجا نسخہ تیار نہ ہوا تھا کہ حضور کا وصال ہوگیا۔ دور صدیقی آیا اور اس فتنہ ارتداد ومنکرین زکوۃ کی ریشہ دوانیوں نے قرآن کی باقاعدہ نشر واشاعت کا موقع ہی نہ دیا۔ البتہ اتنا ضرور ہوا کہ جنگ یمامہ میں کثیر تعداد میں قراء قرآن کی شہادت سے متاثر ہوکر صحابہ کرام کے مشورہ سے قرآن کریم یکجا ہوا اور یہ ذمہ داری حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی گئی تھی۔ آپکے دور میں داخلی نظام کی اصلاح پر ہی زیادہ زور رہا۔

ہاں جب دور فاروقی آیا تو اس سے پہلے ہی اشاعت اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرنے کی راہیں ہموار ہوچکی تھیں، اب آپکے سامنے مفتوحہ علاقوں میں قرآن کی تعلیم کو عام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کرنے کا مسئلہ تھا، آپ نے مجلس شوری منعقد کر کے قرآنی تعلیمات کے عام کرنے کے ساتھ ساتھ احادیث نبویہ کی نشر واشاعت کیلئے خاص طور پر مشورہ کیا، سب کی رائے تھی کہ احادیث کو قلمبند کر کے سلطنت اسلامیہ میں اسکی بھی اشاعت ہو، مگر آپ ایک ماہ تک اسی پس وپیش میں رہے، استخارہ کیا اور پھر ایک دن آپ نے مجمع عام میں فرمایا۔

سنو! میں حضور کی سنتیں لکھوانے کا ارادہ رکھتا تھا مگر مجھے اب یہ باور ہو گیا ہے کہ تم سے پہلے ایک قوم ایسی بھی گذری ہے جس نے دوسری کتابیں لکھیں اور کتاب اللہ کو چھوڑ بیٹھی، لہذا میں ہرگز قرآن کے ساتھ دوسری چیز شامل نہیں کروں گا۔ (۳۱)

اگر قرآن کریم کے علم سے پہلے لوگوں کو روشناس نہ کرایا جاتا تو خطرہ تھا کہ قرآن کے ساتھ دوسری چیز خلط ملط کر کے بعض لوگ امتیاز نہ کر پاتے، یہ خدشہ خاص طور پر بدوی قبائل سے تھا۔ لہذا کتابت حدیث کو عمومی انداز میں پیش کرنے کی ممانعت ہوئی، ایسا نہیں کہ خاص لوگوں کو بھی خاص مواقع پر منع کیا گیا تھا کہ واقعہ اس کے خلاف ہے، آئندہ صفحات میں ناظرین ملاحظہ کرینگے کہ کتنے صحابہ کرام تھے جنہوں نے احادیث لکھیں بلکہ خود فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھوائیں۔

یہ خاص صورت حال تھی جسکو بعض محققین یہ سمجھ بیٹھے کہ جعلی احادیث کا شیوع ہی کتابت کی ممانعت کا سبب تھا، جعل سازی کا تو اس دور خیر وصلاح میں دروازہ ہی نہ کھلا تھا۔

شبہ ۴: امام بخاری نے ۶ رلاکھ حدیثوں میں سے صرف نو ہزار کو صحیح احادیث کی حیثیت سے منتخب کیا۔

جواب۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے، بالفرض چھ لاکھ میں سے صرف نو ہزار ہی صحیح تسلیم کی جائیں تو اس سے یہ کب لازم آیا کہ سارا ذخیرۂ حدیث غیر معتبر اور موضوع یا مشتبہ ہے اور قرآن کے علاوہ کسی دوسری چیز پر اعتماد ہی نہ رہا۔

پہلے اسلامی قوانین میں جعلی حدیثوں کے ایک جم غفیر کے قائل تھے اور اب صرف امام بخاری سے منقول ۹ رہزار احادیث کو صحیح مان رہے ہیں، اگر امام بخاری کی صحیح بخاری جب اس

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حیثیت کی حامل ہے تو انکا یہ فرمان تسلیم کرنا بھی ناگزیر ہے، فرماتے ہیں۔

ماادخلت فی کتاب الجامع الاماصح ، وترکت من الصحاح لملال الطول۔ (۳۲)

میں نے اپنی کتاب میں کوئی ایسی حدیث داخل نہیں کی جو صحیح نہ ہو، مگر بہت سی حدیثیں چھوڑ دی ہیں تا کہ کتاب طویل نہ ہو جائے۔

نیز فرماتے ہیں۔

میں نے جو حدیثیں چھوڑ دی ہیں وہ میری منتخب کردہ حدیثوں سے زیادہ ہیں اور یہ کہ مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں۔ (۳۳)

اب حدیث کی دوسری عظیم کتاب کا حال سنئے، امام مسلم فرماتے ہیں:

لیس کل شیء عندی صحیح وضعته ههنا یعنی فی کتابه الصحیح ،انما وضعت ههنامااجمعوا علیه۔ (۳٤)

ایسا نہیں کہ جو احادیث میرے نزدیک صحیح ہیں وہ سب میں نے اپنی کتاب میں بیان ہی کردی ہیں، البتہ اس کتاب میں انہیں احادیث کو بیان کیا ہے جن پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے۔

امام ابن صلاح شہرزوری فرماتے ہیں:

غالبا انکی مراد یہ ہے کہ میرے نزدیک جن احادیث کی صحت پر اجماع ہے وہ میں نے اپنی کتاب میں بیان کردی ہیں۔

نیز امام مسلم فرماتے ہیں۔

میں نے اپنی کتاب میں جو روایتیں کی ہیں ان کو میں صحاح کہتا ہوں۔ مگر میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ جو روایت میں نے نہیں لی ہے وہ ضعیف ہے۔ (۳۵)

یہ ہی حال صحاح کی دوسری کتابوں کا ہے، کوئی آج تک یہ دعوی نہ کرسکا کہ فلاں کتاب میں تمام صحیح احادیث جمع کردی گئی ہیں اور صرف اتنی صحیح ہیں باقی سب غلط وموضوع اور بے بنیاد وباطل محض ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہاں یہ سوال واقعی اہم ہے کہ آخر احادیث وضع کیوں کی گئیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ حدیث وضع کرنے کا طریقہ یوں نکالا گیا کہ اہل اسلام کے نزدیک حدیث کو حجت تسلیم کیا جاتا تھا اور قرآن کریم سے اسکی حجیت کی سند مل چکی تھی، لہذا حضور کی طرف غلط بات منسوب کر کے لوگ کوئی نہ کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے تھے، اگر آج کے منکرین حدیث کی طرح انکی نظر میں بھی حدیث کی کوئی حیثیت نہ ہوتی تو کسی کو کیا پڑی تھی کہ وضع احادیث کی زحمت اٹھانا اور گناہ بے لذت میں مبتلا ہوتا۔

دنیا کی جعل سازی اور فریب کاری میں بھی اس چیز کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ہندوستان میں جعلی نوٹ وہی بنائے جاتے ہیں جنکا چلن عام ہو، کوئی بھی اس طرف توجہ نہیں دیتا کہ وہ سکے ایجاد کئے جائیں جو کسی زمانہ قدیم میں چلتے تھے، آخر جعلی ساز کی اس سے کیا غرض وابستہ ہوسکتی ہے۔

فرض کرو کوئی اس ملک میں یہ دھندا شروع کر دے اور جعلی نوٹوں کو چھاپ کر اصلی کرنسی میں گڈمڈ کر ڈالے اور جب یہ راز فاش ہو تو چند ملک کے غدار وفاداری کا رول ادا کرتے ہوئے یہ تحریک شروع کر دیں کہ چونکہ کرنسی مشتبہ ہو چکی ہے لہذا سارا سرمایہ نذر آتش کر دیا جائے۔ تو کیا ان کا یہ استدلال کوئی عاقل تسلیم کرنے کو تیار ہوگا؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ عاقل تو کجا احمق بھی ملک کے اس اثاثہ کو لٹتے اور برباد ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ ہر طرف سے یہ ہی آواز اٹھیگی جو لوگ ایسا مشورہ دیتے ہیں وہ غدار وطن ہیں، ملک وملت کے باغی ہیں، ہاں سلطنت کے خیر خواہ اور ارباب حل وعقد یہ مشورہ ضرور دینگے کہ ان جعل سازوں کو پکڑا جائے اور کرنسی کی تحقیق میں ماہرین مصروف کار ہوں تا کہ صحیح کو غلط سے ممتاز کریں اور اصل کو جعلی سے جدا کر کے ملک وملت کو تباہی سے بچالیں۔

یہ ہی حال کچھ ذخیرہ احادیث سے متعلق ایک دور میں پیش آیا تھا، جب وضع احادیث کا فتنہ اٹھا تو ماہرین علم وفن اٹھ کھڑے ہوئے اور دین ومذہب کی پاسبانی وحفاظت کے جذبہ سے سرشار ارباب فکر وفن نے ایک ایک واضع حدیث کا پتہ لگا کر اسکی نشاندھی فرمادی، کتنی جانفشانی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور جگر سوزی کا کام تھا جوان مردان حق آگاہ نے محض دینی وملی خدمت کے تحت انجام دیا۔ گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے کہ ان حضرات نے تقریباً پانچ لاکھ افراد کی سوانح حیات مرتب کی اور ہر ایک کے اقوال وافعال کو جرح وتعدیل کی حقیقی کسوٹی پر رکھکر پرکھا، احادیث کی صحت وسقم کو جانچنے کیلئے نہایت سخت اصول قائم کئے، جس شخصیت کو موضوع سخن بنایا جاتا اس پر بے لاگ تبصرہ ہوتا، قرابت داری کا کوئی لحاظ نہیں برتا جاتا، استاذ شاگرد کے تعلق کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، راویان حدیث میں ملاقات تھی یا نہیں، راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک تھا یا نہیں، ان تمام چیزوں پر سیر حاصل بحث ہوتی، اس طرح ہر رخ سے اطمینان حاصل کر کے ذخیرۂ حدیث کو پورے طور پر نکھارا گیا جب کہیں جا کر موجودہ تدوین حدیث عمل میں آئی۔

یہ بھی یاد رہے کہ وہ زمانہ آج کے مواصلاتی نظام کے نظم ونسق کو زمانہ نہیں تھا، سفر کی یہ سہولتیں بھی میسر نہیں تھیں، لیکن دور دراز کے جانکاہ سفر طے کر کے انہوں نے ملت اسلامیہ کے تحفظ کی خاطر وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ آج محققین بھی انگشت بدنداں ہیں، اپنوں اور بیگانوں سب نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ اسماء الرجال کا فن صرف مسلمانوں کی خصوصیت ہے، ورنہ اتنا عظیم فن ایجاد کرنا اس بے سروسامانی کی دنیا میں ممکن نہیں تھا۔

ان حالات میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ کوئی گوشہ ان سے مخفی رہا ہوگا، یا عمداً انہوں نے کسی شخصیت سے چشم پوشی کی ہوگی۔ پھر یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ سارا ذخیرہ حدیث بے معنی ومہمل ہے اور غلط وباطل۔ کیا ایک ہزار سال کے بعد اشتباہ کی کوئی وقعت رہ جاتی ہے جبکہ تدوین حدیث سے علماء وحفاظ تیسری چوتھی صدی تک مکمل طور پر فارغ ہو چکے تھے اور بعد کے ائمہ ومحققین اسی تحقیق پر اعتماد کرتے آئے۔

شبہ: ۵ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے کو منع فرمادیا تھا، فرماتے ہیں: لاتکتبوا عنی، ومن کتب عنی فلیمحہ، وحدثوا ولاحرج۔ نیز حضور کے زمانے میں اور آپکے بعد خلفائے راشدین کے عہد میں قرآن تو محفوظ کیا گیا لیکن حدیث کی حفاظت کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ صحابہ اور تابعین کے زبانی حافظوں تک محدود رہیں کبھی اتفاقیہ طور پر وہ کسی کے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سامنے کوئی روایت بیان کردیتے تھے۔

جواب: یہ تین شبہات ہیں اور منکرین حدیث نے مستشرقین کی اتباع میں بلا دلیل پیش کئے ہیں۔ خیر خواہی مسلمین کا یہ انداز کوئی نیا نہیں، ہاں جب کوئی شخص اسلام کا لیبل لگا کر کہے تو تعجب خیز ضرور ہے۔ اختلاف امت بعض اوقات بعض چیزوں میں کوئی بری چیز نہیں جبکہ دلائل طرفین واقعی حیثیت رکھتے ہوں، اس طرح کے نمونے اسلامی لٹریچر میں بکثرت موجود ہیں، لیکن کسی دلیل کا سہارا لئے بغیر یکطرفہ فیصلہ کردینا معقول نہیں ہوتا۔

یہ بات ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کتابت حدیث کی ممانعت آئی لیکن یہ وقتی تھی اور بسا اوقات خود حضور نے اسکا حکم دیا اور اپنے حضور بھی بہت احکام لکھوائے۔ تفصیل آرہی ہے۔

دوسری چیز یہ کہ جس حدیث میں کتابت کی ممانعت ہے اسی میں زبانی روایت کی واضح طور پر اجازت بھی ہے۔ پھر یہ بھی غلط ہے کہ حفاظت حدیث کتابت ہی پر موقوف ہے۔ زبانی روایت سے کیا حفاظت ناممکن چیز ہے؟ بلکہ یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اصل محافظت اسی وقت ممکن ہے جبکہ پہلے حفظ وضبط کا پورا اہتمام مقصود رہا ہو ورنہ محض کتابت کو مدار حفاظت قرار دیا جائے تو علوم وفنون کا خدا حافظ۔ خاص طور پر اس ماحول میں جبکہ کتابت کا رواج نہ پڑا ہو اور عموماً لوگ لکھنے کے عادی نہ رہے ہوں۔ ورنہ اصلی وجہ ممانعت وہی تھی کہ قرآن کو حدیث سے ممتاز رکھنا مقصود تھا کہ لوگ اختلاط سے کام نہ لیں۔ اس موضوع پر مکمل بحث تدوین حدیث اور حفاظت حدیث کے تحت آرہی ہے، یہاں مجملاً اتنا کافی ہے کہ حضور کا عہد پاک ہو یا صحابہ وتابعین کا زمانہ ان تمام ادوار میں کتابت کا کام بھی جزوی طور پر رہا ہے جس پر اعتراض کے ساتھ ساتھ بعد میں معترضین کو بھی اعتراف کرنا پڑا اور جن حضرات نے اسباب ہوتے ہوئے بھی یہ عظیم کام نہ کیا انکی مصلحتیں اپنی جگہ اہم تھیں، بعد کے محدثین نے کتابت کے ذریعہ حفاظت وتدوین کا کام انجام دیا وہ اس وقت کے ماحول کے عین مطابق تھا۔

شبہ ۶: حدیث کی جمع وتدوین ایک سو سال کے بعد عمل میں آئی جبکہ ان کا ریکارڈ قابل حصول نہیں رہا تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جواب: اس انوکھی نگارش کو کونسی تاریخ کا نام دیا جائے؟ تاریخ نویسی یا تاریخ سازی۔ اگر ایک انصاف پسند غیر متعصب واقعی تاریخ اٹھا کر دیکھنا چاہے تو آج بھی وہ لٹریچر محفوظ ہے، اور عہد نبوی سے خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز تک، اور انکے دور سے تدوین حدیث کے آخری مرحلہ تک سب کچھ آپ کو کتابوں میں ثبت ملیگا، ایک دن بھی ایسا پیش کرنا ناممکن ہے جس میں کتابت سے لیکر تدوین تک کوئی انقطاع ہوا ہو۔

شبہ ۷۔ احادیث میں شدید اختلاف ہے، لہذا قابل عمل نہیں۔

جواب۔ منکرین حدیث کو جب کچھ نہیں ملتا تو وہی پرانی رٹ لگاتے ہیں کہ احادیث میں اسقدر اختلاف ہے جسکا ارتفاع ناممکن، الفاظ و معانی کے اختلاف نے سارا ذخیرہ غیر معتمد بنا دیا ہے۔

ان چیزوں کی تفصیل تدوین حدیث کے ضمن میں ملاحظہ کر سکتے ہیں لیکن اس بات پر خاص توجہ رکھیں کہ پھر تو قرآن کے اختلاف قرأت اور معانی مراد میں تعدد اقوال کے پیش نظر کلام اللہ کو بھی یہ لوگ مخدوش قرار دینے میں کوئی ننگ و عار محسوس نہیں کرینگے۔ کتنے واقعات قرآن کریم میں مکرر ہیں لیکن الفاظ کا اتحاد کیا ہر جگہ موجود ہے؟ پھر کوئی عقل و خرد سے نابلد تہی دامن قرآن کریم کی حقانیت کا منکر ہو جائے تو یہ منکرین حدیث اسکا کیا کرلیں گے۔

علمائے کرام و محدثین عظام نے احادیث کریمہ کے ظاہری اختلاف و تعارض کو دفع کرنے کیلئے کیا مستقل تصانیف نہیں کیں؟ امام سیوطی نے اس طرح کے تقریباً سو علوم شمار کرائے جن سے حفاظت حدیث اور جمع و تدوین میں کام لیا گیا اور ہر فن میں محققین نے اپنی یادگار تصانیف چھوڑیں، دفع تعارض کیلئے علم تاویل الحدیث پر مشتمل کتابیں پڑھکر یہ فیصلہ کرنا کوئی دشوار امر نہیں تھا جس سے چشم پوشی کر کے علی الاطلاق یہ حکم لگا دیا گیا کہ احادیث باہم مختلف ہیں لہذا قابل عمل نہیں۔

امام ابن خزیمہ کہتے تھے۔

مجھے کسی ایسی دو احادیث کا علم نہیں جن میں باہم تعارض ہو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس موضوع پر آپ نے ایک عظیم کتاب ''کتاب ابن خزیمہ'' کے نام سے لکھی ہوا ر ، فن میں آپکے تجر علمی کی واضح دلیل ہے۔

امام طحاوی کی "شرح مشکل الآثار "امام شافعی کی" اختلاف الحدیث " علامہ ابن قتیبہ کی"تاویل مختلف الحدیث " علامہ ابن جوزی کی" التحقیق فی احادیث الخلاف " اور علامہ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک کی" مشکل الحدیث " یہ وہ کتابیں ہیں جو اس فن کا عظیم شاہکار ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ تعارض کی وجہ سے جب سارا ذخیرۂ احادیث مسترد کر دیا گیا تو پھر کتابت حدیث کی اجازت وممانعت کے سلسلہ میں مروی احادیث کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جس طرح کا تعارض دوسری احادیث میں نظر آتا ہے وہ تو یہاں بھی ہے، پھر فیصلہ کیسے ہوا کہ حدیث دلیل شرعی نہیں اور اس پر جزم کیسے کیا گیا کہ حضور کی جانب سے ممانعت وارد۔ اگر کوئی وجہ دفع تعارض کی نظر نہیں آتی تھی تو توقف کیا جاتا، یہ انکار حدیث کا کیا معنی۔ ہمارے یہاں تو جواب وہی ہوگا کہ تعارض ہی متحقق نہیں، بظاہر تعارض ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ، کیونکہ متعارض احادیث میں عمل کی ترتیب یوں قائم کی گئی ہے۔

پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ کیا ایک دوسرے کیلئے ناسخ ہو سکتی ہے، اگر ہے تو ناسخ پر عمل ہوگا منسوخ کو چھوڑ دیا جائیگا۔

بعض وجوہ نسخ یہ ہیں:

۱۔ خود شارع نسخ کی وضاحت فرمائے۔

۲۔ باعتبار زمانہ تقدم وتاخر ہو۔

اگر نسخ کا علم نہ ہو سکے تو ترجیح کی صورتوں میں سے کسی کو اختیار کرینگے۔

بعض وجوہ ترجیح باعتبار متن یوں ہیں۔

ف ا۔ حرمت کو اباحت پر ترجیح ہوگی۔

۲۔ قول عام ہو اور فعل خصوصیت یا عذر کا احتمال رکھتا ہو تو قول کو فعل پر ترجیح ہوگی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۳۔ حکم معلول کو حکم غیر معلول پر ترجیح ہوگی۔

۴۔ مفہوم شرعی کو مفہوم لغوی پر ترجیح ہوگی۔

۵۔ شارع کا بیان وتفسیر غیر کے بیان وتشریح پر راجح ہوگا۔

۶۔ قوی دلیل ضعیف پر راجح ہوگی۔

۷۔ نفی اگر مستقل دلیل کی بنیاد پر نہ ہو بلکہ اصل حال وحکم کی رعایت میں ہو تو اثبات کو نفی پر ترجیح ہوگی۔

بعض وجوہ ترجیح باعتبار سند

۱۔ کسی سند کے راوی متعدد ہوں تو اسکو ایک راوی کی سند پر ترجیح حاصل ہوگی۔

۲۔ قوی سند ضعیف پر راجح ہوگی۔

۳۔ سند عالی سند نازل پر راجح قرار دی جائیگی بشرطیکہ دونوں کے رواۃ ضبط میں ہم پلہ ہوں

۴۔ فقاہت میں فائق راوی غیر فقیہ رواۃ پر خواہ یہ سند عالی ہو راجح قرار پائینگے۔

۵۔ اتفاقی سند مختلف فیہ پر راجح رہیگی،

۶۔ اکابر صحابہ کی روایت اصاغر صحابہ پر راجح قرار دی جائیگی۔

یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں احادیث کو جمع کر کے عمل کرینگے۔

بعض وجوہ جمع

۱۔ تنویع، یعنی دونوں عام ہوں تو الگ الگ انواع سے متعلق قرار دیا جائے۔

۲۔ تبعیض، یعنی دونوں خاص ہوں تو الگ الگ حال پر، یا ایک کو حقیقت اور دوسرے کو مجاز پر محمول کرنا۔

۳۔ تقیید، یعنی دونوں مطلق ہوں تو ہر ایک کے ساتھ ایسی قید لگانا کہ فرق ہو جائے۔

۴۔ تخصیص، یعنی ایک عام اور ایک خاص ہو تو عام کو مخصوص قرار دینا۔

۵۔ حمل، یعنی ایک مطلق اور ایک مقید ہو تو مطلق کو مقید پر محمول کرنا بشرطیکہ دونوں کا حکم اور سبب ایک ہو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

ان تمام تر تفصیلات کے بعد شاید ہی کوئی حدیث ملے جو حقیقی طور پر کسی دوسری حدیث سے متعارض ہو۔ ممانعت واجازت کی احادیث میں دفع تعارض کی تفصیل تدوین حدیث کے عنوان میں ملاحظہ کریں۔

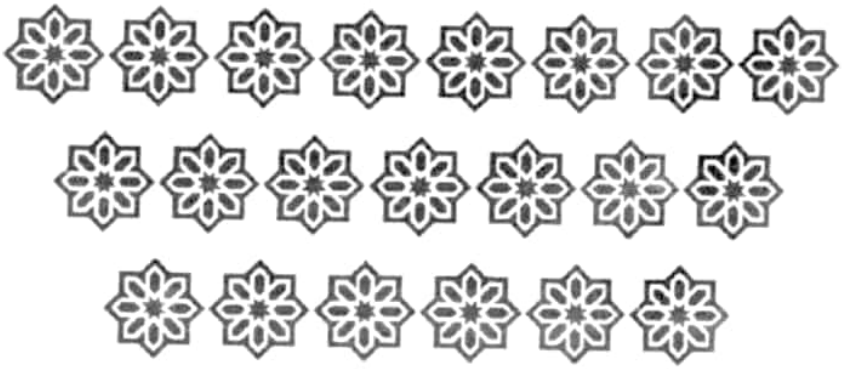

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حفاظت حدیث

گذشتہ اوراق میں آپ ملاحظہ فرما چکے کہ علم حدیث کو حجت شرعی ہونے کی سند قرآن کریم سے ملی ہے۔ خداوند قدوس نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا اور ہر مسلمان کو اس پر عمل پیرا ہونے کی بدولت سعادت دارین اور فلاح ونجات اخروی کا مژدہ سنایا۔

اہل اسلام کی اولین جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ فرمان واجب الاذعان براہ راست حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا، لہذا شب وروز اپنے محسن اعظم اور ہادی برحق کے اشاروں کے منتظر رہتے، اقوال وافعال میں اپنے لئے نمونہ عمل تلاش کرتے، زیادہ وقت دربار رسول کی حاضری میں گذراتے اور آپکی سیرت وکردار کو اپنانا ہر فرض سے اہم فرض سمجھتے تھے۔ انکی نشست وبرخاست، خلوت وجلوت، سفر وحضر، عبادات ومعاملات اور موت وحیات کے مراحل سب سنت رسول کی روشنی ہی میں گذرتے اور انجام پاتے۔ احادیث کی حفاظت کا انتظام اس طرح انہوں نے روز اول ہی سے شروع کر دیا تھا۔

صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ تعلیم بھی پائی تھی کہ اسلام میں رہبانیت نہیں، لہذا میری سنت اور اسوۂ حسنہ میں اپنے لئے نمونہ عمل تلاش کرو، (ترک دنیا کر کے بیوی بچوں اور والدین کو بے سہارا چھوڑ دینا اور دیگر اعزہ واقرباء سے کنارہ کشی اختیار کر لینا مستحسن نہیں) اس چیز پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ایک موقع پر نہایت تاکیدی انداز سے متنبہ بھی کیا تھا، کہ تم پر تمہارا بھی حق ہے اور تمہارے والدین اور بیوی بچوں کا بھی۔ لہذا روزہ رکھو تو افطار بھی کرو، عبادت کرو تو آرام بھی کرو الخ کہ یہ سب میری سنت ہیں۔ گویا حضور نے اپنی امت کیلئے عمومی قانون یہ ہی بنایا کہ دنیا نہ چھوڑیں بلکہ دنیا کو اس انداز

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے اختیار کریں کہ وہ دین بن جائے اور یہ اسی وقت متصور ہے، جب حضور کے اسوۂ حسنہ پر عمل ہو۔ البتہ بعض لوگوں کیلئے معاملہ برعکس تھا جس پر حضور نے کبھی انکار نہ فرمایا۔

صحابہ کرام نے شب و روز در رسول پر حاضر رہ کر حدیث و سنت کو محفوظ کیا

صحابہ کرام بسا اوقات دن میں تجارت اور کھیتی باڑی میں مشغول رہتے تھے، لہذا جنکو روزانہ حاضری کا موقع نصیب نہ ہوتا تو وہ اس دن حاضر رہنے والے حضرات سے کسی جدید طرز عمل اور اس دن کی مکمل کارکردگی سے واقف ہونے کیلئے بے چین رہتے۔ بعض دیوانۂ عشق ومحبت وہ بھی تھے جنہوں نے خانگی الجھنوں سے سبکدوشی بلکہ کنارہ کشی اختیار کر کے آخر وقت تک کیلئے یہ عہد و پیمان کر لیا تھا کہ اب اس در کو چھوڑ کر نہ جائینگے، اصحاب صفہ کی جماعت اس پر پوری طرح کاربند رہتی اور شبانہ روز ان کا مشغلہ یہ ہی رہ گیا تھا کہ جو کچھ محبوب کردگار سے سنیں یاد رکھیں اور اسکو اپنی زندگی میں جذب کر لیں۔

اس جماعت کے سرگروہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو ذخیرۂ حدیث کے سب سے بڑے راوی شمار ہوتے ہیں، لوگوں کو انکی کثرت روایت پر کبھی تعجب ہوتا تو فرماتے۔

انکم تقولون ان اباهريرة يكثر الحديث عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وتقولون مابال المهاجرين والانصار لايحدثون عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بمثل ابى هريرة ؟ وان اخوتى من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالاسواق ،وكنت الزم رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على ملْ بطنى ،فاشهد اذاغابوا ،واحفظ اذانسوا ،وكان يشغل اخوتى من الانصار عمل اموالهم ،وكنت امرأمسكينا من مساكيين الصفة اعى حين ينسون ۔(۳۶)

تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے، اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین وانصار اتنی حدیثیں کیوں نہیں بیان کرتے، تو سنو، مہاجرین تو اپنی تجارت میں مصروف رہتے، اور انصار کا مشغلہ کھیتی باڑی تھا، اور میرا حال یہ تھا کہ میں صرف پیٹ پر حضور کی خدمت میں حاضر رہتا، جب انصار و مہاجرین غائب رہتے میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اس وقت بھی موجود ہوتا ،اصحاب صفہ میں ایک مسکین میں بھی تھا ،جب لوگ بھولتے تو میں احادیث یاد رکھتا تھا۔

اسکی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ حضور نے آپکی یادداشت کیلئے دعا کی تھی جس کا اثر یہ ہوا کہ فرماتے ہیں۔

فمانسیت من مقالة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تلك من شئ (۳۷)

میں پھر کبھی حضور کی حدیث پاک نہیں بھولا۔

آپ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں غزوۂ خیبر کے موقع پر حاضر ہوئے اور پھر آخر حیات مقدسہ تک حاضر بارگاہ رہے،آپ نے اس زمانہ میں کس طرح زندگی کے ایام گذارے،فرماتے ہیں۔

خداوند قدوس کی قسم! میں بھوک سے جگر تھام کر زمین پر بیٹھ جاتا اور پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا ،منبر رسول اور حجرۂ مقدسہ کے درمیان کبھی چکرا کر گر پڑتا ،لوگ سمجھتے میں پاگل ہوں حالانکہ یہ صرف بھوک کا اثر تھا،ان جانفشانیوں کے عالم میں بھی آپ نے حضور کے شب وروز کو اپنے قلب وذھن میں محفوظ کر لینے کا مشن جاری رکھا۔

اصحاب صفہ میں حضرت ابو ہریرہ ہی تنہا نہ تھے بلکہ یہ تعداد مختلف رہتی اور کبھی کبھی ستر تک جا پہونچتی تھی۔ان حضرات کا مشغلہ ہی یہ تھا کہ احادیث سنیں اور یاد کریں ،سیرت وکردار ملاحظہ کریں اور اس کو اپنے لئے نمونہ عمل بنالیں اور دوسروں کو اسکی تبلیغ کریں۔

انکے علاوہ ہر دن آنے جانے والے صحابہ کرام کی تعداد کو کون شمار کر سکتا ہے ،گرد وپیش پروانوں کا ہجوم رہتا اور ماہ رسالت اپنی ضیاء پاشیوں سے سب کو مجلی ومصفی فرماتا۔بعض حضرات روزانہ حاضری دینا لازم جانتے تھے اور بعض نے ایک دن بیچ حاضری کا التزام کر لیا تھا ،لیکن انہوں نے ہر دن کی مجلس سے استفادہ کا طریقہ یوں اپنایا تھا کہ دو اسلامی بھائی آپس میں معاہدہ کرتے کہ آج آپ بارگاہ رسالت میں حاضر رہنا اور میں معاش کی تلاش میں رہونگا پھر کل میری باری ہوگی۔شب میں ایک دوسرے کو اپنے مشاہدات سے باخبر کرتا اس طرح دن بھر کی معلومات

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں ایک دوسرے کو اپنا شریک بنالیتا تھا۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی انہی حضرات میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں۔

کنت انا و جارلی من الانصار فی بنی امیة بن زید وھی من عوالی المدینة، و کنا نتناوب النزول علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینزل یوما وانزل یوما،فاذا نزلت جئته بخیر ذلك الیوم من الوحی وغیرہ ،وانزل فعل مثل ذلك۔ (۳۸)

میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی عوالی مدینہ میں بنوامیہ بن زید کی بستی میں رہتے تھے، ہم دونوں حضور کی خدمت میں باری باری حاضر ہوتے ،جس دن میں حاضری دیتا تو انکو وحی وغیرہ کے حالات سے باخبر کرتا اور دوسرے دن وہ آتے تو مجھ سے حالات بیان کردیتے۔عام حالات میں بھی صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ جو کچھ وہ سنتے یا دیکھتے اسکو اپنے تک ہی محدود نہیں رکھتے تھے بلکہ کسی دوسرے کو ضرور سنادیتے تھے تاکہ کتمان علم نہ ہو جسکو وہ گناہ تصور کرتے تھے۔

حد تو یہ ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن خلوت کی باتیں بھی صحابہ کو بتادیتی تھیں، کیونکہ ان سب کا یہ ہی اعتقاد تھا کہ یہ سب کچھ بھی بلاشبہ شریعت ہیں۔اگر ان کو چھپایا گیا تو پھر امت مسلمہ اپنے خانگی حالات اور خصوصی معاملات میں معلومات کیسے حاصل کرسکے گی۔ اسلام ایک مکمل دستور حیات بنکر آیا ہے جو زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے، مہد سے لیکر لحد تک کے جملہ احکام قدم قدم پر رہنمائی کیلئے موجود ہونا ضروری تھے،لہذا ان حضرات نے اسی نقطۂ نگاہ سے زندگی کے کسی گوشہ کو تشنہ نہیں رہنے دیا۔

اس اجمالی تمہید کے بعد قارئین اسکی تفصیل میں جاکر ان تمام امور کا مشاہدہ اس دور کی مستند تاریخ وواقعات سے خود بھی کرسکتے ہیں۔جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ حفاظت حدیث کا فریضہ صحابہ کرام نے قول وعمل سے بھی انجام دیا اور لوح وقلم کے انمٹ نقوش کے ذریعہ بھی۔ یہاں قدرے تفصیل سے میں قارئین کے سامنے دونوں پہلو رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے دعوی پر مضبوط اور مستحکم دلائل سے روشنی پڑسکے۔

بارگاہ رسالت سے بلاواسطہ اکتساب فیض کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے متجاوز بتائی جاتی ہے۔(۳۹)

انکے صدق مقال اور حسن کردار میں کسی کو کیا شبہ ہوسکتا ہے۔علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

قال ابن الصلاح : ثم ان الامة مجتمعة على تعديل جميع الصحابة ومن لابس الفتن ۔(٤٠)

امام ابن صلاح شہرزوری کہتے ہیں:۔

اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عادل وثقہ ہیں خواہ وہ باہم مشاجرات میں شریک رہے ہوں۔

مزید لکھتے ہیں:

ماجاء فی تعدیل الله ورسوله للصحابة ،وانه لایحتاج الی سؤال عنهم، وانما یجب فیمن دونهم ، کل حدیث اتصل اسناده بین من رواه وبین النبی صلیالله تعالیٰ علیه وسلم لم یلزم العمل به الابعد ثبوت عدالة رجاله ،ویجب النظر فی احوالهم سوی الصحابی الذی رفعه الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ،لان عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعدیل الله لهم، واخباره عن طهارتهم واختیاره لهم فی نص القرآن ۔(٤١)

اللہ ورسول نے صحابہ کو یہ مقام ومنصب عطا فرمایا اسی لئے سند حدیث میں انکے بارے میں کچھ تحقیق وتلاش کی ضرورت نہیں ،ہاں انکے علاوہ راویان حدیث کے سلسلہ میں معلومات حاصل کرنا ضروری ہیں ،لہذا سلسلہ سند میں سب کی چھان بین کی جائیگی اور عمل کرنا لازم اسی وقت ہوگا جب رواۃ کی عدالت ثابت ہوجائے ،صحابہ کرام کے علاوہ سب کے حالات کا علم ہونا ضروری ہے، ہاں صحابہ اس سے مستثنی ہیں کہ انکی عدالت وطہارت خود اللہ رب العزت نے بیان فرمائی ہے تو انکے حالات سے بحث کی ضرورت ہی نہ رہی۔

جب انکی عدالت ونزاہت اجماعی طور پر مسلم تو انہوں نے جو کچھ رسول کی طرف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منسوب کر کے فرمایا وہ بلاشبہ حق وصحیح ہے۔اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ مرسل صحابی سب کے نزدیک حجت ہے کہ اگر صحابی صغیر یا مؤخر الاسلام جو کچھ بیان کرتا ہے وہ کسی صحابی سے سنکر ہی بیان کرتا ہے اور اس امر میں سب برابر کہ حضور کی جانب غلط بات منسوب کرنا ان حضرات قدسی صفات سے متصور ہی نہیں۔

انکے اقوال وافعال کلی طور پر سنت رسول کا آئینہ تھے،لہذا جو کچھ انہوں کہایا کیا ان کے پاس ان تمام چیزوں کی سند قرآن وسنت ہی تھے،انکے اقوال غیر اجتہادی کے بارے میں تو فیصلہ ہو چکا کہ وہ حکما حدیث مرفوع ہیں۔رہے اجتہادی مسائل تو انکی بابت بھی یہ ہی کہا جاتا ہے کہ وہ بھی سرچشمۂ رشد وہدایت ہیں۔خود اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔(٤٢)

میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں،ان میں سے جسکی اقتداء کروگے ہدایت پاؤ گے،

صحابہ کرام نے حصول حدیث کے لئے مصائب برداشت کئے

اس معیار پر جب انکی زندگیاں دیکھی جاتی ہیں تو ہر مسلمان بیساختہ یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ انکی تبلیغ وہدایت محض اللہ ورسول کی رضا کیلئے تھی اپنے نفس کو دخل دینے کے وہ ہرگز روادار نہ تھے،سنت رسول کی اشاعت اور اسکی تعلیم وتعلم میں انہوں نے اپنا سب کچھ قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا،کسی کو حکم رسول سنانے میں نہ انہیں کوئی خوف محسوس ہوتا اور نہ کسی سے حدیث رسول سیکھنے میں کوئی عار محسوس ہوتی تھی،انکے یہاں شرافت نسبی اور رفعت علمی بھی اس چیز سے مانع نہیں تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خاندان رسول کے ایک اہم فرد تھے، کاشانۂ نبوت میں انکی حقیقی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا رہتی تھیں۔وہاں شب وروز گذارنے کا بھی موقع ملتا تھا،انہوں نے کیا کچھ حضور سے نہیں سیکھا ہوگا۔حضور نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انکے لئے تفقہ فی الدین کی دعا بھی کی تھی، لیکن ان تمام جیزوں پر تکیہ کر کے انہوں نے حضور کے وصال اقدس کے بعد اپنے آپ کو معطل نہیں سمجھ لیا تھا، خود فرماتے ہیں۔

میں نے ایک انصاری صحابی سے کہا: ہم حضور کی صحبت سے تو اب محروم ہو گئے ہیں لیکن اکابر صحابہ موجود ہیں چلو ان سے ہی حضور کی احادیث سنیں اور اکتساب علم کریں، وہ بولے:

یاابن عباس اتری الناس یحتاجون الیك وفی الناس من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جناب رہنے دو، اتنے جلیل القدر اکابر صحابہ کی موجودگی میں کسی کو کیا پڑی ہے کہ ہم سے آکر مسائل پوچھے۔

لیکن ان صاحب کو کیا معلوم تھا کہ آگے چلکر چھوٹے ہی بڑے بن جاتے ہیں۔

فرماتے ہیں: میں نے انکی نصیحت پر کان نہ دھرا اور مسلسل کوشش جاری رکھی، جس کے بارے میں مجھے علم ہوتا کہ انکے پاس حضور کی کوئی حدیث ہے تو میں انکے در دولت پر پہونچتا اور حدیث سنکر یاد کر لیتا۔ بعض حضرات کے پاس پہونچتا اور معلوم ہوتا کہ وہ آرام میں ہیں تو انکی چوکھٹ پر سر رکھکر لیٹ جاتا، ہواؤں کے تھپیڑے چلتے، گرد وغبار اڑ کر میرے چہرے اور کپڑوں پر اٹ جاتا، لیکن میں اسی حال میں منتظر رہتا، وہ خود باہر تشریف لاتے تو اس وقت میں اپنا مدعا بیان کرتا، وہ حضرات مجھ سے فرماتے: آپ تو خاندان نبوت کے فرد ہیں، آپ نے یہاں آنے کی زحمت کیوں اٹھائی، ہمیں یاد کیا ہوتا ہم خود آپکے پاس پہونچتے، میں عرض کرتا: میں طالب علم ہوں، لہذا میں ہی اس بات کا مستحق ہوں کہ آپکی خدمت میں حاضری دوں۔ بعض حضرات پوچھتے، آپ یہاں کب سے ہیں تو میں وقت بتاتا جس پر وہ برہم ہو کر فرماتے، آپ نے اپنی آمد کی اطلاع ہمیں کیوں نہ کرادی کہ ہم فوراً آتے، میں عرض کرتا: میرے دل نے نہ چاہا کہ میں از خود آپ کو بلاؤں اور آپ اپنی ضرورت میں ہوں۔

انکی اس جانفشانی اور عرق ریزی کا ثمرہ تھا کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صغرسنی کے باوجود ممتاز علمائے صحابہ میں جگہ دیتے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جب آپ مرجع انام بن گئے تو وہ انصاری صحابی بہت پچھتا۔ تے اور کہتے تھے۔

کان ھذاالفتیٰ اعقل منی۔ (۴۳)

یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقلمند نکلا۔

حفاظت حدیث کے لئے صحابہ نے دور دراز کے سفر کئے

حصول علم حدیث کیلئے صحابہ کرام کا طرز عمل اور جدوجہد کچھ انہیں پر منحصر نہیں، ایک ایک حدیث کی حفاظت وروایت کیلئے انہوں نے محنت شاقہ کی اور اس دولت کو حاصل کیا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکو مدینہ ہجرت کر کے حضور کے تشریف لانے پر میزبانی کا شرف حاصل ہوا اور حضور کے شب وروز دیکھنے کا نہایت قریب سے موقع ملا۔

اس شرف کے حصول کے باوجود علم حدیث کیلئے انکی مساعی کا اندازہ اس واقعہ سے کیجئے۔

ایک حدیث آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی لیکن اس میں کچھ شبہ محسوس ہوتا تھا، جس مجلس میں وہ حدیث سماعت کی تھی آپکے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دربار رسالت میں حاضر تھے لیکن ان کا قیام ان دنوں مصر میں تھا، باقی دوسرے سامعین کا حال کچھ نہیں معلوم ہوسکا۔ لہذا اس شبہ کو دور کرنے کیلئے آپ نے مصر کیلئے رخت سفر باندھ لیا اور چل پڑے، جذبہ شوق میں یہ والہانہ سفر طے ہوا اگرچہ اس وقت بڑھاپے کا عالم تھا، راستہ بھی نہایت دشوار گذار اور وہ بھی یک وتنہا، ان کلفتوں کو برداشت کرتے ہوئے طول طویل راستہ طے کیا اور مہینوں کی مسافت طے کر کے مصر پہونچے۔

اس وقت مصر کے گورنر حضرت مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ سیدھے پہلے انہیں کے یہاں پہونچے، امیر مصر نے بعد ملاقات دریافت کیا:۔

ماجاء بك یاابا ایوب

اے ابوایوب کس لئے آنا ہوا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرمایا: میرے ساتھ ایک آدمی بھیجو جو مجھے عقبہ بن عامر کے مکان تک پہونچادے، چنانچہ ایک صاحب کو لے کر وہاں پہونچے، جب حضرت عقبہ کو معلوم ہوا تو دوڑ کر باہر آئے اور فرط شوق میں گلے سے لگالیا اور تشریف آوری کی وجہ پوچھی، فرمایا:

حدیث سمعته رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم یبق احد سمعه من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم غیری وغیرك فی سترالمومن ،قال عقبة : نعم ،سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول : من ستر مومنا فی الدنیا علی عورة ستره الله یوم القیامة ،فقال ابوایوب : صدقت ، (٤٤)

ایک حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اسکا سننے والا اب میرے اور آپکے سوا کوئی دوسرا دنیا میں نہیں ہے اور اس حدیث میں مسلمان کی پردہ پوشی کا بیان ہے، حضرت عقبہ نے کہا: ہاں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے دنیا میں کسی مومن کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اسکے عیب نہیں کھولے گا۔ حضرت ابوایوب انصاری نے فرمایا: آپ نے سچ فرمایا۔

اسکے بعد کہتے ہیں: مجھے اس حدیث کا پہلے سے علم تھا لیکن کچھ شبہ ہوگیا تھا جسکی تحقیق کیلئے میں نے آپکے پاس سفر کیا۔

سبحان اللہ یہ بھی ان کی کمال احتیاط، اسکے بعد کیا ہوا سنئے۔

فاتی ابوایوب راحلته فرکبها وانصرف الی المدینة وماحل رحله ۔(٤٥)

حضرت ابوایوب نے اس حدیث کو سنتے ہی مدینہ شریف کی طرف مراجعت فرمائی اور مصر میں اپنی سواری کا کجاوہ بھی نہ کھولا۔

یعنی مصر آنے کا مقصد حدیث کے الفاظ کی تصدیق کے سوا کچھ نہ تھا،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان جلیل القدر صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں جنکو مکثرین کہا جاتا ہے، آپ کے سلسلہ میں بھی اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

آپ نے ایک حدیث حضرت عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سے سنی، شوق دامنگیر ہوا کہ خود ان سے یہ حدیث سنی جائے، آگے کا واقعہ خود انہیں کی زبان سے سنئے اور طلب حدیث میں انکی جانفشانی کی داد دیجئے۔ فرماتے ہیں۔

بلغنی حدیث عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتبعت بعیرا فشددت علیہ رحلی ثم سرت الیہ شھرا حتی قدمت الشام، فاذا عبداللہ بن انیس الانصاری فاتیت منزلہ وارسلت الیہ ان جابرا علی الباب فرجع الی الرسول فقال: جابر بن عبداللہ، فقلت: نعم، فخرج الی فاعتنقتہ واعتنقنی، قال: قلت؛ حدیث بلغنی عنک انک سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: یحشر الناس یوم القیامۃ فیناديھم بصوت یسمعہ من بعد کما یسمعہ من قرب، انا الملک الدیان لاینبغی لاھل الجنۃ ان یدخل الجنۃ وواحد من اھل النار یطلبہ بمظلمۃ حتی یقتصہ منہ حتی اللطمۃ۔ (٤٦)

مجھے ایک حدیث کے بارے میں پتہ چلا کہ حضرت عبداللہ بن انیس انصاری اس حدیث کو بیان کرتے تھے، میں نے اسی وقت ایک اونٹ خریدا اور اس پر اپنا کجاوہ کسا اور ایک ماہ کا سفر طے کر کے ملک شام پہونچا، حضرت عبداللہ کے گھر پہونچ کر اطلاع کرائی کہ دروازہ پر جابر کھڑا ہے، قاصد نے باہر آ کر کہا کیا آپ جابر بن عبداللہ ہیں، میں نے کہا: ہاں، یہ سنتے ہی آپ فوراً دولت خانہ سے باہر آئے اور فرط شوق میں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے، پھر میں نے اپنا مدعا بیان کیا، کہ مظالم کے سلسلہ میں ایک حدیث کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، میں اس حدیث کو براہ راست نہیں سن سکا ہوں لہذا مجھے وہ حدیث سنائیں میرے آنے کا واحد مقصد یہ ہی ہے فرمایا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: قیامت کے دن لوگ جمع ہونگے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی اور اسکو دور و نزدیک کے سب لوگ سنینگے، اللہ تعالیٰ فرمائیگا، میں ذرہ ذرہ کا حساب کرنے والا بادشاہ ہوں، کوئی جنتی اس وقت تک جنت میں نہیں جائیگا جب تک کسی دوزخی کا حساب اسکے ذمہ باقی ہے پہلے اسکا قصاص دے خواہ ایک تھپڑ ہی ہو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ایک ایک حدیث کے حصول کے لئے اتنے طویل سفر اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ حضرات صحابہ کرام نے حفاظت حدیث کا جو بیڑا اٹھایا تھا اسکو اپنے عمل و کردار سے سچ کر کے دکھایا، تاریخ عالم اس غایت احتیاط اور کمال تفحص کی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔

امام دارمی نے ایک واقعہ یوں بیان فرمایا۔

ان رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحل الی فضالة بن عبدالله وهو بمصر فقدم علیه وهو یمد لناقة له ،فقال : مرحبا ،قال : امانی لم آتك زائراً ولکن سمعت انا وانت حدیثا من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رجوت ان یکون عندك منه علم۔ (٤٧)

ایک صحابی سفر کر کے حضرت فضالہ بن عبداللہ کے پاس مصر پہونچے، اس وقت حضرت فضالہ اپنی اونٹنی کیلئے چارہ تیار کر رہے تھے، کہتے ہیں: مجھے دیکھ کر بیساختہ انہوں نے خوش آمدید کہا، میں نے کہا: میں آپ سے محض ملاقات کیلئے نہیں آیا بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ میں نے اور آپ نے حضور سے ایک حدیث سنی تھی، امید ہے کہ آپکو یاد ہوگی وہ مجھے سناؤ۔

اور حضرت ابوسعید خدری مشہور صحابی کے بارے میں تو کہا جاتا ہے:

ان ابا سعید رحل فی حرف ۔

حضرت ابوسعید خدری نے تو محض ایک حرف حدیث کی تحقیق کیلئے باقاعدہ سفر کیا۔

یہ تمام واقعات اور ان جیسے صدہا واقعات اس چیز کا بین ثبوت ہیں کہ صحابہ کرام کے درمیان احادیث کریمہ کے حفظ وضبط کا خصوصی اہتمام اور عام رواج تھا، ہر شخص ممکنہ حد تک اس بات کیلئے مستعد رہتا کہ سنت رسول کا علم جس طرح بھی ہو حاصل کیا جائے، اسکا آپس میں خوب ورد کیا جائے تا کہ سب لوگ اس سے بخوبی واقف ہو جائیں۔

صحابہ کرام آپس میں دورۂ حدیث کرتے تھے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے احادیث سنکر آپس میں دور کرتے ،ایک شخص بیان کرتا اور سب سنتے ، پھر دوسرے کی باری آتی اور پھر تیسرا شخص سناتا ،بعض اوقات ساٹھ ساٹھ صحابہ کرام ایک مجلس میں اسی طرح آپس میں دور کیا کرتے تھے ،اسکے بعد جب مجلس سے اٹھتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حدیثیں ہمارے قلوب واذہان میں بودی گئی ہیں۔(۴۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کہیں بیٹھے ہوتے تو انکی گفتگو کا موضوع فقہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں ہوتی تھیں، یا پھر یہ کہ کوئی آدمی قرآن پاک کی کوئی سورۃ پڑھے یا کسی سے پڑھنے کو کہے۔

فاروق اعظم نے اشاعت حدیث کیلئے صحابہ کرام کو مامور فرمایا

دورۂ حدیث کے علاوہ انفرادی طور پر بھی حدیثیں یاد کرنے کا بڑا اہتمام تھا۔حفاظت حدیث کا یہ شغل صرف عہد نبوی تک محدود نہیں رہا بلکہ عہد صحابہ میں حصول حدیث ،حفظ حدیث اور اشاعت حدیث کا شوق اپنے جوبن پر تھا۔

مستشرقین اور پھر انکے بعد منکرین حدیث نے اس بات پر خوب واویلا کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے احادیث کی اشاعت پر سخت پابندی لگادی تھی اور کوئی انکے دور میں اس کام کو نہیں کرسکتا تھا،لیکن اس بے بنیاد الزام کی حقیقت قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں یہاں قدرے تفصیل سے اس مفروضہ کا ردوابطال مقصود ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت اسلامی کے گوشے گوشے میں حدیث پاک کی تعلیم کیلئے ایسے صحابہ کرام کو روانہ فرمایا جنکی پختگی سیرت اور بلندی کردار کے علاوہ ان کی جلالت علمی تمام صحابہ کرام میں مسلم تھی ،حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفاء میں تحریر فرماتے ہیں۔

چنانکہ فاروق اعظم عبداللہ بن مسعود را با جمعے بکوفہ فرستاد، ومغفل بن یسار وعبداللہ بن مغفل وعمران بن حصین را بہ بصرہ، وعبادہ بن صامت وابودرداء را بشام، وبہ معاویہ بن سفیان کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے احادیث سنکر آپس میں دور کرتے ،ایک شخص بیان کرتا اور سب سنتے ، پھر دوسرے کی باری آتی اور پھر تیسرا شخص سناتا ،بعض اوقات ساٹھ ساٹھ صحابہ کرام ایک مجلس میں اسی طرح آپس میں دور کیا کرتے تھے ،اسکے بعد جب مجلس سے اٹھتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حدیثیں ہمارے قلوب واذہان میں بودی گئی ہیں۔(۴۸)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کہیں بیٹھے ہوتے تو انکی گفتگو کا موضوع فقہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں ہوتی تھیں، یا پھر یہ کہ کوئی آدمی قرآن پاک کی کوئی سورۃ پڑھے یا کسی سے پڑھنے کو کہے۔

فاروق اعظم نے اشاعت حدیث کیلئے صحابہ کرام کو مامور فرمایا

دورۂ حدیث کے علاوہ انفرادی طور پر بھی حدیثیں یاد کرنے کا بڑا اہتمام تھا۔حفاظت حدیث کا یہ شغل صرف عہد نبوی تک محدود نہیں رہا بلکہ عہد صحابہ میں حصول حدیث ،حفظ حدیث اور اشاعت حدیث کا شوق اپنے جوبن پر تھا۔

مستشرقین اور پھر انکے بعد منکرین حدیث نے اس بات پر خوب واویلا کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے احادیث کی اشاعت پر سخت پابندی لگادی تھی اور کوئی انکے دور میں اس کام کو نہیں کرسکتا تھا،لیکن اس بے بنیاد الزام کی حقیقت قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں یہاں قدرے تفصیل سے اس مفروضہ کا ردوابطال مقصود ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت اسلامی کے گوشے گوشے میں حدیث پاک کی تعلیم کیلئے ایسے صحابہ کرام کو روانہ فرمایا جنکی پختگی سیرت اور بلندی کردار کے علاوہ ان کی جلالت علمی تمام صحابہ کرام میں مسلم تھی ،حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الخفاء میں تحریر فرماتے ہیں۔

چنانکہ فاروق اعظم عبداللہ بن مسعود را با جمعے بکوفہ فرستاد، ومغفل بن یسار وعبداللہ بن مغفل وعمران بن حصین را بہ بصرہ، وعبادہ بن صامت وابودرداء را بشام، وبہ معاویہ بن سفیان کہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیث ایشاں تجاوز نہ کند۔

قرآن وسنت کی تعلیم کیلئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ بھیجا۔ مغفل بن یسار، عبداللہ بن مغفل اور عمران بن حصین کو بصرہ۔ عبادہ بن صامت اور ابودرداء کو شام بھیجا۔ اور حضرت امیر معاویہ کو جو اس وقت شام کے گورنر تھے سخت تاکیدی حکم لکھا کہ یہ حضرات جو احادیث بیان کریں ان سے ہرگز تجاوز نہ کیا جائے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو بھی ایک خط لکھا تھا جس میں تحریر فرمایا۔

انی بعثت الیکم عماربن یاسر امیرا ،وعبداللہ بن مسعود معلما ووزیرا ، وھما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن اھل بدر فاقتدوا بھما واسمعوا،وقداثرتکم بعبد اللہ بن مسعود علی نفسی ۔

میں تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم بنا کر بھیج رہا ہوں، اور یہ دونوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بزرگ ترین صحابہ میں سے ہیں اور بدری ہیں، انکی پیروی کرو اور انکا حکم مانو، خاص طور پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمہاری طرف بھیج کر میں نے تمہیں اپنے نفس پر بھی ترجیح دی ہے۔

علامہ خضری نے تاریخ التشریع الاسلامی میں مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وقدقام فی الکوفۃ یأخذ منہ اھلھا حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو معلمھم وقاضیھم ۔

یعنی اسکے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدت تک کوفہ میں قیام پذیر رہے اور وہاں کے باشندے ان سے احادیث نبوی سیکھتے رہے، وہ اہل کوفہ کے استاد بھی تھے اور قاضی بھی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بصرہ کی امارت پر حضرت ابوموسیٰ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا اور وہ وہاں پہونچے تو انہوں نے اپنے آنے کی غرض وغایت ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

بعثنی عمر الیکم لاعلمکم کتاب ربکم و سنة نبیکم ۔

مجھے حضرت عمر نے تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور حضور نبی کریم کی سنت کی تعلیم دوں۔(جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اسکے علاوہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی صوبوں کے حکام وقضاۃ اور عساکر اسلامیہ کے قائدین کو خط لکھتے تو انہیں کتاب اللہ اور سنت نبوی پر کار بند رہنے کی سخت تاکید فرماتے۔آپ کا ایک تاریخی خط ہے جو آپ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارسال کیا تھا اس میں قاضی کے فرائض اور مجلس قضا کے آداب کو اس حسن وخوبی اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر اسے اسلام کا بدترین دشمن بھی پڑھے تو جھوم جائے۔دیگر امور کے علاوہ آپ نے انہیں یہ بھی تحریر فرمایا۔

ثم الفهم الفهم فیما ادلی الیك مما ورد علیك مما لیس فی قرآن ولا سنة ثم قایس الامور عندذلك ۔

ان واقعات کا جن کے لئے تمہیں کوئی حکم قرآن وسنت میں نہ ملے فیصلہ کرنے کیلئے عقل اور سمجھ سے کام لو اور ایک چیز کو دوسری پر قیاس کیا کرو۔

آپ کا ایک مکتوب جو قاضی شریح کو روانہ کیا گیا اس میں آپ ان کیلئے ایک منہاج مقرر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اذا اتاك امر فاقض بما فی کتاب الله ، فان اتاك بما لیس فی کتاب الله فاقض بما سن فیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و سلم/ ۔

جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق کرو اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش ہو جس کا حکم قرآن میں نہ ہو تو پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد خلافت میں جب حج کرنے کیلئے گئے تو مملکت اسلامیہ کے تمام والیوں کو حکم بھیجا کہ وہ بھی حج کے موقع پر حاضر ہوں، جب وہ سب جمع ہو گئے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تقریر فرمائی۔

قال ایھا الناس ! انی ما ارسل الیکم عما لالیضربو ابشارکم و لا لیأخذ وا اموالکم و انما ارسلھم الیکم یعلمو کم دینکم و سنة نبیکم ، فمن فعل به شئ سوی ذلك فلیرفعه الی ،فوالذی نفس عمر بیده لاقصنه منه ۔

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہاری طرف جو حکام بھیجے ہیں وہ اس لئے نہیں بھیجے تا کہ وہ تمہیں زدوکوب کریں اور تمہارے اموال تم سے چھینیں، میں نے انہیں صرف اس لئے تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ وہ تمہیں تمہارا دین اور تمہارے نبی کی سنت سکھائیں، حکام میں سے اگر تمہارے ساتھ کسی نے زیادتی کی ہو تو پیش کرو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں عمر کی جان ہے میں اس حاکم سے قصاص لئے بغیر نہیں رہوں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نت کی نشر و اشاعت اور تمام قلمرو اسلامی میں اس پر سختی سے عمل کرانے کی جو مساعی کیں یہ اس کا نہایت ہی مختصر خاکہ ہے لیکن اس سے کم از کم یہ حقیقت تو ہویدا ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت امت پر قیامت تک فرض ہے اور اسی میں ان کی ترقی عزت اور ہیبت کا راز پنہاں ہے، اسی لئے تو آپ نے ملک کے گوشے گوشے میں جلیل القدر صحابہ کرام کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو ان کے رسول کی سنت کی تعلیم دیں اور حکام کو بار بار اتباع سنت کیلئے مکتوب روانہ فرمائے۔ (۴۹)

صحابہ کرام نے اپنے عمل و کردار سے سنت رسول کی حفاظت فرمائی

حفاظت حدیث کی ذمہ داری سے صحابہ کرام اس منزل پر آ کر خاموش نہیں ہو گئے کے انکو محفوظ کر کے آرام کی نیند سو جاتے، ان کیلئے حدیث کے جملوں کی حفاظت محض تبرک کیلئے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نہیں تھی جن کو یاد کر کے بطور تبرک قلوب واذہان میں محفوظ کرلیا جاتا، بلکہ قرآنی تعلیمات کی طرح ان کو بھی وہ وحی الٰہی سمجھتے تھے جن پر عمل ان کا شعار دائم تھا۔

ہر شخص ان فرامین کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتا، ان کے لطیف احساسات سے لیکر طبعی خواہشات تک سب کے سب سنت مصطفوی کے پابند تھے، ان کی خلوتوں کا سوز وگداز، انکی جلوتوں کا خروش عمل، انکے شب وروز کے مشاغل اور انکے نالہائے شب دیجور سب میں سنت رسول کا عکس صاف طور پر دکھائی دیتا تھا۔

میں کسی ایک فرد کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ شمع نبوت کے پروانوں کا عموما یہی حال تھا، آج کی طرح دنیا ان پر غالب اور مسلط نہیں تھی بلکہ وہ ان تمام عوائق وموانع سے بالاتر ہوکر صرف اور صرف اپنے محبوب کی یاد کو دل میں بسائے سفر وحضر میں اپنی دنیا کو انہیں کے ذکر سے آباد رکھتے تھے، ان کا عشق رسول ہر ارشاد کی تعمیل سے عبارت تھا۔

عبادات میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر ان کیلئے کوئی چارۂ کار ہی نہ تھا، لیکن انکی اتباع ہر اس کام میں مضمر ہوتی جو انکے رسول کی طرف کسی نہ کسی طرح منسوب ہوتا۔

کتب احادیث کے مطالعہ سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث پاک بیان کرتے وقت جس خاص ہیئت ووضع کو اختیار فرمایا ہوتا تھا تو راوی بھی اسی ادا سے حدیث روایت کرتا۔ مثلا احادیث مسلسلہ میں وہ احادیث جن کے راوی بوقت روایت مصافحہ کرتے، تبسم فرماتے یا کسی دوسری ہیئت کا اظہار کرتے جو حضور سے ثابت ہوتی۔

مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اداؤں کو اپنانا اور ان پر کاربند رہنا انکی زندگی کا جزو لاینفک بن چکا تھا، صحابہ کرام میں سنت رسول کی پیروی کا جذبہ اس حد تک موجود تھا کہ جس مقام پر جو کام حضور نے کیا تھا صحابہ کرام بھی اس مقام پر وہی کام کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مشہور ہے کہ:

کان یتتبع آثارہ فی کل مسجد صلی فیہ، و کان یعترض براحلتہ فی طریق

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رأی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عرض ناقة (۵۰)

جن جن مقامات پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالت سفر وحضر میں نماز یں پڑھیں تھیں حضرت عبداللہ بن عمر ان مقامات کو تلاش کر کے نمازیں پڑھتے ،اور جہاں حضور نے اپنی سواری کا رخ پھیرا ہوتا وہاں قصداً آپ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ سفر کے موقع پر اگر حضور نے کسی جگہ استنجاء فرمایا ہوتا تو آپ بغیر ضرورت اس جگہ اسی حالت میں بیٹھتے۔

اگر کسی وقت یہ حضور کی خدمت میں حاضر نہ رہتے تو ان اقوال وافعال کے بارے میں دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پوچھتے اور اس پر عمل پیرا رہتے۔

امام مالک سے ایک دن انکے شاگرد یحیی بن یحیی نے پوچھا۔

اسمعت المشائخ یقولون : من اخذ بقول ابن عمر لم یدع من الاستقصاء شیئاً ؟ قال : نعم ۔(۵۱)

کیا آپ نے مشائخ کرام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیروی کی اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع میں کوئی کوتاہی نہیں کی؟ بولے: ہاں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے نمونے چلتے پھرتے صحابہ کرام میں دیکھے جاتے اور ان کو دیکھکر صحابہ کرام حضور کی یاد تازہ کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں عبدالرحمٰن بن زید نخعی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا:

حدثنا باقرب الناس من رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هدیاً ودلاً تلقاه فنأ خذ عنه ونسمع منه (۵۲)

مجھے ایسے شخص کی نشاندھی کیجئے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طور طریقوں میں زیادہ قریب ہو، تاکہ میں ان سے ملاقات کر کے علم حاصل کروں اور احادیث کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

سماعت کروں۔

قال: کان اقرب الناس هدیاً و دلاً و سمتابرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ابن مسعود ۔(۵۳)

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چال ڈھال میں اور وضع قطع میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ قریب تھے۔

بہر حال صحابہ کرام میں ذوق اتباع عام تھا اور ان کا دستور عام یہ ہی تھا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں حضور کی سنت سے رہنمائی حاصل کرتے ۔انہوں نے اپنی عادات ، اپنے اخلاق اور اپنے طرز حیات کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگنے کیلئے ہر ممکن کوشش کی ، وہ صرف خود ہی اپنی زندگیوں کو حضور کے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھالنے کے مشتاق نہ تھے بلکہ وہ ایک دوسرے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نمونۂ عمل کو اپنانے کی تلقین بھی کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب زخمی ہوئے تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ نامزد فرمادیں، تو آپ نے فرمایا:

ان اترك فقد ترك من هو خیرمنی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ۔ وان استخلف فقد استخلف من هو خیرمنی ابو بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه

اگر میں اس معاملہ کو ویسے ہی چھوڑ دوں تو ایسا انہوں نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔اور اگر خلیفہ مقرر کردوں تو یہ بھی اس کی پیروی ہوگی جو مجھ سے بہتر ہے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۵۴)

فتح مکہ کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ پر مسلمانوں کی قوت وشوکت ظاہر کرنے کیلئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے کاندھوں کو کھلا رکھیں اور ص ۔ میں رمل کریں ۔جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت وشوکت عطا فرمائی تو کندھے کھولنے اور رمل کرنے کا سبب تو ختم ہوگیا لیکن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فیم الرملان الآن والکشف عن المناکب وقدأطأ الله الاسلام و نفی الکفر واهله ،ومع ذلك لاندع شیئا کنا نفعله علی عهد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ۔

اب رمل اور کندھے کھولنے کی ضرورت کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرمادیا ہے اور کفر اور اہل کفر کو ختم کردیا ہے۔لیکن اسکے باوجود ہم اس کام کو ترک نہیں کرینگے جو ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد ہمایوں میں کیا کرتے تھے۔(۵۵)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مجلس میں تشریف فرما دیکھا۔آپ نے آگ پر پکا ہوا کھانا منگایا اور اسے تناول فرمایا، پھر نماز کیلئے کھڑے ہوئے، نماز پڑھی اور فرمایا: میں اس انداز میں بیٹھا جو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹھنے کا انداز تھا، میں نے اس طرح کھایا جس طرح حضور تناول فرماتے تھے اور میں نے اس طرح نماز پڑھی جس طرح حضور نماز پڑھتے تھے۔

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے تھے۔

کنت اری ان باطن القدمین احق بالمسح من ظاهر هما حتی رأیت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یمسح ظاهرهما ۔

میری رائے یہ تھی کہ پاؤں کے نیچے والے حصہ پر مسح کرنا اوپر والے حصہ پر مسح کرنے کی بہ نسبت زیادہ بہتر ہے حتی کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پاؤں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرتے دیکھا۔

گویا باب مدینۃ العلم نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر اپنی رائے کو قربان کردیا۔مومن کا کام ہی یہ ہے۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ (۵۶)

حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امیر المومنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سواری کیلئے ایک جانور حاضر کیا گیا، جب آپ نے رکاب میں پاؤں رکھا تو پڑھا۔

بسم اللہ ۔

جب آپ چوپائے پر سیدھے بیٹھ گئے تو پڑھا۔

الحمد للہ سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون ۔

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے، پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنادیا اسے ہمارے لئے ،اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہیں رکھتے ۔اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

پھر آپ نے تین مرتبہ الحمد للہ پڑھا اور تین مرتبہ تکبیر کہی اور پھر یہ کلمات پڑھے۔

سبحانك لااله الا انت قد ظلمت نفسی فاغفرلی۔

تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے مجھے معاف فرما۔

اسکے بعد آپ مسکرائے ،میں نے عرض کیا: امیر المومنین ! آپکے مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:۔

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ کام کرتے دیکھا ہے جو میں نے اب کیا ،حضور اس کام کے بعد مسکرائے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ! مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

بندہ جب رب اغفرلی کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندہ کو یقین ہے کہ میرے بغیر کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔(۵۷)

اس طرح کی مثالیں بے شمار منقول ہیں جنکی جمع وتالیف کیلئے دفتر درکار، منصف مزاج اور حق تلاش کرنے والا ان چند واقعات سے یہ فیصلہ کرسکتا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین احادیث طیبہ اور سنت رسول پر کس طرح سختی سے کاربند تھے اور دیکھنے والوں کو سیرت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

رسول کا عکس جمیل انکی زندگیوں میں صاف نظر آتا تھا ۔نہ جانے وہ کونسے اسباب تھے جنکی بنا پر منکرین حدیث نے ان واضح بیانات کو بھی لائق اعتنا نہ سمجھا اور آج تک وہی ایک وظیفہ ورد زبان ہے کہ تدوین حدیث دوسو سال بعد عمل میں آئی۔لہذا قابل عمل نہیں۔

علامہ پیر کرم شاہ ازہری نے اس سلسلہ میں کیا خوب لکھا ہے۔فرماتے ہیں۔

مستشرقین (اور منکرین حدیث) تدوین کو ہی حفاظت کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔لیکن ہم ان سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ذرا وہ اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ کیا وہ چیز زیادہ محفوظ رہی ہے جسکو خوب صورتی کے ساتھ مدون کر کے کتب خانوں کی الماریوں کی زینت بنا دیا جائے یا وہ چیز زیادہ محفوظ رہی ہے جسے لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کی زندگیوں میں نافذ کر دیا جائے؟

اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا چارٹر بلاشبہ عمدہ ترین شکلوں میں مدون ہے،لیکن اس عمدہ تدوین کے باوجود وہ انہیں ممالک میں زندہ ہے جہاں یہ حقوق انسانی عملاً بھی نافذ ہیں۔جن ممالک میں جنگل کا قانون رائج ہے، جہاں طاقتور جو کچھ کرنا چاہے اسے عملاً اس کا حق حاصل ہے اور کمزور کو جینے کا حق بھی نہیں دیا جاتا،وہاں اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے چارٹر کو کوئی نہیں جانتا۔ان ممالک کے غریب انسانوں کیلئے اس چارٹر کی مردہ لاش کی کوئی حیثیت نہیں۔جن ممالک میں یہ حقوق عملاً نافذ ہیں وہاں کوئی شخص ان میں تحریف یا تبدیلی کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا،لیکن جن ممالک میں یہ عملا نافذ نہیں اور صرف چند قانون داں انکو جانتے ہیں وہاں انکی حالت کو بگاڑ کر پیش کرنا کسی قسمت آزما کیلئے مشکل نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسلام میں احادیث طیبہ کی حفاظت کیلئے سب سے پہلے یہ طریقہ اختیار کیا کہ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں انکو محفوظ کر کے کروڑوں انسانوں کی زندگیوں میں انہیں نافذ کر دیا۔آندھیاں چلتی رہیں،طوفان اٹھتے رہے،ملت اسلامیہ سیاسی اور عسکری طور پر کمزور ہوتی رہی لیکن ہدایت انسانی کا وہ چارٹر جو احادیث طیبہ کی شکل میں مدتوں کروڑوں انسانوں کی زندگیوں میں نافذ رہا،نہ اسکی اہمیت کو ختم کیا جاسکا اور نہ ہی اسکو صفحہ ہستی سے مٹایا جاسکا۔حقیقت یہ ہے کہ احادیث طیبہ کی حفاظت کا یہ ایسا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بے نظیر طریقہ ہے جو صرف ملت اسلامیہ ہی کا حصہ ہے۔(۵۸)

صحابہ حفاظت حدیث کی خاطر ایک سے زیادہ راویوں سے شہادت لیتے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان تمام چیزوں کے ساتھ اس بات پر بھی خاص زور دیا کہ حدیث رسول اور سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہر قسم کے جھوٹ کی ملاوٹ اور شائبہ تک سے پاک رہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جہاں حدیث کو یاد کرنے، دوسروں تک پہونچانے اور عمل کرنے کی ترغیب ملی تھی وہیں آپ کی جانب بے بنیاد اور غلط بات منسوب کرنے پر وعید شدید کا سزاوار بھی قرار دیا گیا تھا، لہذا وہ حضرات نہایت احتیاط کے ساتھ روایتیں بیان کرتے اور جب کسی چیز کا فیصلہ سنت سے کرنا مقصود ہوتا تو اس کی تائید وتوثیق میں چند صحابہ کی شہادت کو سامنے رکھا جاتا تھا۔

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے اپنے پوتے کی وراثت میں سے حصہ مانگا، وراثت میں دادی کے حصہ کے متعلق نہ قرآن حکیم میں ذکر تھا اور نہ ہی اس بارے میں کوئی حدیث پاک حضرت صدیق اکبر نے سنی تھی، آپ نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ اٹھے اور عرض کیا: مجھے معلوم ہے کہ حضور نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا، انہوں جب حدیث پیش کی تو آپ نے ان سے گواہ پیش کرنے کو کہا، حضرت محمد بن مسلمہ نے گواہی دی تو آپ نے فیصلہ فرمایا۔

ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باہر سے تین دفعہ سلام کیا لیکن جواب نہ ملا، آپ واپس لوٹ آئے، حضرت عمر نے ان کو بلوایا اور واپس جانے کی وجہ پوچھی، آپ نے کہا: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

جو شخص تین دفعہ سلام کہے اور اسے صاحب خانہ اندر جانے کی اجازت نہ دے تو وہ خواہ مخواہ اندر جانے پر مصر نہ ہو بلکہ واپس لوٹ جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا: اس حدیث کی صحت پر گواہ پیش کرو ورنہ میں تمہاری خبر لوں گا۔ وہ صحابہ کے پاس گئے تو پریشان تھے، وجہ پوچھی تو آپ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نے سارا ماجرا کہہ سنایا، صحابہ کرام میں سے چند نے گواہی دی کہ ہم نے بھی یہ حدیث سنی ہے، چنانچہ ایک صاحب نے حضرت عمر کے پاس آ کر شہادت دی اس پر حضرت فاروق اعظم نے فرمایا:

انی لم اتهمك ولكنی خشيت ان يتقول الناس علی رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ۔(۵۹)

اے ابوموسیٰ! میرا ارادہ تمہیں متہم کرنے کا نہیں تھا، لیکن میں نے اس خوف سے اتنی سختی کی کہ کہیں لوگ بے سروپا باتیں حضور کی طرف منسوب نہ کرنے لگیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کو وسیع کرنے کی ضرورت پیش آئی، مسجد کے قبلہ کی طرف حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مکان تھا، حضرت عمر نے ان سے مسجد کیلئے مکان فروخت کرنے کی درخواست کی، حضرت عباس نے انکار کر دیا، دونوں حضرات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے جب صورت حال کے متعلق سنا تو فرمایا: اگر چاہو تو میں تمہیں ایک حدیث پاک سنا سکتا ہوں جو اس مسئلہ میں آپکی رہنمائی کریگی۔ آپ نے فرمایا: سناؤ۔

حضرت ابی کعب نے فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کریں جس میں اسکو یاد کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کیلئے جگہ کا تعین بھی فرما دیا، حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ اس شخص سے وہ جگہ زبردستی حاصل کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی، اے داؤد! میں نے تمہیں اپنا گھر تعمیر کرنے کا حکم دیا تھا جس میں میرا ذکر کیا جائے اور تم میرے گھر میں غصب کو داخل کرنا چاہتے ہو، غصب کرنا میری شان کے شایاں نہیں ہے، اب تمہاری اس لغزش کی سزا یہ ہے کہ تم میرے گھر کو تعمیر کرنے کے شرف سے محروم رہو گے۔

حضرت داؤد نے عرض کی! پروردگار! کیا میری اولاد اس گھر کو تعمیر کر سکے گی؟ فرمایا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہاں تمہاری اولاد کو یہ شرف حاصل ہوگا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث سنی تو فرمایا: میں تمہارے پاس ایک مسئلہ لیکر آیا تھا اور تم نے ایک ایسا مسئلہ کھڑا کر دیا جو اس پہلے مسئلہ سے بھی شدید تر ہے، تمہیں اپنے قول کے گواہ پیش کرنا ہوں گے۔ وہ انہیں لے کر مسجد نبوی میں آئے اور انہیں صحابہ کرام کے ایک حلقہ کے پاس لا کھڑا کیا، ان صحابہ کرام میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمر نے اس مجمع صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہہ رہا ہوں کہ جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وہ حدیث سنی ہو جس میں حضرت داؤد علیہ السلام کو بیت المقدس کی تعمیر کا حکم ملنے کا ذکر ہے وہ اسے بیان کرے۔ حضرت ابوذر غفاری نے فرمایا: میں نے یہ حدیث حضور سے سنی ہے، دوسرے اور پھر تیسرے صاحب نے بھی کھڑے ہو کر تصدیق کی۔ یہ سن کر حضرت عمر نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس پر حضرت ابی بن کعب نے کہا: اے عمر! کیا تم مجھ پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کے سلسلہ میں تہمت لگاتے ہو؟ حضرت عمر نے فرمایا: میں تمہیں متہم نہیں کرتا، میں نے تو حدیث کے سلسلہ میں احتیاط کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ (۶۰)

حضرت مالک بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

سمعت عمر رضی الله تعالیٰ عنه یقول لعبد الرحمن بن عوف وطلحة والزبیر وسعد رضی الله تعالیٰ عنهم: نشدتکم بالله الذی تقوم السماء والارض به، اعلمتم ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال: انالانورث ماترکناه صدقة قالوا: اللهم نعم۔ (۶۱)

میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جسکی قدرت سے زمین و آسمان قائم ہیں، کیا تم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جانتے ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو مال چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ اس پر ان سب نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم ہمیں اس حدیث پاک کا علم ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو منہاج وطریقہ حدیث رسول کی حفاظت وصیانت کیلئے مقرر فرمایا تھا اس پر آپ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سختی سے قائم رہے، آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔

لایحل لاحد یروی حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم اسمع بہ فی عھد ابی بکر ولاعمر ،رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

کسی شخص کو ایسی حدیث روایت کرنے کی اجازت نہیں جو میں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانوں میں نہیں سنی۔ (۶۲)

امیر المومنین مولی المسلمین حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی احتیاط ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ اس حدیث سے جو چاہتا مجھے نفع عطا فرماتا۔ جب کوئی دوسرا میرے سامنے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا، جب وہ قسم کھاتا تو میں اسکی حدیث کو تسلیم کر لیتا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کرادیا تھا۔

اتقوا الروایات عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ما کان یذکر منھا فی زمن عمر ، فان عمر کان یخوف الناس فی اللہ تعالیٰ۔ (۶۳)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ،صرف وہ احادیث بیان کرو جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد ہمایوں میں روایت ہوتی تھیں، کیونکہ حضرت عمر اس سلسلہ میں لوگوں کو اللہ کا خوف دلاتے تھے۔

اس سختی سے صحابہ کرام کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ جن چیزوں کو حضور اقدس صلی اللہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالے سے سنیں اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہ ہو۔

یہ ہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ کرام جو اگر چہ سفر وحضر میں حضور کے ساتھ رہے لیکن ان سے احادیث بہت کم مروی ہیں۔ عشرہ مبشرہ اگر چہ علم وفضل اور زہد وتقوی میں غیر معمولی حیثیت کے حامل تھے لیکن ان سے احادیث کی اتنی تعداد منقول نہیں جتنا انکے فضل وکمال کا تقاضا تھا۔ کہ ان حضرات کے شرائط سخت تھے۔

بعض صحابہ کرام تو جب احادیث روایت کرنے کا ارادہ فرماتے ان پر رعشہ طاری ہوجاتا اور لرزہ براندام ہوجاتے تھے، حضرت عمر بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں ہر جمعرات کی شام بلا ناغہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن میں نے کبھی آپکی زبان سے یہ الفاظ نہیں سنے کہ حضور نے یہ فرمایا۔

ایک شام انکی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہتے ہیں: یہ الفاظ کہتے ہی وہ جھک گئے، میں نے انکی طرف دیکھا تو وہ کھڑے تھے، ان کی قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے، آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا اور گردن کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: مجھے غلطی کا خوف نہ ہوتو میں تمہیں بہت سی ایسی باتیں سناؤں جو میں نے حضور سے سنی ہیں۔ (۶۴)

حیرت ہے کہ جس عہد کے لوگ روایت حدیث کے بارے میں اتنے محتاط ہوں وضع حدیث کو اس دور کا کارنامہ خیال کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی حدیث رسول کے چشمۂ صافی کو غایت درجہ ستھرا رکھنے کی مساعی جاری رکھیں اور اپنے ادوار میں کامل احتیاط سے کام لیا، انہیں کے زمانہ خیر میں تدوین حدیث یعنی باقاعدہ حدیثوں کو کتابی شکل میں مدون کیا گیا جو اس زمانہ کی ضرورت کے بالکل عین مطابق تھا جیسا کہ تفصیل آئندہ آرہی ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تدوین حدیث

حفاظت حدیث کی تفصیل آپ پڑھ چکے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جدوجہد اور کامل احتیاط کے نمونے ملاحظہ فرما چکے، اب بتانا یہ ہے کہ اس حفاظت کی کوئی اہمیت نہ سمجھنے والے مستشرقین اور منکرین حدیث نے ایک افسانہ گڑھا کہ چونکہ حدیث کا سارا ذخیرہ پہلی صدی بلکہ دوسری صدی تک زبانی ہے اور اس طویل مدت میں اسکی حفاظت لوح وقلم کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی لہذا یہ سب ناقابل اعتبار ہیں، ہم اس باب میں اسی فریب کا پردہ چاک کر کے حقیقت کا آئینہ دکھائیں گے۔

اول تو یہ سمجھنا ہی غلط و باطل کہ دوسو سال تک احادیث محض زبانوں تک محدود تھیں، ہم نے واضح کر دیا کہ صحابہ کرام نے اس ذخیرہ کو اپنے لئے منارۂ نور سمجھا تھا اور اس مبارک جماعت نے اپنے سینوں میں محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ عمل و کردار سے بھی اسکی ترویج و اشاعت شروع کر دی تھی، تابعین نے انکی زندگیوں کو بچشم خود ملاحظہ کیا تھا لہذا ببانگ دہل اعلان کرتے کہ ہم نے فلاں صحابی کو دیکھا تو انکی حیات طیبہ سنت نبوی کا آئینہ تھی، فلاں کا دیدار کیا تو وہ اسوۂ رسول کا مجموعہ تھے۔ اور فلاں کے دیدار سے جب شادکام ہوئے تو ہم نے انکے شب و روز اور شام و سحر میں اتباع رسول کی جلوہ سامانیاں ہی ملاحظہ کیں، گویا صحابہ کرام اپنے تابعین کو زبانی تعلیمات کے ساتھ عمل و کردار کا خوگر بھی بنانا چاہتے تھے جسکی تعلیم انہوں نے خاموش عمل سے دی، ان حضرات کا مطمع نظر خاص طور پر یہ بھی تھا کہ دینی تعلیمات کو منتقل کرنا وہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ خیر الامم کا لقب پانے والے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اپنا شعار نہ بناتے تو پھر آئندہ اور کون اس پر عمل کرتا۔

ان تمام حقائق کے باوجود انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آئندہ پیدا ہونے والے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مستشرقین اور منکرین حدیث کے منہ توڑ جواب کیلئے بھی ہمیں بہت کچھ مواد فراہم کر دیا۔

چونکہ ان معترضین کے نزدیک حفاظت کا طریقہ محض کتابت اور قلم وقرطاس کا میدان عمل ہی ہے لہذا ہم وہ حقائق پیش کر رہے ہیں جن سے یہ واضح ہو جائیگا کہ کسی علم وفن کی حفاظت لوح وقلم کے ذریعہ کہاں تک ہوتی ہے اور علم حدیث پر اسکے کیسے اثرات مرتب ہوئے اور کتابت کی منزل میں آجانے اور اسی پر تکیہ کر لینے کے سلسلہ میں علمائے حق کا کیا تاثر رہا ہے، ساتھ ہی دور صحابہ سے لیکر چوتھی پانچویں صدی تک باقاعدہ تدوین وکتابت کے منازل بھی آپ ملاحظہ کریں گے۔

کتابت، ضبط صدر، یا عمل کسی ذریعہ سے علم کی حفاظت ہو سکتی ہے

یہ بات مسلمات سے ہے کہ رب کریم جل وعلا نے انسانی فطرت میں اس چیز کو ودیعت فرما دیا ہے کہ کسی واقعی چیز کی حفاظت انسان کبھی حفظ وضبط اور اپنی قوت یادداشت کے ذریعہ کرتا ہے اور کبھی تحریر وکتابت سے اور کبھی عمل وکردار سے، تینوں صورتوں کے مراتب حالات کے اختلاف سے مختلف ہوتے رہتے ہیں، محض کسی ایک کو حفاظت کا ذریعہ سمجھ لینا ہرگز دانشمندی نہیں۔

اب اگر کوئی حفاظت وصیانت کی بنا لکھنے ہی کو قرار دینے لگے تو اس میں جیسی کچھ لغزشیں پیش آتی ہیں انکے چند نمونے ملاحظہ کرتے چلئے۔

علماء ومحدثین نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے اور ان لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی کوشش کی ہے جو علوم وفنون کے سرمایہ کو کتابت ہی کی صورت میں دیکھنے کے روادار ہیں۔

کتابت پر بھروسہ کر کے پڑھنے کی چند مثالیں

امام بخاری علیہ رحمۃ الباری نے ایک حدیث ''الادب المفرد'' میں نقل فرمائی جسکی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صغیر سن بھائی تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ایک چڑا ہاتھ میں لئے کھیلتے پھرتے تھے، کسی دن وہ چڑیا مرگئی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ہمارے یہاں تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ میرے بھائی رنجیدہ ہیں، وجہ دریافت کی، ہم نے قصہ بیان کیا، چونکہ بچوں پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیار اور شفقت عام تھی ،مزاح اور خوش طبعی کیلئے کبھی نادر المثال جملوں سے نوازتے ،اسی انداز میں حضور نے پہلے انکی کنیت ابوعمیر قرار دی اور فرمایا۔

یاابا عمیر مافعل النغیر۔(۱)

ابوعمیر نغیر نے کیا کیا۔

امام حاکم اسی ارشاد رسول کے متعلق فرماتے ہیں ،کہ ایک صاحب جنہوں نے احادیث کی سماعت مشائخ سے نہ کی تھی یونہی کتابت پر بھروسہ کر کے کتاب کھول کر حدیث پڑھنا شروع کردی، جب یہ حدیث آئی چونکہ علم حدیث سے تہی دامن تھے اور نغیر کا لفظ بھی کچھ غیر مشہور سا ہے لہذا فرمادیا یہ لفظ بعیر ہے اور تلامذہ کو بے دھڑک بتادیا کہ حضور ابوعمیر سے پوچھ رہے ہیں۔

اے ابوعمیر اونٹ کیا ہوا۔

صحیح بخاری کی روایت میں صراحت ہے کہ یہ ایسے بچے تھے کہ ابھی دودھ چھوٹا تھا، پھر قارئین اس بات کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں کہ ابوعمیر کا واسطہ کس سے رہا ہوگا اونٹ سے یا چڑیا سے ،نیز حضور کا مزاح یہاں کلام مسجع کی شکل میں ہے تو پھر مقصد ہی فوت ہوگیا۔

امام حاکم نے ایک اور واقعہ انہیں سے متعلق لکھا ہے۔ کہ اہل عرب عموماً قافلوں میں نکلتے تھے لہذا اونٹوں کے گلے میں گھنٹیاں باندھتے ،انکی غرض جو بھی رہی ہو لیکن اس سے منع کیا گیا، غالبا ساز و مزامیر کی شکل سے مشابہت کی وجہ سے، الفاظ حدیث یوں منقول ہیں۔

لاتصحب الملائکة رفقة فیها جرس۔

فرشتے اس قافلہ کو دوست نہیں رکھتے جس کے جانوروں کے گلے میں گھنٹیاں ہوں، ان صاحب نے 'جرس' کو 'خرس' پڑھ دیا اور مطلب بیان فرمایا کہ جو لوگ ریچھ کو قافلہ میں رکھتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہیں وہ ملائکہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

اسی طرح مشہور حدیث ہے:۔

البزاق فی المسجد خطیئة و کفارتها دفنها ۔(۲)

مسجد میں تھوک گناہ اور اسکا کفارہ دفن کردینا ہے۔

اسکے متعلق ایک محدث صاحب کا واقعہ منقول ہے کہ انہوں نے اسکو 'البراق' پڑھا اور معنی بتائے کہ براق مسجد میں دیکھے تو دفن کرڈالے۔

امام حاکم اس سے بھی عجیب تر بیان کرتے ہیں، کہ مشہور محدث حضرت ابن خزیمہ نے فرمایا: مشہور واقعہ ہے کہ

ان عمربن الخطاب توضأ فی جر نصرانیة۔

ایک موقع پر حضرت عمر فاروق اعظم نے ایک نصرانی عورت کے گھڑے سے وضو کیا۔

پڑھنے والے نے اسکو 'حرّ' بمعنی اندام نہانی پڑھا، اب قارئین خود اندازکرلیں کہ بات چل رہی تھی کہ کن پانیوں اور کون کونسے برتنوں سے وضو ہوسکتا ہے اور یہ کیسی فحش کلامی پر اتر آئے۔ یہ حال ہے اس کتابت کا محض جس پر منکرین حدیث نے بنائے کار رکھی ہے۔

ہوسکتا ہے کوئی صاحب کہہ اٹھیں کہ اس طرح کی تصحیف اور ایسے ذھول ومسامحات سے کتنوں کا دامن پاک رہا ہے؟ یہ ان حضرات کی کوتاہی تھی پھر اسکا نفس کتابت سے کیا تعلق کہ اسکو مذموم قرار دیا جائے۔

ہم کہتے ہیں صحیح ہے کہ فی نفسہ کتابت کسی علم کی حفاظت کیلئے مذموم نہیں، لیکن اتنی بات تو طے ہوگئی کہ محض کتابت پر تکیہ کرلینا اور اسی کو حفاظت علم وفن کا معیار قرار دینا درست نہیں رہا جب تک حفظ وضبط کا اسکے ساتھ مضبوط سہارا نہ ہو۔

پھر یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ جن غلطیوں کی نشاندھی کی گئی ہے وہ معمولی نہیں بلکہ درایت سے کوسوں دور نری جہالت کی پیداوار ہیں، اختلاف قرأت یا نسخوں کی تبدیلی اس طرح کی غلطیوں سے مسموع نہیں ہوتی۔ بلکہ ان مثالوں کو تصحیف کہنا ہی نہیں چاہیئے انکے لئے تو

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تحریف کا عنوان دینا ضروری ہے۔

اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز وہ مثالیں ہیں جن میں قاری نے غلط پڑھنے کے ساتھ ساتھ انکے معانی پر جزم کر کے توجیہ کرتے ہوئے وہ باتیں کہدی ہیں جو بالکل بے سروپا ہیں۔

ایک حدیث شریف میں ہے:۔

زرغبا تزدد حباً۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کبھی کبھی ملاقات سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔

امام حاکم کہتے ہیں:۔

ایک صاحب جنکا نام محمد بن علی المذکر تھا، ہوسکتا ہے وعظ گوئی کا پیشہ کرتے ہوں لہذا لوگوں کو عشر وصدقات کی ترغیب دینے کیلئے ایک واقعہ گڑھ لیا ہو، چنانچہ اس حدیث کو ان الفاظ میں پڑھکر سنایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

زرعنا تزداد حناً۔

ہم نے کھیتی کی تو وہ سب مہندی ہوگئی۔

لوگوں نے تعجب خیز انداز میں پوچھا، جناب اس کا کیا مطلب ہوا؟ بولے:

اصل میں قصہ یہ ہے کہ کسی علاقہ کے لوگوں نے اپنی کھیتی باڑی کا عشر وصدقہ ادا نہیں کیا تھا، لہذا اسکی سزا ملی، حضور کی خدمت میں شکایت لیکر پہونچے، یارسول اللہ! ہم لوگوں نے کھیتی کی تھی لیکن وہ سب مہندی کے درخت بن گئی۔ تو حضور نے انکا قول نقل کرتے ہوئے لوگوں کو برے نتائج سے خبردار کیا ہے، معاذ اللہ رب العالمین۔

یہ سب نتیجہ اسی چیز کا تھا کہ حدیث کسی استاذ سے پڑھی نہیں تھی صرف کتاب سے نقل کر کے بتادی جس میں بیچارے کاتب کی خامہ فرسائی سے الفاظ میں تغیر ہوگیا ہوگا جسکو یہ خود سمجھ نہ پائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ کی غلط تاویل بھی بسا اوقات اسی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بے علمی اور محض کتابت پر بھروسہ کی پیداوار ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عید پڑھی، چونکہ نماز عید میدان میں ادا کی جاتی تھی، لہذا سترہ کے طور پر کبھی چھوٹا نیزہ بلم وغیرہ نصب کرلیا جاتا، دوسرے اوقات کی نمازیں بھی جب سفر میں ادا ہوتیں تو سترہ کا طریقہ عام تھا، حدیث کے الفاظ ہیں۔

کان یرکز العنزۃ ویصلی الیھا ۔(۳)

نیزہ گاڑا جاتا اور اسکی جانب رخ کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔

دوسری حدیث میں ہے:

فصلی الی العنزۃ بالناس رکعتین۔ (٤)

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نیزہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت نماز پڑھی

اب سنئے۔

عرب کے ایک قبیلہ کا نام 'عنزہ' تھا، اسکے ایک فرد ابوموسیٰ عنزی بیان کرتے تھے کہ ہماری قوم کو بڑا شرف حاصل ہے کہ حضور نے ہمارے قبیلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔(۵)

غالبا انکی اسی طرح کی غفلتوں کے پیش نظر امام ذہلی نے فرمایا:

فی عقلہ شی۔(٦)

انکی عقل میں کچھ فتور تھا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے جو امام ابن حبان نے بیان کی:

کان لا یقرء الامن کتابہ۔ (۷)

احادیث ہمیشہ کتاب سے پڑھنے کے عادی تھے۔

نیز امام نسائی فرماتے ہیں:

کان یغیر فی کتابہ۔(۸)

اپنی کتاب میں تغیر سے بھی کام لیتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حدیث شریف میں ہے:

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احتجر فی المسجد۔ (۹)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں چٹائی سے آڑ کی۔

اسی معنی کی روایت بخاری شریف میں یوں ہے:

کان یحتجر حصیرا باللیل فیصلی ویبسطه بالنهار فیجلس علیه۔ (۱۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب میں ایک چٹائی سے آڑ کر کے نماز پڑھتے اور دن میں اسکو بچھا کر اس پر تشریف فرما ہوتے۔

قاضی مصر ابن لہیعہ نے اسکو یوں روایت کر دیا۔

احتجم فی المسجد۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں فصد کھلوائی۔

امام ابن صلاح اس غلطی کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اخذه من کتاب بغیر سماع۔ (۱۱)

ابن لہیعہ نے شیخ سے سماعت کئے بغیر کتاب سے دیکھکر روایت کر دیا۔

حدیث شریف میں ہے:

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نهی عن تشقیق الخطب۔ (۱۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعظ وتقریر میں لفاظی اور بناوٹی انداز سے منع فرمایا۔

دوسری حدیث یوں مروی ہے:

لعن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الذین یشققون الخطب تشقیق الشعر۔ (۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعظ وتقریر میں بتکلف شعر وشاعری کی طرح قافیہ بندی کرنے والوں کو ملعون فرمایا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اب لطیفہ ملاحظہ کریں:

اس حدیث کو ایک بیان کرنے والے مقرر نے مسجد جامع منصور میں اس طرح پڑھا،

نهى عن تشقيق الحطب ۔

حضور نے لکڑیاں چیرنے سے منع فرمایا۔

اتفاق سے مجلس میں ملاحوں کی ایک جماعت بھی تھی، بولے

فكيف نعمل والحاجة ماسة۔ (١٤)

ہم کشتیاں کیسے بنائیں کہ اسکے لئے تو لکڑی چیرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ان بیچاروں کا روزگار ہی کشتی چلانے پر تھا تو انکی تشویش بجا تھی، امام ابن صلاح نے آگے کی بات ذکر نہیں کی کہ پھر ان ملاحوں کو جواب کیا ملا۔

ان جیسے بہت سے قصے امام مسلم نے کتاب التمیز میں ذکر کئے ہیں اور دیگر محدثین مثل دار قطنی وغیرہ نے شرح وبسط سے مفید معلومات بیان کی ہیں۔

کتابت، ضبط صدر اور عمل کے ذریعہ حفاظت حدیث

ہم ان تمام مثالوں سے بتانا صرف یہ چاہتے ہیں کہ کتابت کی صورت میں کسی علم کے منتقل ہو جانے کے بعد کیا شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی؟ اور کیا غلطیوں سے بالکلیہ حفاظت وصیانت ہو ہی جاتی ہے۔ دیکھئے یہاں تو معاملہ برعکس ہے۔ وجہ وہی ہے کہ کتابت کو سب کچھ سمجھا گیا، اگر حفظ واتقان سے کام نہ لیا جاتا تو ان صریح غلطیوں کی نشاندھی کیسے ہوتی۔ چونکہ کتابت کے پس پشت حفظ وضبط کو پورا اہتمام رکھا گیا تھا جسکی مدد سے محدثین نے بروقت گرفتیں کیں اور آئندہ لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ غلطی میں نہ پڑیں۔

لہذا انصاف ودیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں طریقوں کو موثر مانا جائے اسکے بعد اگر روایت میں کوتاہی ہو تو کتابت کی مدد سے اسکی تلافی ہو جائے اور کتابت میں غلطی ہو تو روایت کی پشت پناہی سے صحت کا بھرپور اہتمام ہوتا رہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہمارا مقصد بھی صرف یہ ہی بتانا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دونوں طریقوں سے احادیث نبویہ کی حفاظت فرمائی، بلکہ تیسرا طریقہ عمل وکردار بھی تھا جو مذکورہ دونوں طریقوں سے زیادہ موثر اور مجموعی طور پر سنت رسول کی اشاعت کیلئے زیادہ ہمہ گیر ثابت ہوا

اہل عرب کا حافظہ ضرب المثل تھا

ویسے اگر تعمق نظر سے کام لیا جائے تو یہ بات کوئی لاینحل نہیں کہ اگر صحابہ کرام حفاظت حدیث کا اہتمام صرف حفظ واتقان کے ذریعہ ہی کرتے تو بھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہتے۔

اہل عرب کے حالات وکوائف سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ انکے حافظے ضرب المثل تھے، شعراء جاہلیت کے ادبی کارنامے اور قصائد ودیوان آج بھی ایک مستند ذخیرہ سمجھے جاتے ہیں ۔کون کہہ سکتا ہے کہ انکو ایام جاہلیت ہی میں کتابت کے ذریعہ مکمل طور پر محفوظ کرلیا گیا تھا، اپنے آباؤ اجداد کے شجرہائے نسب انکو زبانی یاد رہتے، واقعات کے تسلسل کو زبانی یاد رکھنا ان کا خاص حصہ تھا، زبان وبیان میں مہارت آبائی ورثہ خیال کی جاتی تھی۔

حافظ عمر بن عبدالبر لکھتے ہیں:

كان احدهم يحفظ اشعار بعض فى سمعة واحدة۔ (١٥)

ان میں بعض لوگ صرف ایک مرتبہ سنکر لوگوں کے اشعار یاد کر لیتے تھے۔

مزید لکھتے ہیں:

مذهب العرب انهم كانوا مطبوعين على الحفظ مخصوصين لذلك۔ (١٦)

اہل عرب کی عام عادت تھی کہ وہ چیزوں کو زبانی یاد رکھتے اور اس سلسلہ میں انکو خاص امتیاز حاصل تھا۔

عرب کا بدو کتابوں کا طومار دیکھ کر مذاق اڑاتا اور یہ فقرہ اس پر کس دیتا تھا۔

حرف فى تامورك خير من عشرة فى كتبك۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تیرے دل میں ایک حرف کا محفوظ ہونا کتابوں کی دس باتوں سے بہتر ہے۔
محض کتابوں کے علم کی انکے یہاں کوئی حیثیت نہیں تھی، ایک شاعر کہتا ہے۔

لیس بعلم ماحوی القمطر ۔ ماالعلم الاماحوی الصدر ۔

جو کتابوں میں درج ہے وہ علم نہیں، علم تو صرف وہ ہے جو سینہ میں محفوظ ہے

دوسرا شاعر کہتا ہے:

استودع العلم ترسا فضیعه ۔ وبئس مستودع العلم قراطیس۔

جس نے علم کاغذ کے سپرد کیا گویا اس نے ضائع کر دیا، کیونکہ علم کا نہایت برا مدفن کاغذ ہیں۔

تیسرا کہتا ہے:

علمی معی حیث مایممت احمله ۔بطنی وعاء له لابطن صندوق۔

میں جہاں جاتا ہوں میرا علم میرے ساتھ ہوتا ہے، میرا باطن اسکا محافظ ہے نہ کہ شکم صندوق۔

ایک شاعر یوں کہتا ہے:

ان کنت فی البیت کان العلم فیه معی

اذا کنت فی السوق کان العلم فی السوق

اگر گھر میں رہتا ہوں تو علم میرے ساتھ ہے، اور بازار جاؤں تو بھی وہ میرے ساتھ جاتا ہے۔

ان اشعار سے بخوبی انکے طبعی رجحان کا پتہ چلتا ہے، کہ وہ لوگ علم کو کتابت سے مقید رکھنے کے عادی نہ تھے، اور بات بھی یہ ہے کہ آدمی کی جس ماحول میں نشو ونما ہوتی ہے وہ اسی کا خوگر بنتا ہے، اور جس قوت سے زیادہ کام لیا جائے اسی میں جلا اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اقوام عالم میں آپ مختلف قسم کی صلاحیتوں اور خصوصی میدانوں میں مہارتوں کے مناظر جو آئے دن دیکھتے ہیں وہ اسی ماحول کا اثر ہوتا ہے جو انکا ملی وقومی وراثۃ چلا آرہا ہوتا ہے۔ فنون سپر گری میں جس طرح اہل عرب ید طولی رکھتے تھے اسی طرح انکے بارے میں یہ بھی مشہور ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ان العرب قد خصت بالحفظ۔

اہل عرب قوت حفظ میں خاص امتیازی شان کے حامل تھے

آفتاب اسلام نے طلوع ہوکر صفائے باطنی کی دولت سے سرفراز کیا تو انکی اس خصوصیت میں اضافہ ہی ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مشہور ہے کہ انکے سامنے عمرو بن ربیعہ شاعر نے ستر اشعار کا طویل قصیدہ پڑھا، شاعر تو چلا گیا لیکن مجلس میں اشعار سے متعلق گفتگو چلی، ایک شعر سناتے ہوئے حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس نے یوں پڑھا تھا، لوگوں نے کہا: آپ نے شعر ایک مرتبہ سنکر ہی یاد کرلیا، آپ نے فرمایا: یہ ہی کیا کہو تو پورا قصیدہ سنادوں اور پھر پورا قصیدہ سنادیا۔

امام زہری جنکا کارنامہ تدوین حدیث میں امتیازی شان رکھتا ہے فرماتے ہیں۔

انی لامر بالبقیع فاسد اذنی مخافة ان یدخل فیها شئ من الخنا ، فوالله مادخل اذنی شئ قط فنسیته۔(١٧)

میں بقیع کے راستہ سے گذرتا ہوں تو اپنے کانوں کو بند کرلیتا ہوں کہ کہیں کوئی فحش بات میرے کان میں داخل نہ ہوجائے، کیونکہ قسم بخدا میرے کان میں جو بات بھی پڑی پھر میں اسے کبھی نہیں بھولا۔

امام عامر شعبی جنہوں نے پانچسو صحابہ کرام کا زمانہ پایا، علم حدیث میں حفظ واتقان کا یہ عالم کہ فرماتے تھے، بیس سال ہوئے میرے کانوں میں کوئی ایسی حدیث نہ پڑی جسکا علم مجھے اس سے زیادہ نہ ہو۔ بآں جلالت علم ارشاد فرمایا:

ما کتبت سوداء فی بیضاء ،وما استعدت حدیثا من البیان۔ (١٨)

میں نے کبھی سیاہی سے سفیدی پر نہ لکھا، اور نسیان کے خوف کی وجہ سے میں نے کبھی کسی کی بات نہ دہرائی۔

بہرحال عربوں کا حفظ وضبط اتنا نظری مسئلہ نہیں کہ اس پر مزید شہادتیں پیش کی جائیں،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

منصف کیلئے یہ بہت کچھ ہیں اور علم وفن سے تعلق رکھنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ ان حضرات کا عام مذاق علمی تھا جس سے کام لیکر انہوں نے علوم ومعارف کے دریا بہائے جنکا منہ بولتا ثبوت آج کا سرمایہ علم وفن ہے۔

اہل عرب کتابت سے بھی واقف تھے

ویسے حق وانصاف کی بات یہ ہے کہ جہاں اہل عرب کے حافظے ضرب المثل تھے اور انہوں نے بہت بڑا سرمایہ زبانی یاد رکھا وہیں یہ بات بھی ثابت ومتحقق ہوچکی ہے کہ انکو نوشت وخواند سے بالکلیہ بے بہرہ قرار دینا بھی درست نہیں۔

علامہ پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

مستشرقین نے اس سلسلہ میں دو متضاد موقف اختیار کئے ہیں، ایک طرف وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے عربوں میں صرف گنتی کے چند لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اس سے وہ عربوں کو بالکل اجڈ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں: عربوں میں لکھنے پڑھنے والے لوگوں کی کمی نہ تھی بلکہ عرب میں لکھنے پڑھنے کا عام رواج تھا۔ اس خیال کے لوگ اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے یہاں تک چلے جاتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں امت مسلمہ کو امیین۔(۱۹) کے لقب سے یاد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں آئی تھی، گویا وہ دینی نقطۂ نگاہ سے امّی تھے، ان کو امی اس لئے نہیں کہا گیا کہ وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

مستشرقین کے دونوں موقف حق سے کوسوں دور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عرب نہ تو نوشت وخواند سے کلیۃً بے بہرہ تھے، اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ عربوں میں لکھنے پڑھنے کا اتنا عام رواج تھا کہ انہیں امی کہا ہی نہ جاسکے۔

عربوں میں کتابت کے رواج کے متعلق ڈاکٹر فواد سزگین اپنی کتاب ''مقدمہ تاریخ تدوین حدیث'' میں رقمطراز ہیں:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسلام سے ایک صدی قبل کے بعض شعراء کی روایت سے ہم کو کم از کم یہ پتہ چلتا ہے کہ دواوین سے روایت انکے یہاں ایک رائج طریقہ تھا، اور بعض شعراء کو تو لکھنے کی بھی عادت تھی۔ زہیر بن ابی سلمہ جیسے شعراء خود اپنے قصائد کی تنقیح کیا کرتے تھے، یہ نظریہ کہ جاہلی شاعری کا سارا ذخیرہ زبانی روایت پر مبنی ہے دور جدید ہی کی تخلیق ہے، اسی طرح یہ بھی ایک غلط خیال ہے کہ حدیث کی روایت محض زبانی ہوتی رہی ہے۔ بلکہ صدر اسلام میں نصوص مدونہ کو روایت کرنے کا رواج دور جاہلیت کی عادت پر مبنی ہے۔ (۲۰)

عربوں میں نوشت وخواند کے رواج کے متعلق ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب اپنی کتاب 'السنۃ قبل التدوین، میں لکھتے ہیں۔

تدل الدراسة العلمية على ان العرب كانوا يعرفون الكتابة قبل الاسلام ، فكانوا يؤرخون اهم حوادثهم على الحجارة (۲۱)

علمی تحقیقات اس حقیقت کا انکشاف کرتی ہیں کہ کہ عرب لوگ اسلام سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور وہ اپنی اجتماعی زندگی کے اہم واقعات کو پتھروں پر لکھ لیتے تھے۔

یہ ہی مصنف ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

وهذا يدل على وجود بعض الكتاتيب فى الجاهلية يتعلم فيها الصبيان الكتابة والشعر وايام العرب ،ويشرف على هذه الكتاتيب معلمون ذومكانة رفيعة امثال ابى سفيان بن امية بن عبد شمس۔ (۲۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں کچھ مدارس موجود تھے جن میں بچے کتابت، شاعری اور عربی تاریخ سیکھتے تھے، اور ان مدارس کے سربراہ بڑے بااثر معلم ہوتے تھے، جیسے ابوسفیان بن امیہ بن عبد شمس وغیرہ۔

وكان العرب يطلقون اسم الكامل على كل رجل يكتب ويحسن الرمى ويجيد السباحة۔ (۲۳)

جو شخص کتابت، تیراندازی اور تیراکی کا ماہر ہوتا عرب اسے کامل، کا لقب عطا کرتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرآن کریم نے قلم وکتابت کی اہمیت سے آگاہ کیا

مندرجہ بالا اقتباسات تو اسلام سے پہلے عرب میں کتابت کے رواج کا پتہ دیتے ہیں، لیکن اسلام نے جہاں زندگی کے دیگر تمام شعبوں میں دوررس تبدیلیاں کیں وہاں اس نے عربوں کی علمی حالت میں بھی ایک انقلاب برپا کیا۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات قلم اور کتابت کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو علم سکھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

سورۃ العلق میں ارشاد خداوندی ہے:

اقرأ وربك الاكرم الذى علم بالقلم ،(٢٤)

پڑھئے! آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔

قرآن حکیم کے نزدیک قلم وکتابت کی اہمیت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کو 'القلم' کا نام دیا گیا ہے، اور اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم بھی یاد فرمائی ہے اور ان چیزوں کی بھی قسم ذکر فرمائی جنہیں قلم لکھتا ہے۔

نٓ والقلم وما يسطرون ،(٢٥) قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔

قرآن حکیم میں ان کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات کریمہ کتابت اور علم کے تعلق کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو فن کتابت کے زیور سے آراستہ کرنے کیلئے خصوصی اہتمام فرمایا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشن کا تقاضا ہی یہ تھا کہ آپ کی امت میں وہ لوگ کثیر تعداد میں موجود ہوں جو لکھنے پڑھنے کے فن میں منفرد ہوں کیونکہ آپ ایک عالمی دین لیکر تشریف لائے تھے جسکو قیامت تک ساری نسل انسانی کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینا تھا۔ آپ کے پیش نظر ایک ایسی امت کی تشکیل تھی جو اس خدائی پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلائے۔ دین کی حفاظت اور ملت کے دینی، سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اجتماعی امور کو سرانجام دینے کیلئے فن کتابت کی اشد ضرورت تھی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور قرآن حکیم کی آیات کریمہ اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر مکہ کے جو جنگی قیدی بنے ان میں سے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کی آزادی کیلئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فدیہ مقرر فرمایا تھا کہ ان میں سے ہر ایک مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔ ہجرت سے پہلے ہی حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں ایک معقول تعداد ان لوگوں کی تھی جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور کتابت وحی کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ ہجرت کے بعد تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیگر علوم کی طرح فن کتابت کو بھی ترقی دینے کیلئے خصوصی اہتمام فرمایا۔

ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب لکھتے ہیں: وقد كثر الكاتبون بعد الهجرة عند ما استقرت الدولة الاسلامية فكانت مساجد المدينة التسعة الى جانب مسجد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم محط انظار المسلمين يتعلمون فيها القرآن الكريم وتعاليم الاسلام والقرآن والكتابة، وقد تبرع المسلمون الذين يعرفون الكتابة والقرأة بتعليم اخوانهم (٢٦)

اشاعت اسلام کے بعد کتابت پر خصوصی توجہ رہی

ہجرت کے بعد جب اسلامی ریاست کو استحکام حاصل ہو گیا تو کاتبوں کی تعداد میں اضافہ ہوا، مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ طیبہ کی دیگر نو مساجد مسلمانوں کی نگاہوں کا مرکز تھیں، اور مساجد میں مسلمان قرآن حکیم، اسلامیات اور قرأۃ کتابت کی تعلیم حاصل کرتے تھے، اور جو مسلمان لکھنا پڑھنا جانتے تھے وہ رضا کارانہ طور پر اپنے مسلمان بھائیوں کی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

وكان الى جانب هذه المساجد كتاتيب يتعلم فيها الصبيان الكتابة والقرآة الى جانب القرآن الكريم ۔(٢٧)

ان مساجد کے علاوہ کچھ مدارس بھی تھے جن میں بچے قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ قرآۃ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اور کتابت کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

یہ تفصیلات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عہد نبوی میں ملت اسلامیہ کے متعلق یہ دعوی کرنا کہ وہ کسی چیز کی تدوین کی اہلیت ہی نہیں رکھتے تھے غلط ہے، کیونکہ جن لوگوں نے قرآن حکیم کو کامیابی کے ساتھ مدون کرلیا تھا، حدیث کی تدوین انکے لئے ناممکن نہ تھی، اس لئے مستشرقین کا کہنا غلط ہے کہ مسلمانوں نے دوراول میں احادیث طیبہ کی تدوین اس لئے نہیں کی کہ وہ اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتے تھے۔(۲۸)

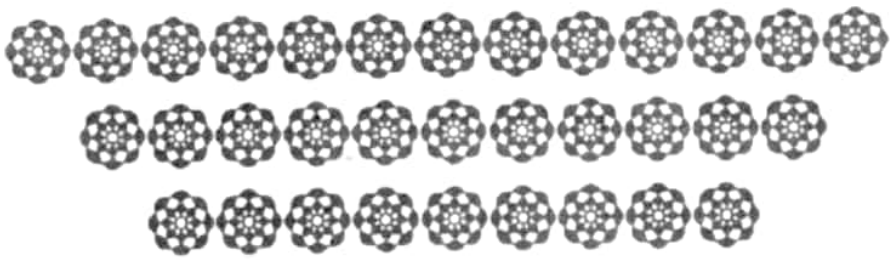

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عہد صحابہ اور تدوین حدیث

مستشرقین اور منکرین حدیث اس بات پر مصر ہیں کہ حدیث لکھنے کی ممانعت خود حضور سے مروی ہے پھر احادیث لکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے جواب کی طرف ہم ابتدائے مضمون میں اشارہ کر چکے ہیں، یہاں قدرے تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ کہ ممانعت پر زور دینے والے اپنا یہ اصول بھول جاتے ہیں کہ ممانعت ثابت کرنے کیلئے بھی وہ احادیث ہی کا سہارا لے رہے ہیں۔

منکرین کا نہایت نامعقول طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلے ایک اصول اور نصب العین متعین کرتے ہیں اور پھر اسکے بعد روایتوں کا جائزہ لیتے ہیں، اس نصب العین کی حمایت میں جو روایتیں ملتی ہیں انکو حرز جاں بنا کر زوردار انداز میں بیان کرتے ہیں خواہ وہ روایات جس نہج کی ہوں یا کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہوں۔ لیکن جن سے احادیث لکھنے کی اجازت ثابت ہو انکو ذکر کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے جب کہ ایسی روایتیں ہی کثیر ہیں اور جواز کتابت میں نص صریح بھی۔ دونوں طرح کی روایتیں ملاحظہ کریں تا کہ فیصلہ آسان ہو۔

کتابت و ممانعت والی روایتوں میں تطبیق

علامہ پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض ایسی احادیث موجود ہیں جن میں احادیث لکھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ بعض صحابہ کرام سے بھی ایسے آثار مروی ہیں کہ انہوں نے احادیث لکھنے کو ناپسند فرمایا۔ اور تابعین میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جن

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے بیانات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ احادیث لکھنے کے خلاف تھے۔

روی ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال : لاتکتبوا عنی شیأ غیرالقرآن ،ومن کتب عنی شیأ غیرالقرآن فلیمحہ (۲۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری طرف سے سوائے قرآن حکیم کے کوئی چیز نہ لکھو،اور جس نے قرآن حکیم کے علاوہ کچھ لکھا ہو وہ اسے مٹادے۔

علامہ محمد بن علوی المالکی الحسنی فرماتے ہیں:

وھذاھو الحدیث الصحیح الوحید فی الباب۔ (۳۰)

اس موضوع پر یہی واحد صحیح حدیث ہے۔

اس حدیث کے علاوہ بعض کتابوں میں اس مفہوم کی کچھ اور احادیث بھی مل جاتی ہیں، اس قسم کی احادیث صراحۃً کتابت حدیث سے منع کر رہی ہیں، جو لوگ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث طیبہ کی کتابت وتدوین دوسری یا تیسری صدی ہجری سے پہلے نہیں ہوئی وہ صرف اسی مفہوم کی احادیث کو پیش کرتے ہیں ،لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث کی کتابت سے منع کرنے والی ان احادیث کے ساتھ ساتھ ایسی احادیث بھی کثرت سے موجود ہیں جو احادیث طیبہ کو لکھنے کی ترغیب دیتی ہیں،اور بعض احادیث سے تو یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود احادیث لکھنے کا حکم دیا۔(۳۱)

یہاں ایک حدیث ملاحظہ ہو باقی تفصیل آئندہ صفحات میں پیش کی جائیگی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

کنت اکتب کل شئ اسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارید حفظہ فنھتنی قریش وقالوا : تکتب کل شئ سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر یتکلم فی الغضب

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والرضا فامسکت عن الکتاب ،فذکرت ذلك لرسول، الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فأومأباصبعه الی فمه وقال : اکتب فوالذی نفسی بیده ماخرج منه الاحقِ (۳۲)

میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا اسے لکھ لیتا تھا، میرا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اسے حفظ کرلونگا، قریش نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا: تم جو کچھ حضور سے سنتے ہو اسے لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں، آپ غصے اور رضا ہر حال میں کلام فرماتے ہیں، میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور اس بات کا ذکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کیا، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشت پاک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: لکھا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زبان سے ہمیشہ حق بات ہی نکلتی ہے۔

ہماری نقل کردہ ان دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نصوص قرآن وحدیث میں کبھی حقیقی تعارض ہو ہی نہیں سکتا ہے، جہاں تعارض نظر آتا ہے وہ فقط ظاہری ہوتا ہے، جن لوگوں نے ایسے مقامات پر تعارض سمجھا وہ قلت فہم کی پیداوار ہے۔ اگر حقیقی تعارض قرآن وحدیث میں پایا جاتا تو وہ تمام نصوص رد ہو جاتیں جہاں تعارض نظر آتا ہے اور یہ دونوں علی الاطلاق دین اسلام کے مصدر قرار نہ پاتے۔

ایسے مقامات پر علمائے کرام دفع تعارض کیلئے مختلف صورتیں اپناتے ہیں تاکہ خداوند قدوس کا کلام بلاغت نظام اور اسکے رسول معظم صاحب جوامع الکلم کے فرامین اپنے حقیقی محامل پر محمول ہوسکیں۔ دفع تعارض کی وجوہ کو ہم نے ابتدائے مضمون میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کردیا ہے، لہذا انکی طرف رجوع کریں۔

یہاں ان میں سے بعض کے ذریعہ تعارض کو دور کیا جاسکتا ہے، پہلی وجہ دفع تعارض کیلئے نسخ ہے اور وہ یہاں متصور بلکہ واقع۔

والحق انه لاتعارض ،وقداجتهد کثیرمن اهل العلم فی الجمع بینهما ، واحسن ما اراه فی ذلك هوالقول بنسخ احادیث النهی عن الکتابة۔(۳۳)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حق یہ ہے کہ یہاں کسی قسم کا تعارض نہیں ،علماء نے ان احادیث میں تطبیق کی کئی صورتیں بیان کی ہیں، جورائے میرے نزدیک ان میں سب سے زیادہ اچھی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی احادیث جن میں کتابت احادیث کی ممانعت کی گئی ہے وہ منسوخ ہیں۔

اپنے موقف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ محمد بن علوی مالکی فرماتے ہیں۔

ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کتابت حدیث کی ممانعت پر دلالت کرنے والی احادیث کا زمانہ مقدم ہے یاان احادیث کا جن میں کتابت حدیث کی اجازت دی گئی ہے ۔اگر ممانعت والی احادیث ابتدائی زمانے کی ہوں اوراجازت والی احادیث بعد کے زمانے کی تو مسئلہ ہی حل ہوجاتا ہے۔اوراگر یہ کہا جائے کہ جن احادیث میں کتابت حدیث کی اجازت ہے وہ مقدم ہیں اوراور ممانعت والی موخرتواس سے وہ حکمت ہی فوت ہوئی جاتی ہے جس کے تحت احادیث لکھنے کی ممانعت کی گئی۔وہ حکمت یہ تھی کہ قرآن وحدیث میں التباس پیدانہ ہوجائے جیسا کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادگرامی سے ظاہر ہے آپ نے فرمایا:

امحضوا کتاب اللہ واخلصوہ۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب کو ہر قسم کے شائبۂ التباس سے پاک رکھو۔

قرآن اور حدیث میں التباس کا خدشہ اسلام کے ابتدائی دور میں تو قابل فہم ہے جب ابھی فن کتابت بھی عام نہیں ہوا تھا اور مدینہ میں یہودی اور منافقین بھی تھے،ان حالات میں قرآن اور حدیث کے درمیان التباس کا خدشہ تھا۔اس لئے احادیث کی کتابت کو منع کردیا گیا تاکہ لوگ قرآن حکیم کی طرف پوری پوری توجہ دیں اور کتابت قرآن کے ساتھ کتابت حدیث کی وجہ سے دونوں میں التباس پیدانہ ہو۔لیکن یہ بات قرین قیاس نہیں کہ ابتدامیں تو احادیث لکھنے کی اجازت ہواور جب کتابت کا فن عام ہوگیا اور قرآن وحدیث میں التباس کا کوئی خطراہ نہ رہا تو احادیث لکھنے کی ممانعت کردی گئی۔اس لئے قرین قیاس یہ ہی ہے کہ ممانعت والی احادیث اجازت والی احادیث سے مقدم ہیں اور ممانعت والی منسوخ ہیں۔(۳۴)

احادیث ممانعت واجازت میں دفع تعارض اور تطبیق کے سلسلہ میں یہ پہلا طریقہ تھا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کہ وجوہ نسخ میں سے ایک وجہ کو اختیار کر کے دونوں طرح کی روایات میں تطبیق دی گئی اور وہ ہے روایات میں باعتبار زمانہ تقدم وتاخر۔

دفع تعارض کیلئے یہاں ایک اور صورت بھی ہے کہ وجوہ جمع میں سے کسی ایک وجہ کو بروئے کار لایا جائے، غور وفکر کے بعد یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ وجہ تنویع ہے۔ یعنی دونوں میں حکم عام ہے اور یہ الگ الگ انواع سے متعلق ہے۔

علامہ پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:۔

لیکن علمائے ملت اسلامیہ نے کتابت حدیث کی ممانعت اور جواز کے متعلق مرویہ احادیث میں تطبیق کی اور بھی کئی صورتیں بیان کی ہیں، ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ممانعت ان لوگوں کیلئے ہے جن کا حافظہ اچھا ہے، ان کو کتابت سے اس لئے منع کیا گیا ہے تا کہ وہ کتابت پر بھروسہ کر کے احادیث کو حفظ کرنے کے معاملہ میں سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔ اور اجازت ان لوگوں کیلئے ہے جن کو اپنے حافظوں پر اعتبار نہ تھا۔ جیسے ابو شاہ، کہ اس کیلئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث کو لکھنے کا خود حکم فرمایا۔

تطبیق کی ایک اور صورت علمائے کرام نے یہ بیان کی ہے کہ عام لوگوں کیلئے تو کتابت کی ممانعت تھی، کیونکہ کتابت میں ماہر نہ ہونے کی وجہ سے التباس اور غلطی کا امکان موجود تھا، لیکن جو لوگ فن کتابت کے ماہر تھے اور اس مہارت کی وجہ سے جن سے غلطی اور التباس کا امکان نہ تھا ان کو احادیث لکھنے کی اجازت دیدی گئی۔ جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے کی اجازت فرمائی، کیونکہ وہ کتابت کے فن میں ماہر تھے اور ان سے غلطی کا اندیشہ نہ تھا۔ (۳۵)

ان وجوہ تطبیق اور روایات کی تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود نہیں چاہتے تھے کہ میرے صحابہ احادیث میں اس طرح مشغول ہوں جیسے کہ قرآن کریم میں منہمک رہتے ہیں۔ لیکن آپ کا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ میرے طریقوں کا اتباع نہ کریں کہ اس کے بغیر تو پھر قرآن کریم کا اتباع اور اس کی تعلیمات پر کامل طور سے عمل

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہو ہی نہیں سکتا تھا، جیسا کہ ہم اول مضمون میں بیان کر آئے ہیں کہ قرآنی تعلیمات کو بغیر اسوۂ رسول کے سمجھا ہی نہیں جا سکتا تھا لیکن اسکی دو نوعیتیں تھیں، بعض صورتوں میں عمل ہی ممکن نہیں تھا اور بعض میں عمل تو ہو سکتا تھا لیکن ناقص و نا تمام رہتا یا باحسن وجوہ انجام نہ پاتا۔

ان تمام چیزوں کو سامنے رکھنے سے یہ نتیجہ ضرور ظاہر ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منشاء مبارک یہ ہی تھی کہ سنن و احادیث پر عمومیت کا رنگ غالب نہ آئے اور فرق مراتب کے ساتھ ساتھ کیفیت عمل میں بھی برابری نہ ہونے پائے ورنہ امت مسلمہ دشواری میں مبتلا ہوگی۔

لہذا خداوند قدوس نے اپنے فضل وانعام سے ' لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا ، کا مژدہ اپنے محبوب کے ذریعہ اپنے بندوں کو سنایا اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رحمت عامہ وشاملہ سے امت مسلمہ کو حرج وضرر میں پڑنے سے محفوظ و مامون رکھا۔

کتابت حدیث کی اجازت خود حضور نے دی

تدوین حدیث کو کتابت حدیث کی صورت ہی میں تسلیم کرنے والے اس بات پر بھی مصر ہیں کہ دوسری اور تیسری صدی میں حدیث کی جمع وتدوین کا اہتمام ہوا، اس سے پہلے محض زبانی حافظوں پر تکیہ تھا، اس مفروضہ کی حقیقت کیا ہے بعض کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے، مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ جب اسلام لوگوں کے قلوب واذہان میں راسخ ہو گیا اور قرآن مجید کا کافی حصہ نازل ہو چکا اور اس چیز کا اب خطرہ ہی جاتا رہا کہ قرآن وحدیث میں کسی طرح کا اختلاط رو بعمل آئے گا تو کتابت حدیث کی اجازت خود حضور نے عطا فرمائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مامن اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنی الا ما کان من عبداللہ عمرو ،فانہ کان یکتب ولا اکتب ۔(۳۶)

صحابہ کرام میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث پاک کا ذخیرہ نہیں سوائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے، کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

روی، عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رجلا من الانصار کان یشهد حدیث رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلایحفظه فیسأل اباهریرة فیحدثه ،ثم شکا قلة حفظه الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال له النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : استعن علی حفظك بیمینك۔(۳۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا لیکن احادیث کو یاد نہ رکھ پاتا، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کرتا تو وہ اسے احادیث سناتے ،ایک دن اپنے حافظ کی کمی کی شکایت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے اس سے فرمایا: اپنے حافظے کی مدد اپنے دائیں ہاتھ سے کیا کرو۔یعنی حفظ کے ساتھ ساتھ احادیث کو لکھ لیا کرو۔

روی عن رافع بن خدیج رضی الله تعالیٰ عنه انه قال: قلنا : یارسول الله انا نسمع منك اشیاء افنکتبها ؟قال : اکتبوا ولا حرج ۔(۳۸)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، ہم آپ سے کچھ چیزیں سنتے ہیں کیا ہم انہیں لکھ لیا کریں، آپ نے فرمایا: لکھ لیا کرو۔اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

روی عن انس بن مالك انه قال : قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم : قیدوا العلم بالکتاب ۔(۳۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم کو تحریر کے ذریعہ مقید کرلو۔

ان تمام روایات سے ثابت کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر کتابت حدیث کی اجازت عطا فرمائی۔لہذ بہت صحابہ کرام اقوال کریمانہ کو ضبط تحریر میں لائے اور حضور کے زمانۂ اقدس اور صحابہ کرام کے عہد زریں میں کثیر تعداد میں صحیفے تیار ہوئے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ میں بارہا ایسا ہوتا کہ حضور جو فرماتے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحابہ کرام اس کو لکھتے۔

دارمی شریف کی روایت ہے:۔

عن ابی قبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : سمعت عبداللہ قال: بینما نحن حول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکتب اذ سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای المدینتین تفتح اولا قسطنطنیۃ اورومیۃ ؟ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : لابل مدینۃ ھرقل ۔(۴۰)

حضرت ابوقبیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے لکھ رہے تھے کہ اتنے میں حضور سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! دونوں شہروں میں سے پہلے کون فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا: نہیں بلکہ ہرقل کا شہر یعنی قسطنطنیہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال ایک خطبہ دیا جس کا پس منظر یوں ہے: بنوخزاعہ کے کچھ لوگوں نے بنولیث کے کسی ایک شخص کو قتل کردیا، حضور کو اس چیز کی اطلاع دی گئی، آپ نے ایک سواری پر تشریف فرما ہوکر خطبہ شروع فرمایا، اس مبارک بیان میں مکہ معظمہ کی حرمت اور لوگوں کو قتل وغارت گری سے بچانے کیلئے سخت ہدایات تھیں، اس خطبہ کی عظمت کے پیش نظر یمنی صحابی حضرت ابوشاہ نے لکھنے کی خواہش ظاہر کی تو حضور نے یہ پورا خطبہ لکھوایا تھا۔(۴۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یمن کے گورنر مقرر کئے گئے اور آپ یمن جانے لگے تو حضور نے ان کو ضروری چیزیں لکھوا کر مرحمت فرمائیں، ساتھ ہی اشباہ ونظائر پر قیاس اور استنباط مسائل کی تعلیم سے بھی نوازا۔ آپ نے وہاں جاکر جب ماحول کا جائزہ لیا تو بہت سی باتیں الجھن کا باعث تھیں، لہذا آپ نے ان تمام چیزوں کے متعلق بارگاہ رسالت سے ہدایات طلب کیں جس کے جواب میں حضور نے ان کو ایک تحریر روانہ فرمائی۔(۴۲)

اسی طرح وائل بن حجر مشہور صحابی جو حضرموت کے شہزادے تھے جب مشرف باسلام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوئے اور اپنے وطن واپس جانے لگے تو حضور سے نماز، روزہ، سود اور شراب وغیرہ کے اسلامی احکام لکھوانے کی خواہش ظاہر کی جو آپ کو لکھ کر عنایت کئے گئے۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تھا تو انہیں بھی فرائض، صدقات اور دیتوں کے احکام تحریری شکل میں ہی دیئے گئے تھے۔ (۴۳)

آپ کو زکوۃ کے احکام نہایت تفصیل سے بعد میں ارسال کئے گئے تھے جو آپ کے خاندان کے پاس ایک عرصہ تک محفوظ رہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانۂ خلافت میں ان کے خاندان میں برآمد ہوئے جس کی تفصیل سنن ابوداؤد میں موجود ہے۔ (۴۴)

علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی لکھتے ہیں:

سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں وہ تمام حدیثیں جن کا تعلق مسائل زکوۃ سے تھا یکجا قلم بند کروادیں جس کا نام ''کتاب الصدقہ'' تھا مگر اسکو عمال وحکام کے پاس روانہ کرنے سے قبل ہی آپ کا وصال ہوگیا تو خلفائے راشدین میں سے سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے زمانے میں اسے نافذ کیا، اس کے مطابق زکوۃ کے وصول و تحصیل کا ہمیشہ انتظام رکھا۔

امام بخاری نے اسی ''کتاب الصدقہ'' کا مضمون نقل کیا ہے جسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کا حاکم بنا کر بھیجتے وقت انکے حوالے کیا تھا، اس میں اونٹوں، بکریوں، چاندی اور سونے کی زکوۃ کے نصاب کا بیان ہے۔

''کتاب الصدقہ'' جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر بن حزم کو لکھوائی تھی وہ دوسرے امراء کو بھی بھیجی گئی۔

محصلین زکوۃ کے پاس کتاب الصدقہ کے علاوہ اور بھی تحریریں تھیں

ضحاک بن سفیان صحابی کے پاس حضور کی تحریر کرائی ہوئی ایک ہدایت تھی جس میں شوہر کی دیت کا حکم تھا۔ حرم مدینہ طیبہ کے سلسلہ میں ایک تحریر حضرت رافع بن خدیج کے پاس تھی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مجموعہ تیار کیا تھا جو ان کے صاحبزادے کے پاس رہا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرقل کو جو خط لکھا تھا اس کا ذکر کتب صحاح میں ملتا ہے، اب اس خط کی فوٹو بھی شائع بھی ہو چکی ہے، صحاح کے بیان اور فوٹو کی تحریر میں ذرہ برابر فرق نہیں (۴۵)

اسکے علاوہ سلاطین کو دعوت اسلام، صلح نامے، معاہدے، اور امان نامے وغیرہ سیکڑوں چیزیں تھیں جو آپ کے زمانہ اقدس میں تحریری شکل میں موجود تھیں۔

صحابہ نے عمل سے کتابت حدیث کا ثبوت دیا

اولاً بعض صحابہ کرام کو کتابت حدیث میں تامل رہا، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کتابت کی وجہ سے حفظ وضبط کا وہ اہتمام نہیں رہ سکے گا اور اسکی جانب وہ توجہ باقی نہ رہے گی، اس طرح سفینوں کا علم سینوں کو خالی کر دیگا، آئندہ صرف تحریریں ہونگی جن پر اعتماد ہوگا اور انکے پیچھے حافظہ کی قوت نہ ہوگی کہ غلطیوں کی تصحیح ہو سکے، لہذا حذف واضافہ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور تحریف کے دروازے کھل جائیں گے، منافقین اور یہود ونصاری کو روایات میں تغیر وتبدل کا موقع مل جائے گا، اس طرح دین کی بنیادوں میں رخنہ اندازی شروع ہو سکتی ہے، ان وجوہ کی بنا پر کچھ ایام بعض صحابہ کرام کو تذبذب رہا، لیکن اسلام جب دور دور تک پھیل گیا، اور خوب قوت حاصل ہوگئی تو مندرجہ بالا خدشات کی جانب سے اطمینان ہوگیا اور قرآن مجید کی طرح رفتہ رفتہ حدیث کی کتابت پر بھی سب متفق ہو گئے۔ ہاں مگر ان حضرات صحابہ کے درمیان یہ طریقہ بھی رائج تھا کہ کتابیں دیکھ دیکھ کر احادیث بیان نہیں کی جاتی تھیں، اسی وجہ سے ان تحریری مجموعوں کو کوئی خاص شہرت حاصل نہیں ہو سکی پھر کافی تعداد میں صحابہ کرام نے اس فریضہ کو انجام دیا جس کی قدرے تفصیل اس طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو پہلے کتابت حدیث کے سخت مخالف تھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لیکن بعد میں وہ عملی طور پر اس میدان میں اتر آئے اور آخر میں ان کی مجالس کا یہ طریقہ تھا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

كنت اكتب عند ابن عباس فى صحيفة (٤٦)

میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں اوراق پر احادیث لکھتا تھا۔

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

وضع عندنا كريب حمل بعير اوعدل بعير من كتب ابن عباس ،قال :

فكان على بن عبدالله بن عباس اذاراد الكتاب كتب اليه ابعث على بصحيفة كذاكذا ،قال : ينسخها فيبعث اليه احداهما (٤٧)

حضرت کریب نے ہمارے پاس ایک اونٹ کے برابر یا ایک اونٹ کے بوجھ برابر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کتابیں رکھیں۔ حضرت علی بن عبداللہ بن عباس جب کوئی کتاب چاہتے تو انہیں لکھ دیتے کہ مجھے فلاں صحیفہ بھیجدو، وہ اسے نقل کرتے اور ان میں سے ایک بھیج دیتے۔

انکی یہ تصانیف انکی زندگی ہی میں دور دور تک پھیل گئی تھیں، اس سلسلہ میں امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ان کا بیان نقل کیا ہے۔

عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما ان ناسا من اهل الطائف اتوه بصحيفة من صحفه ليقرء ها عليهم ،فلما اخذهالم ينطلق فقال : انى لما ذهب بصرى بلهت فاقرأوهاعلى ،ولايكن فى انفسكم من ذلك حرج ،فان قرأ تكم على كقرأنى عليكم۔ (٤٨)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ طائف کے کچھ لوگ انکے پاس انکی کتابوں سے ایک کتاب لیکر آئے تا کہ وہ انہیں پڑھکر سنائیں، حضرت ابن عباس نے جب وہ کتابیں لیں تو پڑھ نہ سکے، فرمایا: جب سے میری نگاہ جاتی رہی میں بیکار ہوگیا ہوں، تم

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

لوگ خود میرے سامنے پڑھو اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھو، میرے سامنے تمہارا پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کہ میں تمہارے سامنے پڑھوں۔

تصانیف کی اس کثرت سے کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہیئے، کیونکہ آپ نے علم حدیث کی تحصیل میں غیر معمولی کوشش اور محنت سے کام لیا تھا۔ اسکی تفصیل آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ کی روایات کے مجموعے

روایت حدیث میں آپکی شان امتیازی حیثیت کی حامل ہے، پانچ ہزار سے زائد احادیث کا ذخیرہ تنہا آپ سے مروی ہے جو آج بھی کتابوں میں محفوظ ہے۔

آپکی روایات بھی آپکے دور میں جمع وتدوین کے مراحل سے گذر کر کتابی شکل میں جمع ہوگئی تھیں، اس سلسلہ کے چند نسخے مشہور ہیں۔

پہلا نسخہ بشیر بن نہیک کا مرتب کردہ ہے۔ وہ کہتے ہیں:۔

كنت اكتب ما اسمع من ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه فلما اردت ان افارقه اتيته بكتابه فقرأته عليه وقلت له : هذ ماسمعته منك قال: نعم (٤٩)

حضرت بشیر بن نھیک کہتے ہیں: میں جو کچھ حضرت ابو ہریرہ سے سنتا وہ لکھ لیا کرتا تھا، جب میں ان سے رخصت ہونے لگا تو وہ مجموعہ میں نے آپکو پڑھکر سنایا اور عرض کیا: یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے آپ سے سماعت کی ہیں، فرمایا: ہاں صحیح ہیں۔

دوسرا مجموعہ حضرت حسن بن عمرو بن امیہ الضمری کے پاس تھا۔ (۵۰)

تیسرا مجموعہ زیادہ مشہور ہے اور یہ ہمام بن منبہ کا مرتب کردہ ہے۔ یہ اب چھپ چکا ہے، اس مجموعہ کی اکثر احادیث مسند احمد، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں، انکے موازنہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں ذرہ برابر فرق نہیں، پہلی صدی اور تیسری صدی کے مجموعوں کی مطابقت اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ احادیث ہر قسم کی آمیزش سے محفوظ رہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

یہ یمن کے امراء سے تھے، انکے علاوہ تلامذہ اور خود آپکے مرتب کردہ مجموعے بھی تھے۔

حسن بن عمرو بیان کرتے ہیں:

تحدثت عند ابی هريرة بحديث فانكره فقلت انی سمعت منك ، فقال : ان كنت سمعته منی فهو مكتوب عندی ،فاخذ بيدی الی بيته فأرانا كتبا كثيرة من حديث رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فوجد ذلك الحديث فقال : قد اخبرتك ان كنت حدثتك به فهو مكتوب عندی۔ (۵۱)

میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک حدیث پڑھی، آپ نے اس کو تسلیم نہ کیا، میں نے عرض کیا: یہ حدیث میں نے آپ ہی سے سنی ہے، فرمایا: اگر واقعی تم نے یہ حدیث مجھ سے سنی ہے تو پھر یہ میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہوگی۔ پھر آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے، آپ نے ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کی کئی کتابیں دکھائیں وہاں وہ متعلقہ حدیث بھی موجود تھی، آپ نے فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا نا کہ اگر یہ حدیث میں نے تمہیں سنائی ہے تو ضرور میرے پاس لکھی ہوگی۔ (۵۲)

اس روایت سے ظاہر کہ آپ کے پاس تحریر شدہ احادیث دس پانچ نہیں تھیں بلکہ جو کچھ وہ بیان کرتے تھے ان سب کو قید کتابت میں لے آئے تھے۔ قارئین اس بات سے بخوبی انداز لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کے دور میں کتنا عظیم ذخیرۂ حدیث بشکل کتابت ظہور پذیر ہو چکا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی مرویات

یہ بھی ان صحابہ کرام میں ہیں جو ابتداء کتابت حدیث کے حق میں نہ تھے، لیکن زمانے کے بدلتے حالات نے انکو بھی کتابت حدیث کے موقف پر لا کھڑا کیا تھا، لہذا آپ نے بھی کتابت حدیث کا سلسلہ شروع کیا، آپکے ارشد تلامذہ میں حضرت نافع آپکے آزاد کردہ غلام ہیں تیس سال آپکی خدمت میں رہے، امام مالک ان سے روایت کرتے ہیں، انکے بارے میں حضرت سلیمان بن موسیٰ کا بیان ہے۔

انه رأى نافعا مولى ابن عمر على علمه ويكتب بين يديه (۵۳)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

انہوں نے دیکھا کہ حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علم کے حافظ تھے اور انکے سامنے بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔

حضرت مجاہد، حضرت سعید بن جبیر اور آپکے بیٹے حضرت سالم کا بھی یہ ہی طریقہ تھا، بلکہ آخر میں تو آپ نے اپنی اولاد کو یہ حکم دے دیا تھا کہ:

قیدوا العلم بالکتاب۔ (٥٤)

حضرت جابر بن عبداللہ کے صحیفے

آپکی مرویات بھی کثیر تعداد میں ہیں اور انکی جمع وتدوین کی روداد کچھ اس طرح ہے۔

امام طحاوی انکے شاگردوں کا قول لکھتے ہیں:۔

کنا نأتی جابر بن عبدالله لنسأله عن سنن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فنکتبها۔ (٥٥)

ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتے تاکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتیں معلوم کر کے قلمبند کریں۔

آپکی روایتوں کے متعدد مجموعوں کو ذکر ملتا ہے۔

ایک مجموعہ اسمعیل بن عبدالکریم کے پاس تھا۔(٥٦)

دوسرا سلیمان یشکری کے پاس۔(٥٧)

ابوبکر عیاش نے امام اعمش سے اس زمانہ کے لوگوں کی رائے نقل کی ہے۔

ان مجاهدا یحدث عن صحیفة جابر۔ (٥٨)

حضرت مجاہد حضرت جابر کے صحیفہ سے روایت بیان کرتے تھے۔

ایک صحیفہ حضرت جابر کے پاس اور تھا جسکو تابعی جلیل حضرت قتادہ بن دعامہ سدوسی بہت اہمیت دیتے تھے۔(٥٩)

فرماتے تھے: مجھے سورۃ بقرہ کے مقابلہ میں صحیفہ جابر زیادہ حفظ ہے۔(٦٠)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے مجموعے

میدان علم میں آپکی جلالت شان سب کو معلوم ہے، مشکل مسائل میں جلیل القدر صحابہ کرام آپکی طرف رجوع کرتے اور احادیث نبویہ کی روایت کرتے تھے۔ آپ کے علم وفضل کا یہ عالم تھا کہ فرائض ومیراث کے مسائل جنکا زبانی نکالنا کوئی آسان کام نہیں لیکن آپ بآسانی حل فرماتی تھیں، قوت یادداشت کا یہ حال کہ کسی شاعر کے ساٹھ ساٹھ اشعار بلکہ بعض اوقات سوسو اشعار برجستہ سنادیتی تھیں۔

آپ سے مردوں میں حضرت عروہ بن زبیر نے جو آپکے بھانجے تھے خاص طور پر علم حاصل کیا تھا، آپکی مرویات کو سب سے زیادہ جاننے والے یہ ہی تھے۔ انہوں نے کتابی شکل میں روایات کا ایک مجموعہ بھی تیار کیا تھا لیکن واقعہ حرہ کے موقع پر جبکہ یزیدیوں نے مدینہ طیبہ کو تاراج کیا تو آپ کا وہ صحیفہ بھی ضائع ہوگیا جس پر آپ کو نہایت افسوس ہوتا تھا۔ فرماتے تھے۔

لوددت انی کنت فدیتها باهلی ومالی (٦١)

اچھا ہوتا کہ میں اپنے اہل وعیال اور تمام جائداد کو اس پر قربان کردیتا۔

عورتوں میں آپکی خاص تلمیذہ مشہور خاتون حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن ہیں۔ انکی مرویات کو انکے بھانجے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے جمع کیا تھا۔ کیونکہ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مدینہ شریف میں تدوین حدیث کے لئے جو پیغام آیا تھا اسکی تعمیل آپ ہی نے کی تھی۔

تیسرے شاگرد حضرت قاسم بن محمد آپکے بھتیجے ہیں کہ آپکی کفالت میں رہے اور حدیثوں کا ایک وافر ذخیرہ آپ سے حاصل کیا۔ انکی مرویات بھی ابوبکر بن محمد نے جمع کی تھیں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابوسعید خدری کی مرویات

آپکی مرویات بھی ایک ہزار سے زائد ہیں، یہ کتابت حدیث کو پسند نہ کرتے تھے لیکن انکے تلامذہ میں نافع اور عطا بن ابی رباح خاص طور پر مشہور ہیں۔ان دونوں حضرات کی احادیث خود انکی موجودگی میں لوگ لکھتے تھے۔(۶۲)

پھر یہ کہ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت مجاہد خود بھی آپ سے روایت کرتے ہیں اور ان سب حضرات نے احادیث کی جمع وتدوین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے، لہذا آپکی مرویات تقریباً سب ہی جمع ہوگئی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی مرویات

آپکی عظمت شان اس سے ظاہر وباہر ہے کہ آپ کو بارگاہ رسالت میں خاص قرب حاصل تھا، صاحب النعل والوسادۃ آپ کا لقب مشہور تھا کہ آپ کو سفر وحضر میں حضور کی کفش برداری کا اعزاز خاص طور پر نصیب ہوا۔

آپکی روایتیں آپکے مشہور شاگرد حضرت علقمہ کے ذریعہ محفوظ ہوئیں اور ان سب کو لکھا گیا، بعض لوگوں نے یہ طریقہ بھی اپنایا کہ آپ سے حدیثیں سنکر جاتے اور گھر جا کر وہ احادیث قلمبند کر لیتے تھے۔وجہ اسکی یہ تھی کہ آپ ابتداء کتابت کے مخالف تھے۔(۶۳)

انس بن مالک کی مرویات کے مجموعے

آپ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم خاص ہونے کی وجہ سے کثیر الروایت ہیں، اپنے بیٹوں اور تلامذہ کو احادیث لکھواتے تھے، جب کثرت سے لوگ آنے لگے تو آپ وہ صحیفے ہی اٹھالائے جن میں احادیث تھیں اور فرمایا: یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے خود حضور سے سنیں اور پھر لکھ کر دوبارہ سنائیں۔(۶۴)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایتوں کے مجموعے

آپ پڑھ چکے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کتابت حدیث کی کامل طور پر اجازت بلکہ حکم مل چکا تھا۔ لہذا آپ نے جو بھی سنا اسکو لکھا۔ آپ نے اپنے صحیفہ کا نام ''الصادقہ'' رکھا تھا، آپ نے بلا واسطہ روایات کو اس میں جمع کیا تھا۔ خود فرماتے ہیں:۔

هذه الصادقة فيها ماسمعته من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وليس بيني وبينه فيهااحد ۔

یہ صحیفہ صادقہ ہے، اس میں وہ احادیث درج ہیں جو میں نے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنیں ہیں، اسکی روایت کیلئے میرے اور حضور کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔

آپ کو یہ صحیفہ بہت عزیز تھا، فرماتے تھے۔

مايرغبنى فى الحيوة الاالصادقة والوهط ۔

زندگی میں میری دلچسپی جن چیزوں سے ہے ان میں ایک یہ صحیفہ ہے اور دوسری ''وھط'' نامی میری زمین ہے۔

حفاظت کیلئے آپ اس صحیفے کو ایک صندوق میں بند رکھتے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے اہل خانہ نے بھی اس صحیفے کی حفاظت کی۔ اغلب یہ ہے کہ آپ کے پوتے حضرت عمرو بن شعیب اس صحیفے سے روایت کرتے تھے۔ گو حضرت عمرو بن شعیب سے سارا صحیفہ مروی نہیں لیکن امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اسکے مندرجات کو روایت کر دیا ہے۔ احادیث کی دوسری کتابوں میں بھی اس صحیفے کی احادیث ملتی ہیں۔

اس صحیفے کی علمی اہمیت بہت زیادہ ہے، کیونکہ یہ ایک تاریخی دستاویز ہے اور اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے احادیث لکھنے کا واضح ثبوت بھی ملتا ہے۔ (۶۵)

کہتے ہیں اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت زید بن ثابت کی مرویات

آپ جلیل القدر صحابی اور جامع قرآن ہیں، عہد صدیقی میں جمع وتدوین قرآن کا کام آپ ہی نے انجام دیا۔ پھر دور عثمانی میں مصحف شریف کی نقلیں آپ ہی نے تیار کیں اور دسرے علاقوں میں اسکو تقسیم کیا گیا۔

کاتب وحی تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عبرانی زبان سیکھی تھی، احادیث کا عظیم ذخیرہ آپکو محفوظ تھا، لیکن مشکل یہ تھی کہ آپ کتابت کے مخالف تھے، ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ نے آپ کی احادیث قلمبند کرائیں لیکن آپ نے معلوم ہوتے ہی انکو مٹادیا تھا۔ آخر میں مروان بن الحکم نے ایک طریقہ یہ نکالا کہ پردے کے پیچھے لکھنے والے بٹھادیئے اور پھر آپ کو بلا کر احادیث پوچھتا تھا اور پس پردہ احادیث لکھی جاتی ہیں۔(٦٦)

حضرت عروہ آپ کے تلامذہ میں تھے، آپکی مرویات کو انہوں نے۔جمع کیا اور اپنے بیٹے ہشام کو بھی اسکی تاکید کرتے تھے ۔

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضی کا صحیفہ

آپ باب علم نبوت ہیں، کوفہ کی علمی مجالس ابن مسعود اور آپ کی تعلیمات کی رہین منت تھیں، آپکے پاس احادیث نبویہ اور احکام شرعیہ پر مشتمل ایک صحیفہ تھا جسکو خود آپ نے تحریر فرمایا تھا۔

فرماتے ہیں:

ما کتبنا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا القرآن وما فی ھذہ الصحیفۃ ۔(٦٧)

ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن کریم اور اس صحیفہ کے سوا کچھ نہ لکھا۔

یہ صحیفہ چمڑے کے ایک تھیلے میں تھا، اس میں آپکی تلوار بھی رہتی تھی، اس میں خون بہا،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اسیروں کی رہائی، کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کرنا، حرم مدینہ کے حدود اور اسکی حرمت، غیر کی طرف انتساب کی ممانعت، نقض عہد کی برائی کے احکام ومسائل درج تھے۔(۶۸)

دیگر صحابہ کرام کے حدیثی مجموعے

اسی طرح حضور کے خادم خاص حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایتیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذریعہ جمع ہوچکی تھیں۔(۶۹)

حضرت سمرہ بن جندب کی روایتیں بھی انکی زندگی میں جمع ہوئیں اور یہ مجموعہ انکے خاندان میں ایک عرصہ تک محفوظ رہا، انکے پوتے حبیب نے اسے دیکھکر روایتیں کیں۔(۷۰)

حضرت سعد بن عبادہ انصاری فن کتابت میں مہارت کی بنیاد پر مرد کامل سمجھے جاتے تھے، آپ نے بھی ایک صحیفہ احادیث مرتب کیا تھا، آپکے صاحبزادے نے ان احادیث کو روایت کیا۔(۷۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پاس بھی ایک مجموعہ تھا، ایک مرتبہ آپ نے اپنے کاتب وراد ثقفی سے حضرت امیر معاویہ کو ایک حدیث لکھوا کر بھیجی تھی۔(۷۲)

حضرت براء بن عازب جلیل القدر صحابی ہیں، انکی روایتیں انکی حیات ہی میں تحریری شکل میں مرتب ہوگئی تھیں، انکے شاگردوں کے شوق کتابت کا یہ عالم تھا کہ کاغذ موجود نہ ہوتا تو ہتھیلیوں پر لکھ لیتے تھے۔(۷۳)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ایک خاص صحابی ہیں، انہوں نے بھی حدیثیں کتابی شکل میں جمع کی تھیں، سالم ابوالنضر کا بیان ہے کہ میں نے آپکی تحریر کردہ ایک حدیث پڑھی ہے۔(۷۴)

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کتابت حدیث سے اتنی دلچسپی تھی کہ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو نصیحت کرتے تھے کہ علم حاصل کرو، کیونکہ آج تم قوم میں چھوٹے ہو لیکن کل بڑے ہوگے تو قوم کو تمہاری ضرورت ہوگی، جو یاد نہ کرسکے تو اسے چاہیئے کہ وہ لکھ لیا کرے۔(۷۵)

حضرت امیر معاویہ، حضرت ثوبان اور حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مرویات انکے شاگرد خالد بن معدان کے ذریعہ تحریری شکل میں مدون ہوئیں، انہوں نے ستر

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحابہ کرام سے ملاقات کی تھی تحریر وتدوین کی جانب خاص توجہ کے باعث انکے پاس ایک باقاعدہ کتاب مرتب ہوگئی تھی۔(۷۶)

جن صحابہ کرام کی تحریری کوششوں کا ذکر ہم نے کیا ان میں بالخصوص وہ حضرات بھی ہیں جنکو مکثرین صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے یعنی جن سے ایک ہزار سے زائد احادیث روایت کی گئی ہیں۔انکی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے۔

۱۔	حضرت ابو ہریرہ	۵۳۷۴
۲۔	حضرت عبداللہ بن عمر	۲۶۳۰
۳۔	حضرت انس بن مالک	۲۲۸۶
۴۔	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ	۲۲۱۰
۵۔	حضرت عبداللہ بن عباس	۱۶۶۰
۶۔	حضرت جابر بن عبداللہ	۱۵۴۰
۷۔	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۱۱۷۰

انکے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعداد حدیث کے بارے میں آپ خود حضرت ابو ہریرہ کا فرمان پڑھ چکے کہ مجھ سے زیادہ احادیث حضرت ابن عمرو کی ہیں۔اس طرح ان حضرات کی مرویات کی تعداد تیئیس ہزار سے زیادہ ہوگی۔اور بعض محدثین نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی مکثرین میں شمار کیا ہے تو کم از کم دو ہزار کے مزید اضافہ سے یہ تعداد پچیس ہزار سے بھی زائد ہو جائیگی۔اور باقی صحابہ کرام کی روایات علیحدہ رہیں۔

ناظرین اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عہد صحابہ میں تدوین حدیث کس منزل میں تھی۔لہذا منکرین کا یہ کہنا کہ احادیث دوسو سال کے بعد ہی صحیفہ قرطاس پر ثبت ہوئیں،اس سے پہلے فقط حافظوں پر موقوف تھیں یہ حقیقت سے کتنی بعید بات ہے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

اصولی طور پر کل احادیث کی تعداد

اس مقام پر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس تعداد میں مکرر روایات بھی ہیں تو یہ تعداد گھٹ کر اس سے کافی کم ہو جائیگی، ہم کہتے ہیں یہ بات مسلم ہے لیکن اسکے ساتھ اس بات کو بھی ملحوظ نظر رکھیں کہ احادیث کی کل تعداد مختلف سندوں کے اعتبار سے اگر چہ لاکھوں تک پہونچتی ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے کہ ایک ایک محدث کو سات اور آٹھ لاکھ احادیث بھی یاد تھیں لیکن اصل صحیح احادیث کی تعداد کتنی ہے۔ امام حاکم کی تصریح یوں ہے۔

الحدیث التی فی الدرجة الاولی لاتبلغ عشرة آلاف۔ (۷۷)

اعلی درجہ کی احادیث کی کل تعداد دس ہزار تک نہیں پہونچ پاتی۔

بلکہ بعض کے نزدیک تو اصل تعداد چار ہزار سے کچھ متجاوز ہے جیسا کہ علامہ امیر یمانی لکھتے ہیں:۔

من جملة لاحادیث المسندة عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یعنی الصحیحة بلاتکرار اربعة آلاف واربع مأة۔ (۷۸)

جملہ احادیث مسندہ صحیحہ غیر مکررہ کی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔

پہلی صدی کے آخر تک بعض صحابہ موجود تھے

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ان مساعی جلیلہ کے بعد احادیث کی روایت کتابت اور انکی حفاظت کا سلسلہ یہاں آکر ختم نہیں ہوگیا تھا بلکہ جس طرح صحابہ کرام نے اس سرمایۂ دین و مذہب کو جان سے زیادہ عزیز رکھا اسی طرح بعد کے لوگوں نے بھی اسکو سینہ سے لگائے رکھا۔

صحابہ کرام کا دور پوری صدی کو محیط ہے، گویا سو سال تک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے قولی اور عملی نمونے اس دنیا میں نور و عرفان کی بارش فرماتے رہے، ستر اسی سال تک رہنے والے اصحاب رسول تو کثیر تعداد میں تھے لیکن مندرجہ ذیل چار حضرات کا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

وصال تو صدی کے آخر اور بعض کا دوسری صدی میں ہوا۔

۱۔ حضرت انس بن مالک ۲۔ حضرت محمود بن ربیع

۳۔ حضرت ہرماس بن زیاد باہلی ۴۔ حضرت ابوالطفیل عامر بن وائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آخری صحابی حضرت ابوالطفیل کا ۱۱۰ھ میں بمقام مکہ مکرمہ وصال ہوا۔ لہذا یہ بات اپنے مقام پر بالکل متحقق اور طے شدہ ہے کہ پوری ایک صدی تک دنیا صحابہ کرام کے فیض سے مستفیض رہی۔ انکے تلامذہ میں جلیل القدر تابعین، ائمۂ مجتہدین اور فقہاء و محدثین شمار کئے جاتے ہیں۔ تابعین نے چونکہ بلاواسطہ جماعت صحابہ سے اکتساب فیض کیا تھا اس لئے انکی زندگی انہیں امور سے عبارت تھی جنکا درس صحابہ کرام نے ان کو دیا تھا۔

علم حدیث کی ترویج واشاعت کا یہ دور اپنی وسعت وہمہ گیری کے لحاظ سے کافی اہم شمار کیا جاتا ہے، اللہ رب العزت نے انکی قوت یادداشت کو وہ امتیاز بخشا تھا جس پر لوگ عموما انگشت بدنداں ہیں۔ انہوں نے پوری پوری عمریں صرف اسی مشغلہ میں صرف فرمائیں اور اپنی انتھک کوششوں سے اسلامی تعلیمات کی بصورت سنت وحدیث خوب اشاعت فرمائی۔ چند نمونے ملاحظہ کرنے کے بعد قارئین خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ علم کن مراحل سے گذرا، حوادث زمانہ کی دست برد سے کس طرح اسکی حفاظت کی گئی۔ اور مالی قربانیوں سے بھی دریغ نہیں کیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ حب الٰہی اور محبت عشق رسول کے جذبہ سے سرشار لوگوں کی حالت ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ اپنا سب کچھ لٹا کر بھی علم دین اور سنت رسول کی حفاظت کرنا چاہتے تھے۔ جہاں تک حفاظت حدیث کا تعلق ہے وہ تو آپ پڑھ چکے کہ زبانی حفظ وضبط اور صحائف میں نقش وکتابت کے طریقوں کو اپنا کر صحابہ کرام نے اسکی حفاظت فرمائی تھی۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عہد تابعین میں تدوین حدیث

تابعین عظام نے بھی ان طریقوں پر عمل کرتے ہوئے حفظ و کتابت کا فریضہ انجام دیا صحابہ کرام نے اپنے بچوں اور زیر تربیت افراد کو خاص طور پر اس کام کیلئے منتخب کیا اور حفظ قرآن کے ساتھ احادیث بھی زبانی یاد کراتے تھے۔

حضرت عکرمہ جو سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تلمیذ خاص اور غلام تھے اپنے بچپن کے حالات یوں سناتے تھے۔

کان ابن عباس یضع الکیل فی رجلی علی تعلیم القرآن والسنن۔(۷۹)

حضرت ابن عباس میرے پاؤں میں قرآن مجید اور احادیث یاد کرانے کیلئے بیڑیاں ڈال دیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ کی خدمت میں لوگ کثرت سے اپنے بچے حفظ احادیث کیلئے بٹھاتے تھے۔ آپس میں مذاکرۂ حدیث کا طریقہ بھی جاری کیا گیا تھا، اساتذہ متعلمین کا آموختہ سنتے، سبقاً سبقاً احادیث یاد کرائی جاتی تھیں، کوئی صرف پانچ حدیثوں کا درس دیتا اور کوئی دو پر ہی اکتفا کر لیتا تھا۔

حضرت عروہ نے اپنی اولاد، حضرت ابن عباس نے اپنے تلامذہ اور امام زہری نے اپنے شاگردوں کے ساتھ یہ ہی طریقہ اختیار کیا جس سے یہ فائدہ ہوتا کہ رفتہ رفتہ وہ عظیم ذخیرہ کے حافظ ہو جاتے تھے۔ ورنہ نتیجہ وہی نکلتا جو امام زہری نے فرمایا تھا۔

من طلب العلم جملة فاته جملة۔(۸۰)

جو ایک دم سب حاصل کرنے کے درپے ہو وہ سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔

یہ اہتمام ان لوگوں کے یہاں تھا جو حفظ و ضبط میں یگانۂ روزگار تھے، جنکی مثالیں آج دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس احتیاط کا مقصد صرف یہ تھا کہ حدیث رسول میں کسی طرح کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

غلط بیانی راہ نہ پا سکے اور فرمان رسول کی حفاظت خوب سے خوب تر کے انداز میں ہوتی رہے۔
انکی قوت حافظہ دیکھنا ہو تو حفاظت حدیث کے چند واقعات سماعت فرماتے چلئے۔

صحابہ وتابعین کے حفظ وضبط کی نادر مثالیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت آپ پڑھ چکے کہ آپ سے ۵۳۷۲ احادیث مروی ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکی یادداشت کیلئے دعا کی تھی جسکے نتیجہ میں آپ فرماتے تھے کہ پھر میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا، آپکے اس دعوی پر ہوسکتا ہے کچھ شک گذرا ہو کہ ایک دن مروان بن الحکم نے آپ کو بلایا، مروان کے سکریٹری ابوالزعزہ کا بیان ہے کہ مجھے پہلے ہی حکم مل چکا تھا کہ میں پردہ کے پیچھے بیٹھ کر جو کچھ وہ بیان کریں لکھتا جاؤں، بہرحال یہ ہی ہوا، مروان مختلف انداز سے سوالات کرتا اور حضرت ابو ہریرہ احادیث کریمہ بیان کرتے جاتے اور میں پس پردہ لکھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک اچھا خاصا مجموعہ تیار ہوگیا۔ لیکن ابو ہریرہ کو کچھ خبر نہ تھی۔ اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ چلے گئے اور وہ مجموعہ بحفاظت رکھ دیا گیا۔ ابوالزعزہ کہتے ہیں۔

فترکہ سنة ثم ارسله الیه واجلسنی وراء الستر فجعل یسأله وانا انظر فی الکتاب فمازادو لانقص۔(۸۱)

مروان نے اس مجموعہ کو ایک سال تک رکھ چھوڑا، اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ کو پھر بلایا اور مجھے بٹھا کر آپ سے وہی احادیث پھر پوچھیں، میں کتاب دیکھتا جاتا تھا، پوری کتاب سنادی لیکن نہ کسی لفظ کا اضافہ تھا اور نہ کمی۔

گویا یہ آپ کا امتحان تھا جس میں آپ دعائے رسول کی بدولت فائز المرام ہے اور اہل دربار نے آپ کے حافظہ کی قوت کی توثیق کی۔

حضرت امام ابن شہاب زہری جنکو حدیث رسول کی تدوین کیلئے باقاعدہ دربار خلافت سے حکم نامہ جاری ہوا تھا اور انہوں نے نہایت محنت شاقہ سے باحسن وجوہ یہ کارنامہ انجام دیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جسکی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ کریں، کہا جاتا ہے کہ

ہشام بن عبدالملک نے آپکے حافظہ کا امتحان لینا چاہا تو یوں کیا کہ ایک دن آپ دربار میں کسی ضرورت سے آئے ہوئے تھے، اس نے خواہش ظاہر کی کہ شہزادے کو کچھ حدیثیں لکھوا دیجئے، آپ راضی ہوگئے اور آپ نے چار سو احادیث املا کرادیں۔ ایک ماہ بعد جب زہری دوبارہ پہونچے تو بڑے افسوس سے ہشام نے کہا:۔

ان ذلك الكتاب ضاع۔(۸۲)

وہ کتاب ضائع ہوگئی۔

آپ نے فرمایا: تو پریشانی کی کیا بات ہے؟ لاؤ پھر لکھوائے دیتے ہیں، غرضکہ آپ نے برجستہ پھر چار سو احادیث کا املا کرادیا۔

اب سنئے، درحقیقت پہلا نسخہ ضائع نہیں ہوا تھا بلکہ ہشام کی یہ ایک ترکیب تھی، جب امام زہری دربار سے چلے گئے تو یوں ہوا۔

قابل بالكتاب الاول فما غادر حرفا۔

پہلی کتاب سے جب مقابلہ ہوا تو ایک حرف بھی نہیں چھوٹا تھا

امام ابوزرعہ رازی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ محمد بن مسلم اور فضل بن عباس کے درمیان آپکی مجلس میں ایک حدیث کے الفاظ پر بحث شروع ہوگئی، جب کوئی فیصلہ نہ ہوا تو آپکی طرف رجوع کیا گیا، آپ نے اپنے بھتیجے ابوالقاسم کو بلوایا، جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا:

ادخل بيت الكتب فدع القمطر الاول والثانی والثالث ،وعد ستة عشر جزءً وأتنی بالجزء السابع عشر۔(۸۳)

کتب خانہ میں جاؤ اور پہلے دوسرے تیسرے بستہ کو چھوڑ کر چوتھے بستہ سے سولہ حصوں کے بعد سترہواں حصہ میرے پاس لاؤ۔

ابوالقاسم کا بیان ہے کہ حافظ ابوزرعہ نے اس حصہ کے اوراق الٹ کر حدیث جس صفحہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پر تھی اسکو نکال کر پیش کر دیا۔ محمد بن مسلم نے جب وہ حدیث ملاحظہ کی تو صاف اقرار کرنا پڑا کہ ہاں ہم نے غلطی کی۔

امام ابوزرعہ کا کہنا تھا کہ پچاس سال ہوئے جب میں نے حدیثیں لکھی تھیں اور وہ میرے گھر میں رکھیں ہیں، لکھنے کے بعد پھر کبھی دوبارہ مطالعہ نہیں کیا، لیکن جانتا ہوں کہ کونسی حدیث کس کتاب میں ہے کس صفحہ میں ہے کس سطر میں ہے۔

مشہور محدث وفقیہ اسحاق بن راہویہ استاذ امام بخاری کے بارے میں منقول ہے کہ خراسانی امیر عبداللہ بن طاہر کے دربار میں ابن راہویہ کی کسی دوسرے عالم سے بعض مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی، کسی کتاب کی عبارت کے سلسلہ میں اختلاف ہوا، اس پر ابن راہویہ نے امیر عبداللہ سے کہا: آپ اپنے کتب خانہ سے فلاں کتاب منگوایئے، کتاب منگوائی گئی، آپ نے فرمایا: عدمن الکتاب احدی عشرة ورقة ثم عد سبعة اسطر۔ (۸٤)

کتاب کے گیارہ مدق پلٹ کر ساتویں سطر میں دیکھئے وہی ملے گا جو میں کہہ رہا ہوں۔

جب وہ عبارت بعینہ مل گئی تو امیر نے کہا:۔

علمت انك قد تحفظ المسائل ،ولكنى اعجب بحفظك هذه المشاهدة۔(۸۵)

یہ چیز تو مجھے معلوم تھی کہ آپ مسائل کے خوب حافظ ہیں، لیکن آپکی قوت یادداشت اور حفظ کے اس مشاہدہ نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔

ان چند واقعات سے اس چیز پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ احادیث وسنن کے ذخیرہ کو ان تابعین وتبع تابعین نے اپنے سینے میں کس طرح محفوظ کرلیا تھا۔ ساتھ ہی یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ علم حدیث سینوں سے سفینوں کی طرف ان حضرات کے عہد میں بھی منتقل ہوتا رہا بلکہ کافی عروج پر تھا۔ ساتھ ہی اس چیز کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ وہ حضرات اپنے حفظ وضبط کی تائید کتابت شدہ مواد سے کرتے تھے اور کتابت کا موازنہ حفظ سے کیا جاتا تھا۔

علامہ پیر کرم شاہ ازہری تدوین حدیث کی مزید تفصیلات پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

عہد نبوی، عہد صحابہ اور تابعین میں کتابت وتدوین حدیث کی جو مثالیں ہم نے گذشتہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صفحات میں بیان کیں ہیں، ان سے مستشرقین کے اس تاثر کی تردید ہو جاتی ہے کہ احادیث کی تدوین دوسری یا تیسری صدی ہجری میں ہوئی اور اس سے پہلے صرف زبانی طور پر احادیث کی روایت کا رواج تھا۔ حقیقت یہ کہ تاریخ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں گو احادیث کی حفاظت کیلئے زیادہ انحصار زبانی یاد کرنے اور ان فرامین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت کی عملی زندگی میں نافذ کرنے پر تھا لیکن اسکے باوجود حفاظت حدیث کیلئے کتابت کے ذریعہ کو مسلمانوں نے تاریخ اسلام کے ہر دور میں استعمال کیا ہے۔

ملت اسلامیہ چند غیر منظم لوگوں کے ہجوم کا نام نہ تھا بلکہ یہ تاریخ انسانی کی منظم ترین جماعت تھی۔ اس ملت کو اپنے الہامی پیغام پر صرف خود ہی عمل پیرا نہ ہونا تھا بلکہ ساری نسل انسانی کو اس حیات بخش پیغام کی طرف بلانا ان کا ملی فریضہ تھا۔ ملت اسلامیہ نے ریاست کے داخلی مسائل کو بھی حل کرنا تھا اور خارجی اور بین الاقوامی مسائل سے بھی نبٹنا تھا۔ اس ملت کا اپنا ایک علیحدہ آئین بھی تھا اور قانون بھی۔ ملت کے مقتدر حضرات کے سامنے قوم کے سیاسی معاشی اور دینی مسائل کو حل کرنے کا چیلنج بھی تھا۔ ان کیلئے زندگی کے ان تمام شعبوں کے متعلق تفصیلی ہدایات احادیث پاک میں موجود تھیں۔ ملت ان گوناگوں ذمہ داریوں کو سرسری نظر سے دیکھ کر ہی انسان اس نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے کہ مسلمان احایث طیبہ کی حفاظت کیلئے کتابت کے ذریعہ کو نظرانداز کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ وہ قوم جس کے آئین کی ایک شق یہ ہو:۔

ولاتسئموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا الی اجلہ۔

''اور نہ اکتایا کرو اسے لکھنے سے خواہ (رقم قرضہ) تھوڑی ہو یا زیادہ، اس کی میعاد تک''

اس ملت سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ زبان رسالت سے حاصل ہونے والے علوم ومعارف کی حفاظت کیلئے کتابت کے ذریعہ کو نظرانداز کردے۔

جو دین آپس کے معمولی لین دین کو تحریر کرنے کا حکم دیتا ہے، یہ بات اس دین کے مزاج ہی کے خلاف ہے کہ وہ ان ہدایات کو ریکارڈ کرنے پر توجہ نہ دے جو قیامت تک ملت کی رہنمائی کیلئے ضروری ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ملت کے مزاج کے عین مطابق مسلمانوں نے کسی دور میں

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کتابت حدیث کو نظر انداز نہیں کیا، البتہ ابتدائی زمانہ میں انکا زیادہ انحصار حفظ پر تھا۔ جو لوگ احادیث طیبہ کے مجموعے تیار کرتے تھے وہ بھی انکو حفظ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ کتابت حدیث کی ممانعت کی جو احادیث مروی ہیں ان میں احادیث لکھنے کی جو ممانعت کی گئی ہے اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ لوگ تحریر پر بھروسہ کر کے احادیث کو یاد کرنے میں سستی نہ کرنے لگیں۔

احادیث کی حفاظت کیلئے عہد نبوی میں مسلسل کوششیں ہوتی رہیں لیکن جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد صدیقی میں قرآن حکیم سے متعلق یہ محسوس کیا تھا کہ گو قرآن حکیم مسلمانوں کے سینوں میں بھی محفوظ ہے اور مختلف اشیاء پر کتابت شدہ شکل میں بھی کاشانۂ نبوت اور کئی صحابہ کرام کے پاس بھی موجود ہے لیکن اسکے باوجود وقت کا تقاضا ہے کہ قرآن حکیم کو باقاعدہ ایک صحیفے کی شکل میں جمع کر دیا جائے، بعینہ اسی طرح خلیفۂ برحق، امام عادل، ثانی فاروق حضرت عمر بن عبداللہ العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہ بات شدت سے محسوس کی کہ حفاظت احادیث کیلئے جو کوششیں پہلے ہوتی رہی ہیں، گو ماضی میں تو وہ احادیث کی حفاظت کے مقصد کیلئے کافی تھیں لیکن حالات کے بدلتے ہوئے تقاضے احادیث کی باقاعدہ تدوین کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اسی احساس کی وجہ سے انہوں نے سو ہجری میں حضرت ابوبکر بن حزم والئی مدینہ کو مندرجہ ذیل حکم بھیجا:۔

انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاکتبہ فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء ولاتقبل الاحدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لایعلم فان العلم لایھلك حتی یکون سراً وکذلك کتب الی عمالہ فی امھات المدن الاسلامیۃ بجمع الحدیث۔

''حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی احادیث کو نہایت احتیاط سے لکھ دو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں علم کے آثار مٹ نہ جائیں اور علماء اس دار فانی سے رخصت نہ ہو جائیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے بغیر کسی کا قول قبول نہ کرنا چاہیئے۔ علماء علم کو پھیلائیں اور جو ناواقف ہیں، ان کو سکھانے کیلئے بیٹھ جائیں کیوں کہ علم اگر راز ہو جائے (یعنی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

چیدہ چیدہ لوگ اس سے واقف ہوں) تو اسکی فنا یقینی ہے۔ اسی طرح آپ نے مملکت اسلامیہ کہ مشہور شہروں کے والیوں کی طرف بھی حدیث جمع کرنے کے احکام صادر فرمائے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے والئی مدینہ حضرت ابوبکر بن حزم کے نام جو فرمان لکھا اس میں خصوصی طور پر یہ تاکید بھی تھی کہ وہ ان احادیث کو لکھ کر انکی طرف روانہ کریں جو حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ اور حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر کے پاس موجود ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے صرف عمال حکومت کو احادیث مدون کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپ خود بھی احادیث لکھا کرتے تھے حضرت ابوقلابہ سے روایت ہے، فرمایا:۔

خرج علینا عمر بن عبدالعزیز لصلوۃ الظھر ومعہ قرطاس ثم خرج علینا لصلوۃ العصر وھو معہ فقلت لہ : یاامیر المومنین ، ماھذاالکتاب ؟ قال حدیث حدثنی بہ عون بن عبداللہ فاعجبنی فکتبتہ ۔

''حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ظہر کیلئے باہر تشریف لائے تو انکے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ پھر عصر کیلئے تشریف لائے تو پھر بھی وہ کاغذ انکے پاس تھا میں نے عرض کیا: امیر المومنین! یہ کتاب کیسی ہے؟ فرمایا: یہ حدیث پاک ہے جو عون بن عبداللہ نے مجھے سنائی ۔ مجھے یہ حدیث پاک بہت پسند آئی اور میں نے اس کو لکھ لیا۔''

حضرت بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تدوین حدیث کی ضرورت کا جو احساس کیا تھا یوں محسوس ہوتا ہے جیسے انہوں نے بہت جلد ملت کے اکابر علماء کو اس احساس میں اپنے ساتھ شریک کرلیا تھا اور کتابت حدیث کی کراہت کا جو رویہ عہد صحابہ اور عہد تابعین کہ ابتدائی دور میں موجود تھا، وہ رویہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور کے تقاضوں کی وجہ سے پہلے مدھم ہوا اور پھر ختم ہوگیا۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اس عہد میں بے شمار علماء نے تدوین حدیث کی کوششوں میں حصہ لیا۔ کتابت حدیث کے متعلق ملت کے رویے میں تبدیلی کے اسباب کا اندازہ حضرت امام زہری کے اس قول سے ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

لولا احادیث تأتینا من قبل المشرق ننکرھا لا نعرفھا ما کتبت حدیثاً

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ولآاذنت فی کتابہ۔

''اگر وہ احادیث نہ ہوتیں جو مشرق کی طرف سے ہم تک پہونچتی ہیں اور ہم انکے متعلق نہیں جانتے تو میں نہ تو احادیث کو لکھتا اور نہ اسکی اجازت دیتا''

گویا وقت کے تقاضوں نے احادیث طیبہ کی حفاظت کیلئے تدوین حدیث کو انتہائی ضروری قرار دیدیا تھا اور زہری اور دیگر علماء نے اس خطرے کو فوراً بھانپ لیا تھا کہ اگر تدوین حدیث کا کام سرانجام نہ دیا گیا تو اسلام دشمن قوتیں وضع حدیث کے فتنے کے ذریعے اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش کریں گی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کے جواب میں ریاست اسلامی کے تمام شہروں میں علماء نے احادیث کی تدوین کا کام شروع کر دیا۔ امام زہری کے علاوہ جن خوش نصیبوں کا شمار احادیث پاک کے ابتدائی مدونین میں ہوتا ہے، ان میں سے چند ایک اسماء گرامی یہ ہیں۔

مکہ مکرمہ میں:	عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج البصری	(م ۱۵۰ھ)
مدینہ طیبہ میں:	امام مالک بن انس،	(م ۱۷۹ھ)
	محمد بن اسحاق،	(م ۱۵۱ھ)
	محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب،	(م ۱۵۸ھ)
بصرہ میں:	ربیع بن صبیح،	(م ۱۶۰ھ)
	سعید بن ابی عروہ،	(م ۱۵۶ھ)
	حماد بن سلمہ،	(م ۱۶۷ھ)
کوفہ میں:	سفیان ثوری	(م ۱۶۱ھ)
یمن میں:	معمر بن راشد	(م ۱۵۳ھ)
شام میں:	عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی	(م ۱۵۸ھ)
خراسان میں:	عبداللہ بن عمر،	(م ۱۸۱ھ)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

واسط میں:	ہشیم بن بشیر،	(م۱۸۳ھ)
رے میں:	جریر بن عبدالحمید	(م۱۸۸ھ)
اور مصر میں	عبداللہ بن وہب،	(م۱۹۸ھ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے احایث کے جو مجموعے تیار ہوئے ،انہیں صرف حفاظت کیلئے سنبھال کر رکھ نہیں دیا گیا بلکہ امت میں انکی اشاعت کیلئے خصوصی اہتمام کیا گیا۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل میں سب سے پہلے حضرت ابن شہاب زہری نے احادیث مرتب کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیجیں اور آپ نے انکی نقلیں فوراً ریاست اسلامی کے مختلف علاقوں میں روانہ فرمادیں۔

حضرت ابن شہاب زہری نے خود وضاحت فرمائی ہے:۔

امرنا عمربن عبدالعزیز بجمع السنن فکتبناھا دفتراً دفترا فبعث الی کل ارض له علیها سلطان دفتراً۔

''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں احادیث جمع کرنے کا حکم دیا۔ہم نے احادیث طیبہ کو کئی دفاتر میں مرتب کر دیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہر اس علاقے کی طرف ایک دفتر روانہ کر دیا جو انکی سلطنت کا حصہ تھا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے احادیث طیبہ کی صرف تدوین کا ہی حکم نہیں دیا تھا بلکہ ساتھ ہی انکی نشر واشاعت کا بھی حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ احادیث کو پھیلاؤ کیونکہ یہ علم ہے اور علم جب راز بن جائے تو ختم ہو جاتا ہے۔

گزشتہ بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ احادیث طیبہ کی حفاظت کیلئے کتابت کے ذریعے کو ابتداء ہی سے استعمال کیا جاتا رہا۔احادیث طیبہ کو سینوں میں محفوظ رکھنے ،اپنی زندگیوں کو انہی کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے اور احادیث کو تحریری شکل میں محفوظ رکھنے کی انفرادی کوششیں اتنی عمدہ تھیں کہ انکی موجودگی میں سرکاری سطح پر احادیث کی باقاعدہ تدوین کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔لیکن پہلی صدی ہجری کے اختتام پر حالات نے خلیفۂ وقت حضرت عمر بن

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

عبدالعزیز کو سرکاری سطح پر تدوین حدیث کی طرف راغب کیا اور انکے حکم سے سرکاری سطح پر تدوین حدیث کی ابتدا ہوئی۔ اسکے بعد ہر زمانے کے علماء نے احادیث طیبہ کی خدمت میں حصہ لیا۔

امت مسلمہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے دین کی حفاظت کیلئے زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پر ہمیشہ کڑی نظر رکھی اور جب بھی قرآن وحدیث کی حفاظت کیلئے نئے اسلوب اپنانے کی ضرورت محسوس ہوئی، انہوں نے وقت کے تقاضوں پر لبیک کہنے میں ذرا سی بھی سستی نہیں کی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے پہلے سرکاری سطح پر احادیث کے مدون نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے ملت کے اصحاب اقتدار کو اسکا احساس نہ تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس سے پہلے اس اسلوب کو اپنانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ اس بات کی ایک بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ جس طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مختلف علماء کو احادیث کی تدوین کے متعلق لکھا تھا، اسی طرح انکے والد عبدالعزیز بن مروان نے بھی اپنی مصر کی گورنری کے زمانے میں حضرت کثیر بن مرہ کو احادیث لکھنے متعلق لکھا تھا:۔

حضرت لیث بن سعد کہتے ہیں:۔

حدثنی یزید بن ابی حبیب ان عبدالعزیز بن مروان کتب الی کثیر بن مرة الحضرمی و کان قدادرك بحمص سبعین بدریا من اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لیث : و کان یسمی الجندالمقدم قال : فکتب الیه ان یکتب الیه بما سمع من اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من احادیثهم الا حدیث ابی هریرة فانه عندنا۔

"یزید بن ابی حبیب نے مجھے بتایا کہ عبدالعزیز بن مروان نے کثیر بن مرہ حضرمی کو، جن کی ملاقات حمص میں ستر بدری صحابہ کرام سے ہوئی تھی اور جن کو "الجندالمقدم" کہا جاتا تھا، لکھا کہ انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جو احادیث سن رکھی ہیں وہ ان کیلئے تحریر کر دیں سوائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث کے کیونکہ وہ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

پہلے ہی انکے پاس موجود ہیں۔"

اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ آیا حضرت کثیر بن مرہ نے گورنر مصر کے حکم کی تعمیل کی تھی یا نہیں لیکن گورنر مصر کی خواہش کے باوجود علماء کرام تدوین حدیث کی طرف اس رفتار سے مائل نہیں ہوئے، جس رفتار سے ان کے صاحبزادے کے دور میں انکی دعوت پر ہوئے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ عبدالعزیز بن مروان کے زمانے میں علماء نے اس کام کی ضرورت کو شدت سے محسوس نہ کیا تھا لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں علماء کرام نے اسی بات کو شدت سے خود بھی محسوس کیا جو خلیفۂ وقت نے محسوس کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ خلیفۂ وقت کی دعوت پر علماء کرام کی تدوین حدیث کی انتھک کوششوں میں مصروف ہوگئے۔ اس بات سے اس حقیقت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ علماء اسلام وقت کے حکمرانوں کے دباؤ میں آکر کوئی ایسا کام نہ کرتے تھے جسے وہ خود غیر ضروری یا نامناسب سمجھتے تھے۔ گورنر مصر کا حکم اس لئے نہ چل سکا کہ اس وقت کے علماء نے خود اس وقت اس کام کی ضرورت محسوس نہ کی اور اسی گورنر کے بیٹے کا اسی نوعیت کا حکم پوری آب وتاب سے اس لئے نافذ ہوگیا کہ انکے دور کے علماء نے خود بھی اس کام کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا تھا۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ احادیث ہر دور میں کتابت شدہ شکل میں موجود تھیں، تو اس سے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ ہر زمانے میں روایت حدیث میں کتابت کا دخل رہا ہے اور یہ تصور کلیۃً غلط ہے کہ احادیث کی باقاعدہ تدوین سے پہلے وہ صرف زبانی طور پر ہی ایک راوی سے دوسرے راوی کی طرف منتقل ہوتی رہیں۔ (۸۶)

مزید لکھتے ہیں:

مسلمانوں نے اپنے دینی مصادر کی حفاظت کے معاملہ میں کبھی کوتاہی نہیں کی البتہ انہوں نے ہر زمانے میں دینی مصادر کی حفاظت کا وہی طریقہ استعمال کیا، جو اس زمانے کے تقاضوں پر پورا اترتا تھا۔ جب حالات بدلتے اور دین کی حفاظت کیلئے نئے ذرائع استعمال کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو مسلمان وقت کے تقاضوں کی پکار پر فوراً لبیک کہتے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قرآن اور حدیث کی حفاظت کی کوششیں کئی جہتوں سے ایک دوسری کی مماثل ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ ہی اسلام کا دور عروج ہے۔ مستشرقین سب سے بڑا مغالطہ اسی مقام پر پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور ہمایوں کو اسلام کا دور طفولیت قرار دیتے ہیں حالانکہ یہی دور اسلام کا دور عروج ہے۔ قرآن وحدیث کی حفاظت کا بھی یہی دور عرج ہے، جس کی مستشرقین کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہیں۔ عہد نبوی میں قرآن و حدیث کی حفاظت کی کوششوں کے متعلق مولانا محمد بدر عالم صاحب نے خوب لکھا ہے، ان کے الفاظ نظر قارئین ہیں۔

قرآن وحدیث کی حفاظت کا یہ دور دور شباب تھا۔ اس لئے حفاظ کی کثرت، صحابہ کی یک جہتی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض صحبت کے عمیق اثرات نے اس ضرورت کا احساس ہی نہ ہونے دیا کہ وہ قرآن کیلئے کسی جدید نظم ونسق کا تخیل اپنے دماغوں میں لاتے۔ اسی طرح حدیث کا معاملہ بھی لوگوں کے اپنے اپنے انفرادی جذبہ تحفظ کی وجہ سے کسی مزید اہتمام کے قابل نہ سمجھا گیا۔ حتی کہ جب جنگ یمامہ میں دفعۃً صحابہ کی ایک بڑی تعداد شہید ہوگئی تو اب حاملین قرآن کو ان اچانک اور غیر معمولی نقصانات سے قرآن کی حفاظت میں خلل پڑ جانے کا خطرہ بھی محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ یہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ پورے غور کے ساتھ ملحوظ رکھئے۔

ان القتل قد استحر یوم الیمامة بقراء القرآن وانی اخشی ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فیذهب کثیر من القرآن وانی اری ان تامر بمجمع القرآن۔

"جنگ یمامہ میں حفاظ بے طرح شہید ہوئے ہیں۔ خدانہ کردہ اگر کہیں آئندہ اسی طرح حفاظ قتل ہوتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ اس لئے آپ قرآن جمع کرنے کا سرکاری طور پر انتظام کیجئے۔"

دوسری طرف اب اس دور پر غور فرمائیے جبکہ صحابہ ایک ایک کر کے اٹھتے جا رہے تھے۔ یعنی دیکھنے والوں کا دور تو ختم ہو رہا تھا اور ان کی جگہ اب ان مشاہدات کو الفاظی لباس میں دیکھنے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

والوں کی باری آرہی تھی۔ جمال جہاں آرا کو بے حجاب دیکھنے والوں کے سینوں میں جو حرارت بھڑک رہی تھی، آپ کے انتقال مکانی کا حجاب پڑ جانے سے اس کے شعلوں میں وہ تیزی باقی نہ رہنے کا امکان نظر آنے لگا تھا۔ اس لئے یہاں بھی دیکھنے والوں کے دل میں بے چینی پیدا ہونا شروع ہوگئی کہ کہیں اس محبوب عالم کی ادائیں ان کے رخ انور کے نظارہ کرنے والوں کے ختم ہو جانے سے تاریخ کا ایک صفحہ بن کر نہ رہ جائیں۔ اس لئے وہ انتظام کرنا چاہیے جو عالم کی تاریخ میں ایک یادگار رہ جائے۔ اگر یہ فقط ان کے امتیازانہ جذبات ہی کا کرشمہ ہوتا تو رسول اور امتی کے رشتے اس سے پہلے بھی بہت ہو چکے تھے مگر یہاں سب پیرائے ہی پیرائے تھے ،اندرونی ہاتھ کوئی اور تھا جس نے اس تمام مشینری کو حرکت دے رکھی تھی جس قدرت نے آپ کو تمام عالم کیلئے راہنما بنا کر بھیجا تھا، وہ ہرگز یہ گوارا نہ کر سکتی تھی کہ آپ کی تصویر بھی آئندہ نسلوں کے سامنے کرشن اور رام چندر کی صرف کہانیوں کی طرح پیش کی جائے۔ ایک طرف نبوت ختم ہو چکی ہو، رسالت کا دروازہ مسدود ہو، دوسری طرف اس آخری رسول کے صفحات زندگی بھی محو شدہ اور مشتبہ صورت میں رہ جائیں حتی کہ آئندہ رسول کا دیکھنا تو درکنار ان کی سیرت کا صحیح مطالعہ بھی میسر نہ آسکے۔ اس لئے قرآن کریم کی حفاظت کے ساتھ حدیث کی حفاظت کی جہاں تک ضرورت تھی، اس کا احساس بھی قلوب میں پیدا کر دیا گیا۔ آخر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کے نام یہ فرمان لکھ بھیجا:۔

انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاکتبہ فانی خفت دروس العلم وذھاب العلماء۔

''آئندہ علم کم ہونے اور علماء کے اٹھ جانے کا اندیشہ ہے۔''

اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ، تقریباً نوے سال بعد کے ان الفاظ کے پہلو بہ پہلو رکھئے تو آپ کو ان دونوں میں یکسانیت نظر آئے گی جو ایک ہی شخص اور ایک ہی دماغ کے خیالات میں نظر آتی ہے۔ وہاں بھی خدائی حفاظت کے وعدے نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں جنبش پیدا کی تھی اور یہاں بھی وہی وعدہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس اقدام

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کے لئے محرک بنا۔

ماوشمار بہانہ ساختہ اند۔(۸۷)

تدوین حدیث کے لئے اہل ثروت محدثین نے دریادلی کا ثبوت دیا

آج کی طرح مندرجہ بالا تمام تر تحقیقات انکو گھر بیٹھے ہی حاصل نہیں ہوگئی تھیں۔ بلکہ ان حضرات نے کتنی جانفشانیاں کیں اور کن حوادث سے دوچار ہوئے انکی داستان نہایت طویل ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے، کے طور پر چند ملاحظہ فرمائیں۔

امام عبداللہ بن مبارک

آپ نہایت عظیم تاجر تھے اور حدیث وفقہ کے امام بھی، چار مہینے طلب حدیث میں گذارتے، چار ماہ میدان جہاد میں، اور چار ماہ تجارت کرتے تھے۔ فقہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

طلب علم حدیث وفقہ میں ذوق علمی کا یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ ایک مرتبہ والد ماجد نے آپ کو پچاس ہزار درہم تجارت کیلئے دیئے تو تمام رقم طلب حدیث میں خرچ کر کے واپس آئے والد ماجد نے دراہم کی بابت دریافت کیا تو آپ نے جس قدر حدیث کے دفتر لکھے تھے والد کے حضور پیش کر دیئے اور عرض کیا: میں نے ایسی تجارت کی ہے جس سے ہم دونوں کو جہان میں نفع حاصل ہوگا۔ والد ماجد بہت خوش ہوئے اور مزید تیس ہزار درہم عنایت کر کے فرمایا: جایئے علم حدیث وفقہ کی طلب میں خرچ کر کے اپنی تجارت کامل کر لیجئے۔(۸۸)

تجارت کا پیشہ والد سے وراثت میں ملا تھا، تجارت سے کافی آمدنی ہوتی تھی اور اکثر علم حدیث وفقہ کے طالبین پر خرچ فرماتے، کسی نے ان حضرات پر خرچ کی تخصیص سے متعلق پوچھا تو فرمایا:۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

قوم لهم فضل وصدق طلبوا الحديث فأحسنوا الطلب للحديث لحاجة الناس اليهم احتاجوا ،فان تركنا هم ضاع علمهم وان اغناهم سوى العلم لامة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولااعلم بعدالنبوة افضل من العلم ۔(۸۹)

ان حضرات کوفضل علم اورصدق مقال کی دولت حاصل ہے،حدیث کی طلب میں ان حضرات نے جس سلیقہ سے کام لیا،انکی یہ کوششیں لوگوں کی ضرورت کے تحت تھیں،اگران کوچھوڑ دیا جائے تو یہ علم ضائع ہوجائیگا،اوراگران کوآسودہ حال رکھا جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کیلئے علم کی راہیں ہموار ہونگی،اورمیں نبوت کے بعداس علم سے بہترکسی کو خیال نہیں کرتا۔

اسی سلسلہ کاایک واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ جب رومیوں کے مقابلہ میں جہاد کیلئے مصیصہ کی سرحد چوکی کو جاتے ہوئے شہررقہ سے گذرتے توایک نوجوان آپ سے کچھ احادیث پڑھ لیتا تھا۔ایک مرتبہ جب آپ وہاں پہونچے تووہ جوان ملنے نہیں آیا،لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا ،معلوم ہوا کہ کسی پراس کاقرض چڑھ گیا تھا ،قرض خواہ نے نوجوان کو جیل میں ڈلوادیا ہے۔

یہ سنکرآپ خاموش ہوگئے ،دوسرے دن اس قرضخواہ کے پاس پہونچے اور پوچھا کہ تمہارا کتنا قرض فلاں پررہ گیا ہے،بولا دس ہزاردرہم۔اسی وقت آپ نے رقم ادا کردی اوررقہ سے تشریف لے گئے۔جوان جیل سے چھوٹ کرجب شہرآیا تو آپکی آمد کی اطلاع ملی اورمعلوم ہوا کہ کل یہاں سے روانہ ہوگئے ہیں۔یہ جوان اسی وقت روانہ ہوا اورچندمنزل بعد ملاقات ہوگئی ،فرمایا: کہاں تھے؟ سارا واقعہ سنایا اورخدا جانے میرے قرض کوکس نے ادا کیا جسکی وجہ سے مجھے رہائی مل گئی ،فرمایا: خدا کاشکرادا کرو،اللہ رب العزت نے کسی سے دلوادیا ہوگا۔اس جوان کواس حسن سلوک کا پتہ اس وقت چلا جب آپ کاوصال ہوچکا تھا۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپکے ساتھی اوردوست ہیں ،امام اعظم قدس سرہ سے فقہ وحدیث کی تعلیم پائی،ایک دن آپکے تجارتی مشاغل دیکھ کرکچھ کہاتو آپ نے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فرمایا: لولاك واصحابك ماتجرت ۔(۹۰)

اگر آپ اور آپکے ساتھی محدثین وصوفیہ نہ ہوتے تو میں ہرگز تجارت نہ کرتا۔

غرضکہ علم حدیث کے طلبہ پر آپکی نوازشات عام تھیں۔

امام یحیی بن معین

فن رجال کے امام الائمہ یحی بن معین کے والد معین عظیم سرمایہ کے مالک تھے ۔انتقال کے وقت انہوں نے دس لاکھ پچاس ہزار درہم صاحبزادے کیلئے چھوڑے۔اس زمانے کے لحاظ سے اتنی کثیر رقم کا اندازہ آپ خود کیجئے ،لیکن آپ نے اس سرمایہ کو اپنے عیش وآرام میں خرچ نہ کیا، کسی شہر کا رئیس بنکر مرجانا انکو پسند نہیں تھا بلکہ یہ ساری دولت اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کے حصول اور موضوع روایات کو چھانٹ چھانٹ کر علیحدہ کرنے میں خرچ کرڈالی۔نوبت بایں جارسید کہ

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

فانفقه كله على الحديث حتى لم يبق له نعل يلبسه۔ (۹۱)

ساڑھے دس لاکھ درہم آپ نے علم حدیث کے حصول میں خرچ کردیئے ،آخر میں چپل تک باقی نہ رہی۔

امام حاکم نے آپ کا علم حدیث کو نکھارنے کے تعلق سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ

امام احمد بن حنبل نے بیان فرمایا: ہم جس زمانہ میں صنعاء یمن میں حدیث پڑھنے کیلئے مشغول تھے اور میرے ساتھیوں میں یحی بن معین بھی تھے۔ایک دن میں نے دیکھا کہ آپ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے ہیں ۔کوئی شخص اگر سامنے آتا ہے تو اسکو چھپا لیتے ہیں ، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت انس بن مالک کی طرف منسوب 'ابان' کی روایت سے جو جعلی مجموعہ پایا جاتا ہے اسکو نقل کررہے ہیں ۔ میں نے کہا: تم ان غلط اور چھوٹی روایات کو نقل کرنے میں لگے ہو،اس وقت آپ نے جواب میں کہا:

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میں اسی لئے تو لکھ رہا ہوں کہ انکو زبانی یاد کرلوں، مجھے معلوم ہے کہ یہ سب موضوع روایات ہیں، میری غرض اس سے یہ ہے کہ آئندہ کوئی روایات میں 'ابان' کی جگہ کسی ثقہ راوی کا نام لیکر غلط فہمی پھیلانا چاہے گا تو میں اس راز کو فاش کردونگا۔

پھر فرماتے ہیں:

میں نے دروغ گو راویوں سے ایک بڑا ذخیرہ جمع کیا، اسکے بعد میں نے اپنا تنور گرم کیا اور نہایت عمدہ پکی ہوئی روٹیاں اس سے تیار ہوئیں۔(۹۲)

امام حفص بن غیاث

حضرت حفص بن غیاث مشہور فقیہ ومحدث ہیں، امام اعظم قدس سرہ کے ممتاز تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں اور شرکاء تدوین فقہ میں سے ایک ہیں۔ آپ امام اعظم سے مسانید امام میں بکثرت احادیث روایت کرتے ہیں۔ یحیی بن معین، علی بن مدینی یحی قطان اور امام احمد بن حنبل جیسے نقادان حدیث آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ صحاح کی احادیث کے راوی ہیں۔

امام ذہبی نے انکی سخاوت ودریادلی کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

کان یقول: من لم یاکل من طعامی لااحدثه۔(۹۳)

فرماتے تھے۔ جو میرے یہاں کھانا نہ کھائے میں اس سے حدیث بیان نہیں کرتا یعنی گویا انکے یہاں علم حدیث حاصل کرنے کی یہ شرط تھی، حدیث پڑھنے والوں کیلئے دسترخوان بچھا رہتا۔

امام ہیاج بن بسطام

ایک محدث ھیاج بن بسطام ہیں، نہایت دلیر وسخی تھے اور عظیم فقیہ بھی، زبان وبیان کے اعتبار سے فصاحت وبلاغت کے دریا بہاتے اور بغداد کی مجالس حدیث میں ایک ایک لاکھ لوگوں کا مجمع آپ سے سماعت کرتا۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں۔

لقد حدث بغداد فاجتمع عنده مائة الف یتعجبون من فصاحته۔(۹٤)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بغداد میں حدیث بیان کرتے تو ایک لاکھ تک کا مجمع ہوتا اور آپ کی فصاحت پر لوگوں کو تعجب ہوتا۔

خطیب بغدادی نے آپ کے تذکرہ میں لکھا ہے:

كان الهياج بن بسطام لايمكن احدامن حديثه حتى يطعم من طعمه ، كان له مائدة مبسوطة لاصحاب الحديث ، كل من يأتيه لايحدثه الا من يأكل من طعامه۔ (۹۵)

ہیاج بن بسطام سے لوگ اس وقت تک حدیث نہیں سن پاتے تھے جب تک انکے یہاں کھانا نہیں کھا لیتے۔ طالبان علم حدیث کیلئے انکا دسترخوان نہایت وسیع تھا، جو شخص حدیث کی سماعت کیلئے آتا پہلے کھانا کھاتا پھر حدیث سنتا تھا۔

امام لیث بن سعد

مصر کے مشہور امام جلیل لیث بن سعد جو علم میں امام مالک کے ہم پلہ سمجھے جاتے تھے۔ بلکہ امام شافعی تو فرماتے:۔

الليث افقه من مالك الاان اصحابه لم يقوموا به۔ (۹۶)

لیث بن سعد امام مالک سے زیادہ فقیہ ہیں مگر انکے تلامذہ نے انکے مسلک کی اشاعت نہیں کی۔

انکے حسن سلوک کا اعتراف انکے ہمعصروں نے کیا ہے، کہتے ہیں: انکی جاگیر کی سالانہ آمدنی پچیس تیس ہزار اشرفی تھی، اسکا بڑا حصہ محدثین اور طالبان علم حدیث وفقہ پر خرچ فرماتے، امام مالک کو سالانہ ایک ہزار اشرفیاں التزاما بھیجا کرتے تھے، بعض اوقات تو آپ نے پانچ ہزار اشرفیاں تک قرض کی ادائیگی کیلئے بھیجی ہیں۔

آپکے دسترخوان پر کھانے والے اہل علم اور طلبہ کا تذکرہ کرتے ہوئے خطیب بغدادی لکھتے ہیں:۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کان یطعم الناس فی الشتاء الهرائس بعسل النحل و سمن البقر ،وفی الصیف سویق اللوزبالسکر۔(۹۷)

سردیوں میں لوگوں کو ہریس کھلاتے جوشہد اور گائے کے گھی میں تیار کیا جاتا تھا، اورگرمیوں میں بادام کا ستوشکر کے ساتھ کھلاتے تھے۔

امام معافی بن عمر

موصل کے امام حافظ الحدیث معافی بن عمران جلیل القدر فقیہ ہیں، امام ثوری کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، طلب علم میں ایک مدت تک سفر میں رہے ،امام ابن مبارک اورامام وکیع کے شیوخ سے ہیں۔

امام ذہبی نے لکھا ہے کہ:

انکی ایک بڑی جاگیر تھی ، اسکی آمدنی سے اپنے خرچ کی رقم نکال کر اپنے اصحاب اورتلامذہ کو باقی سب بھیج دیا کرتے تھے۔اورروزمرہ کا معمول تھا۔

کان المعانی لایأکل وحدہ ۔(۹۸)

کبھی تنہا کھانا نہیں کھاتے تھے۔

یہ طریقہ ان حضرات کا تھا جوخود بھی شب وروز اشاعت علم حدیث میں لگے رہتے اور ان لوگوں کی کفالت کرتے جنکی راہ میں مالی مشکلات اس علم کو حاصل کرنے سے مانع ہوسکتی تھیں ۔ یاوہ لوگ جوعلمی مشاغل کی بناپر کاروبار میں حصہ نہیں لے سکتے تھے۔رب کریم نے ان کیلئے غیب سے ایسے انتظام فرمادیئے تھے کہ وہ پورے طور پر علم دین کی حفاظت کیلئے کمربستہ رہتے۔

تدوین حدیث کیلئے محدثین نے جانکاہ مصائب برداشت کئے

دوسری طرف ایسی شخصیات کی بھی کمی نہ تھی جنہوں نے فقروفاقہ کی زندگی بسر کی ، جانفشانیاں کیں، مصائب وآلام برداشت کئے لیکن اس انمول دولت کے حصول کیلئے ہرموقع پر خندہ پیشانی کا مظاہرہ کیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ابوحاتم رازی

آپ علل حدیث کے امام ہیں، امام بخاری، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ کے شیوخ سے ہیں۔ طلب حدیث میں اس وقت سفر شروع کیا جب ابھی سبزہ کا آغاز نہیں ہوا تھا ، مدتوں سفر میں رہتے اور جب گھر آتے تو پھر سفر شروع کر دیتے۔ آپکے صاحبزادے بیان کرتے ہیں۔

سمعت ابی یقول : اول سنة خرجت فی طلب الحدیث اقمت سنین احسب ،ومشیت علی قدمی زیادة علی الف فرسخ فلما زاد علی الف فرسخ ترکته۔ (۹۹)

میرے والد فرماتے تھے، سب سے پہلی مرتبہ علم حدیث کے حصول میں نکلا تو چند سال سفر میں رہا، پیدل تین ہزار میل چلا، جب زیادہ مسافت ہوئی تو میں نے شمار کرنا چھوڑ دیا۔

پیدل کتنی کتنی لمبی مسافتیں اس راہ میں آپ نے طے کیں اس کا اندازہ خود انکے بیان سے کیجئے۔

خرجت من البحرین الی مصر ماشیا الی الرملة ماشیا ، ثم الی طرطوس ولی عشرون سنة۔ (۱۰۰)

بحرین سے مصر پیدل گیا، پھر رملہ سے طرطوس کا سفر پیدل ہی کیا اس وقت میری عمر بیس سال تھی۔

ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں اور میرے رفقاء جہاز سے اترے، خشکی پر پہونچنے کے بعد دیکھا تو زادراہ ختم ہو چکا تھا۔ کیا کرتے ساحل سے پیادہ پا روانہ ہوئے۔ تین دن تک چلتے رہے، اس درمیان کچھ نہ کھایا۔ آخر ایک ساتھی جو زیادہ سن رسیدہ اور ضعیف العمر تھے بے ہوش ہو کر گر پڑے، ہم نے انکو بہت ہلایا جھلایا لیکن کوئی حرکت نہیں تھی۔ مجبور آگے بڑھے، تھوڑی دور جا کر میں بھی چکرا کر گر گیا

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۔اب ایک ساتھی تنہا رہ گیا تھا، ساحل سمندر پر یہ سفر ہو رہا تھا وہ آگے بڑھا تو دور سے سمندر میں ایک جہاز نظر آیا، اس نے کنارے کھڑے ہو کر اپنا رومال ہلانا شروع کیا، جہاز والے قریب آئے اور حال پوچھنا چاہا تو پیاس کی شدت سے وہ کچھ نہ بتا سکا۔ پانی کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے پانی پلایا۔ جب اسکے حواس بجا ہوئے تو ان کو میرے پاس لایا مجھے بھی پانی کے چھینٹے دیکر ہوش میں لایا گیا اور پانی پلایا، میرے ساتھی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ۔(۱۰۱)

آپکے صاحبزادے بیان کرتے ہیں:

سمعت ابی یقول : اقمت سنة اربع عشرة ومأتین بالبصره ثمانیة اشهر قد کنت عزمت علی ان اقیم سنة فانقطعت نفقتی فجعلت ابیع ثیابی شیأ بعد شئ حتی بقیت بلاشی،(۱۰۲)

میرے والد بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ۲۱۴ھ میں بصرہ میں قیام رہا، ارادہ تھا کہا ایک سال یہاں رہوں گا لیکن آٹھ ماہ بعد زادراہ ختم ہو گیا، اب میں نے ایک کپڑا فروخت کر دیا پھر دوسرا اسی طرح فروخت کرتا رہا اور خرچ کرتا رہا یہاں تک کہ آخر میں کچھ باقی نہ رہا۔

امام ہیثم بن جمیل بغدادی

آپ عظیم محدث ہیں، امام مالک، حافظ لیث بن سعد حماد بن سلمہ کے تلامذہ اور امام احمد بن حنبل کے شیوخ سے ہیں ۔علم حدیث کی طلب میں شب و روز سرگرداں رہے ۔ مالی پریشانیوں سے بھی دوچار ہوئے، لکھا ہے۔

افلس الهیثم بن جمیل فی طلب الحدیث مرتین ۔(۱۰۳)

علم حدیث کی طلب میں ہیثم بن جمیل دو مرتبہ افلاس کے شکار ہوئے۔ سارا مال و متاع خرچ کر ڈالا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن

آپ عظیم محدث ہیں تابعی مدنی ہیں، حضرت انس بن مالک اور سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، امام مالک، امام شعبہ اور سفیان ثوری وسفیان بن عیینہ کے اساتذہ سے ہیں، ربیعۃ الرائے سے مشہور ہیں۔ فقہائے مدینہ میں سے ایک ہیں۔ امام مالک فرماتے تھے۔

ذهبت حلاوة الفقه منذمات ربيعة۔(۱۰۴)

جب سے ربیعہ کا وصال ہوا فقہ کی حلاوت جاتی رہی۔

امام مالک ہی نے فرمایا:۔

علم حدیث میں کمال اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے کہ آدمی ناداری اور فقر کا مزہ چکھے۔

اسکی نظیر میرے استاذ ربیعہ کا واقعہ ہے کہ:۔

اسی علم حدیث کی تلاش وجستجو میں ان کا حال یہ ہوگیا تھا کہ آخر میں گھر کی چھت کی کڑیاں تک بیچ ڈالیں۔ اور اس حال سے بھی گزرنا پڑا کہ مزبلہ جہاں آبادی کی خس وخاشاک ڈالی جاتی ہے وہاں سے منقی یا کھجوروں کے ٹکڑے چن کر بھی کھاتے۔(۱۰۵)

امام محمد بن اسمعیل بخاری

امیر المومنین فی الحدیث کو طلب حدیث میں کن حالات سے گذرنا پڑا، ایک واقعہ سنتے چلیں۔ انکے ایک ساتھی عمر بن حفص بیان کرتے ہیں۔

بصرہ میں ہم امام بخاری کے ساتھ حدیث کی سماعت میں شریک تھے، چند دنوں کے بعد محسوس ہوا کہ بخاری کئی دن سے درس میں شریک نہیں ہوئے، تلاش کرتے ہوئے انکی قیام گاہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک اندھیری کوٹھری میں پڑے ہیں اور ایسا لباس جسم پر نہیں کہ جسکو پہن کر باہر نکلیں۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ جو کچھ اثاثہ تھا ختم ہوگیا اب لباس تیار کرنے کیلئے بھی کچھ نہیں۔ آخر ہم لوگوں نے مل کر رقم جمع کی اور خرید کر کپڑا لائے تب کہیں جا کر امام بخاری پڑھنے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیلئے نکلے۔

امام احمد بن حنبل

ایسا ہی واقعہ امام احمد بن حنبل کے تعلق سے مشہور ہے، مکہ معظمہ میں سفیان بن عیینہ کے پاس تعلیم حاصل کررہے تھے، ایک دن خلاف معمول درس سے غائب رہے، حال دریافت کرنے انکی فرودگاہ پر پہونچے، دیکھا کہ اندر چھپے بیٹھے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سارا کپڑا چوری ہوگیا اور رقم بھی پاس نہیں۔ واقعہ کے راوی علی بن الجہم کہتے تھے، میں نے امام کی خدمت میں اشرفی پیش کی اور عرض کی، چاہے بطور ھدیہ قبول فرمائیں یا بطور قرض، آپ نے انکار کردیا، تب میں نے کہا: معاوضہ لیکر میرے لئے کچھ کتابت ہی کردیجئے، اس پر راضی ہوگئے۔

علی بن جہم نے بطور تبرک امام کے اس مخطوطہ کو رکھ چھوڑا تھا اور لوگوں کو دکھا کر واقعہ بیان کرتے تھے۔

ایک مرتبہ طلب حدیث میں یمن پہونچے، آپکے استاذ عبدالرزاق یمنی بیان کرتے تھے، جب میرے پاس درس میں آئے تو میں نے ان سے کہا: یمن کوئی کاروباری ملک نہیں، پھر میں نے چند اشرفیاں پیش کیں لیکن لینے پر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔

اسحاق بن راہویہ بھی آپکے شریک درس تھے، وہ بیان کرتے ہیں۔ ازار بند بن بن کر آپ اپنی ضرورت پوری کیا کرتے تھے، لوگوں نے پیش کش کی، اصرار کیا لیکن ہمیشہ انکار کردیا۔ کہتے ہیں: جب کام سے فارغ ہوکر یمن سے چلنے لگے تو نانبائی کے کچھ روپے حضرت پر رہ گئے۔ جوتا پاؤں میں تھا اسی کو نانبائی کے حوالہ کردیا اور خود پیدل روانہ ہوگئے، اونٹوں پر بار لادنے اور اتارنے والے مزدوروں میں قافلہ کے ساتھ شامل ہوگئے، جو مزدوری ملتی وہی زادراہ کا کام دیتی تھی۔(۱۰۶)

امام قاضی ابو یوسف

آپ عظیم محدث وفقیہ تھے، امام اعظم کے ارشد تلامذہ میں ہیں، فرماتے تھے۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

میرے ساتھ میں پڑھنے والوں کی یوں تو کافی جماعت تھی، لیکن جس بیچارے کے دل کی دباغت دہی سے کی گئی تھی نفع اسی نے اٹھایا۔

پھر خود ہی دل کی اس دباغت کا مطلب بیان کرتے کہ:

ابوالعباس سفاح کے ہاتھ خلافت کی باگ ڈور جب آئی اور کوفہ کے قریب ہی ہاشمیہ میں اس نے قیام اختیار کیا تو اس نے مدینہ منورہ سے اہل علم وفضل کو وہیں طلب کیا، میں نے اس موقع کو غنیمت خیال کیا اور ان حضرات کے پاس استفادے کیلئے حاضر ہونے لگا، میرے گھر کے لوگ میرے کھانے کا انتظام یہ کر دیتے تھے کہ چند روٹیاں ٹھوک لی جاتی تھیں اور دہی کے ساتھ بندہ کھا کر سویرے درس وافادہ کے حلقوں میں حاضر ہو جاتا۔ لیکن جو اس انتظام میں رہتے کہ انکے لئے ہریسہ یا عصیدہ تیار ہو لے تب اسکا ناشتہ کر کے جائینگے، ظاہر ہے کہ ان کے وقت کا کافی حصہ اسی تیاری میں صرف ہو جاتا تھا، اسی لئے جو چیزیں مجھے معلوم ہو سکیں ان سے یہ عصیدہ اور ہریسہ والے لوگ محروم رہے۔ (۱۰۷)

محدثین وفقہا کی ان جیسی جفاکشی و جانفشانی، فقر وتنگدستی اور مالی قربانیوں سے دفتر بھرے پڑے ہیں۔ یہاں سب کا استقصاء واستیعاب مقصود نہیں، بتانا صرف یہ ہے کہ ان حضرات نے کن صبر آزما مراحل سے گذر کر اس دینی متاع اور سرمایۂ مذہب وملت کی حفاظت فرمائی اسکا اندازہ ان چند واقعات سے لگانا مشکل نہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے ذاتی اغراض ومقاصد سے بلند وبالا ہو کر دینی وملی خدمات انجام دیں۔ جذبۂ دینی سے سرشار لوگوں کا یہ طرۂ امتیاز تھا کہ انکے لیل ونہار اسی میں بسر ہوئے کہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو دنیا کی طرف نہ لگا کر دین کی پاسبانی کیلئے وقف فرماتے، مکروفریب کا جال بچھانے والے لوگوں کی مخفی کارروائیوں کو طشت از بام کر دکھاتے اور سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حفاظت اور موضوع ومن گڑھت روایات سے صیانت کیلئے کوئی دقیقہ فروگذشت نہ کرتے۔ انہوں نے اپنی دنیا کو نہایت پاکیزہ اصول پر استوار کیا تھا اور دنیا کے غلط رسم ورواج سے بہت دور رہکر اپنی نیک نیتی کے آثار آنے والوں کی رہنمائی کیلئے چھوڑ گئے۔ یہ حضرات مذہب وملت کے عظیم ستون اور منارۂ نور تھے

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جو اپنے علم و فضل، زہد و تقوی، صبر و توکل اور قناعت و سیر چشمی سے امت مسلمہ کی رہنمائی کے خواہاں رہتے، حکام وقت کی ہرزہ سرائیاں بھی انکے عزم و حوصلہ اور حق گوئی و بے باکی کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔

فقیہ یزید بن ابی حبیب

مصر کے فقیہ یزید بن ابی حبیب علم و فضل اور دیانت و تقوی میں مشہور تھے، پورے مصر میں انکے حزم و اتقاء کے ڈنکے بجتے تھے، حکومت وقت انکے تابع فرمان رہتی۔ حکومت کی گدی پر جب کوئی نیا حکمراں بیٹھتا اور بیعت لینا چاہتا تو لوگ بیک زبان کہتے کہ یزید بن ابی حبیب اور عبداللہ بن ابی جعفر جو کہیں گے ہم وہ کرینگے۔

لیث بن سعد جنکا ذکر گذرا فرماتے تھے:

ھما جوھر تاالبلاد کانت البیعة اذاجاء ت للخلیفة ھما اول من یبایع ۔(۱۰۸)

یہ دونوں حضرات ملک مصر کے تابناک جوہر تھے، خلیفہ کیلئے بیعت لی جاتی تو یہ ہی دونوں پہلے بیعت کرتے تھے۔

یہ ہی لیث کہتے ہیں۔

یزید عالمناو یزید سیدنا ۔(۱۰۹)

یزید ہمارے ملک کے عالم ہیں اور یزید ہمارے پیشوا ہیں۔

ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے اس زمانہ میں بنی امیہ کی حکومت کی طرف سے مصر کا جو عرب گورنر تھا اسکا نام حوثرہ بن سہل تھا، عوام کے قلوب میں جو ان کا مقام تھا اسکو دیکھتے ہوئے اس نے ضروری خیال کیا کہ عیادت کیلئے خود جائے، آیا، اس وقت یزید بیٹھے ہوئے تھے، مزاج پرسی کے بعد اس نے ایک مسئلہ پوچھا، کیا کھٹمل کا خون کپڑے میں لگا ہو تو نماز ہو جائیگی؟ یزید نے حوثرہ کے اس سوال کو سنکر منہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

حوثرہ جواب کا انتظار کر کے جب جانے کیلئے کھڑا ہوا تب آپ نے اسکی طرف دیکھتے فرمایا:۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تقتل کل یوم خلقا و تسالنی عن دم ۔

روزانہ خلق خدا کو قتل کرتا ہے اور مجھ سے کھٹمل کے خون کے بارے میں پوچھتا ہے۔

حوثرہ نے تلملا دینے والا فقرہ سنا لیکن کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی اور چپ چلا گیا۔

امام طاؤس بن کیسان

آپ اکابر تابعین سے ہیں، عبادلہ اربعہ، ابو ہریرہ، ام المومنین عائشہ صدیقہ وغیرہم سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ امام زہری، وہب بن منبہ، عمرو بن دینار، اور مجاہد جیسے اساطین ملت آپکے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں ۔ حضرت ابن عباس فرماتے تھے: میں انکو اہل جنت سے جانتا ہوں ۔ حضرت ابن حبان نے فرمایا، آپ یمنی باشندگان میں عابد و زاہد لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ چالیس حج کئے اور مستجاب الدعوت تھے۔ (۱۱۰)

بنو امیہ کی حکومت کی طرف سے ان دنوں حجاج بن یوسف کا بھائی محمد بن یوسف یمن کا گورنر تھا، ایک مرتبہ کسی وجہ سے یمنی عالم وہب بن منبہ کے ساتھ اسکے یہاں پہونچے، زمانہ سردیوں کا تھا، سخت سردی پڑ رہی تھی ۔ آپکے لئے کرسی منگوائی گئی، سردی کا خیال کرتے ہوئے اس نے دوشالہ منگوا کر آپکو اڑھا دیا۔ طاؤس منہ سے تو کچھ نہ بولے لیکن یوں کیا کہ

لم یزل یحرك کتفیه حتی القی عنه ۔

دونوں مونڈھوں کو مسلسل ہلاتے رہے حتی کہ دوشالہ کندھوں سے گر گیا۔

ابن یوسف آپکے اس طرز کو دیکھ رہا تھا اور دل میں آگ بگولا ہو رہا تھا، لیکن آپکی عوامی مقبولیت کے پیش نظر کچھ کہہ بھی نہ سکا۔ جب یہ دونوں حضرات باہر آئے تو وہب نے کہا: آج تو آپ نے غضب ہی کر دیا، حضرت اگر اس دوشالہ کو لے لیتے اور باہر آکر فروخت کر کے اسکی رقم غرباء میں خیرات کر دیتے تو بلا وجہ اسکے غضب میں اشتعال بھی پیدا نہ ہوتا اور غریبوں کا بھی کچھ بھلا ہو جاتا۔

آپ نے فرمایا: اگر میرے اس فعل کو لوگ تقلیدی نمونہ سمجھ کر عمل کرتے تو شاید میں ایسا ہی کرتا، لیکن مجھے خوف ہوا کہ کہیں صرف لینے کی حد تک ہی لوگ دلیل نہ بنالیں۔ (۱۱۱)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

جرأت وحق گوئی اور استغناء و بے نیازی کی یہ مثالیں اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ محدثین وفقہاء نے کسی حاکم وقت کے دربار کی کاسہ لیسی اختیار نہ کر کے صرف اپنے رب کریم کی عنایت کردہ حلال روزی پر قناعت کی اور حق بات کہنے میں کسی سے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔

وہ سلاطین اسلام جنہوں نے علم حدیث کی تدوین میں محدثین کی بھرپور اعانت کی

جن سلاطین اسلام نے سرمایۂ علم وفن کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا اور انکے علمی وقار کی قدر کرتے ہوئے ان سے دین ومذہب کی حفاظت اور علوم حدیث وسنت کی ترویج واشاعت میں حکومتی سطح پر حصہ لینے کی پیش کش کی تو پھر ان چیزوں کو یہ حضرات سراہتے اور تائید غیبی تصور فرماتے تھے۔

امام زہری حکومت اور خلفاء کے دربار سے متعلق اسی طور پر ہوئے اور آخر کار علم حدیث کی تدوین میں باقاعدہ شریک رہے، اپنا واقعہ یوں بیان کرتے تھے۔

مروانیوں کے پہلے خلیفہ عبدالملک بن مراون کا ابتدائی دور حکومت مدینہ منورہ کے لوگوں کیلئے انتہائی فقر وفاقہ اور آلام ومصائب کا زمانہ تھا۔ واقعہ حرہ کے جرم میں باشندگان مدینہ کو مجرم ٹھہرایا گیا اور حکومت نے زندگی کی سہولتوں کی ساری راہیں بند کر دی تھیں۔

آپ کے والد مسلم بن شہاب کا شمار بھی بڑے مجرموں میں تھا لہذا آپکے گھر کی حالت اور زیادہ زبوں تھی، آخر کار معاشی مشکلات سے تنگ آ کر آپ نے سفر کا ارادہ کیا کہ گھر سے نکل کر باہر قسمت آزمائی کریں۔

مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر سیدھے دارالسلطنت دمشق پہونچے، یہاں بھی کسی سے جان پہچان نہ تھی، کسی جگہ ساز وسامان رکھ کر جامع مسجد پہونچے، مسجد میں مختلف علمی حلقے قائم تھے، ایک بڑے حلقہ میں جا کر بیٹھ گئے۔

فرماتے ہیں: اتنے میں ایک بھاری بھرکم بارعب اور وجیہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہمارے حلقہ کی طرف اس نے رخ کیا، جب قریب آیا تو لوگوں میں کچھ جنبش ہوئی اور خوش آمدید کہتے ہوئے بیٹھنے کی جگہ دی گئی۔

بیٹھتے ہی کہنا شروع کیا، آج امیر المومنین عبدالملک کے پاس ایک خط آیا ہے اور اس میں ایسے مسئلہ کا ذکر ہے جس کی وجہ سے وہ اتنے متردد ہیں شاید خلافت کے بعد اس قسم کی الجھن میں وہ کبھی مبتلا نہ ہوئے ہونگے۔ مسئلہ ام ولد سے متعلق تھا اور آل زبیر میں اس بنیاد پر کوئی نزاع تھا جس میں فیصلہ ہونا تھا۔

عبدالملک جسکی زندگی کا کافی حصہ طلب علم میں گزرا تھا، اس قسم کے مسائل میں اپنی معلومات سے کافی مدد لیا کرتا تھا، مگر اس مسئلہ میں اسے پوری بات یاد نہیں رہی تھی کچھ یاد تھی اور کچھ بھول گیا تھا۔ چاہتا تھا کہ کسی کے پاس اس مسئلہ کا صحیح علم ہو تو اس سے استفادہ کیا جائے اور اس چیز نے اسکو سخت دماغی تشویش میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اس کے دربار میں اہل علم کا جو گروہ تھا کوئی اسکی تشفی نہ کر سکا تھا۔ مسجد میں یہ صاحب جو آئے تھے عبدالملک کے معتمد خاص قبیصہ بن ذویب تھے۔

یہاں آنے کا مقصد خاص یہ ہی تھا کہ شاید خلیفہ کی اس حدیث کا کسی کے پاس پتہ چلے۔ امام زہری نے سننے کے بعد کہا: اس حدیث کے متعلق میرے پاس کافی معلومات ہیں۔ قبیصہ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور اسی وقت زہری کو حلقہ سے اٹھا کر ساتھ لئے ہوئے شاہی دربار میں پہونچے، خلیفہ کو بشارت سنائی کہ جس چیز کی آپ کو تلاش تھی وہ مل گئی ہے۔ پھر زہری کو پیش کرتے ہوئے کہا: ان سے پوچھئے، حدیث اور اسکی متعلقہ معلومات آپ کے سامنے بیان کرینگے۔ عبدالملک نے وہ حدیث سعید بن مسیب سے اپنے دور طالب علمی میں سنی تھی۔ امام زہری نے فرمایا: میں بھی اس حدیث کو ان ہی سے روایت کرتا ہوں۔ پھر پوری حدیث اور اسکی تفصیلات کو آپ نے عبدالملک کے سامنے بیان کر دیا۔ خلیفہ کو اپنی تمام بھولی ہوئی باتیں یاد آتی چلی گئیں۔ (۱۱۲)

امام زہری کو اس واقعہ سے خلیفہ کے دربار میں نہایت عزت اور قدر و منزلت حاصل

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ہوئی، آپ نے بنوامیہ کے چھ خلفاء کا زمانہ پایا اور ہر ایک کے زمانہ میں آپ معزز رہے، خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد پاک کے بارے میں تو آپ پڑھ ہی چکے کہ تدوین حدیث کا عظیم کارنامہ آپکے ہاتھوں سے امام زہری کے ذریعہ انجام پایا۔

غرضکہ اس دور میں محدثین وفقہاء نے اپنے خلوص وایثار سے علم حدیث کی حفاظت فرمائی تو ارباب حکومت نے بھی بہت سے علماء وحفاظ کی خدمات کو سراہتے ہوئے انکی کفالت کی ذمہ داری قبول کی اور اسی طرح وضع حدیث کے فتنہ کی سرکوبی میں ان لوگوں نے بھی کافی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چند واقعات سے اس رخ کی تصویر بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

یہ ہی عبدالملک بن مروان جسکا علم حدیث سے شغف آپ گذشتہ واقعہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ کتنا تھا، ایک مرتبہ اپنے منبر سے اعلان کیا۔

قد سالت علینا احادیث من قبل هذاالمشرق لانعرفها ۔(۱۱۳)

اس مشرق کی طرف سے ایسی حدیثیں بہ بہ کہ ہماری طرف آرہی، ہیں جنہیں ہم نہیں پہچانتے۔

اسی عبدالملک بن مروان نے ایک موقع پر حارث بن سعید کذاب کو اس لئے دار پر کھینچا کہ وہ حدیثیں وضع کرتا تھا۔

اسکے بیٹے ہشام نے غیلان دمشقی کو اسی لئے قتل کرایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے غلط حدیثیں عوام میں پھیلاتا اور دین میں رخنہ اندازیاں کرتا تھا۔

خالد بن عبداللہ قسری مشہور گورنر نے بیان بن زریق کو محض وضع حدیث کے جرم میں قتل کرایا۔

اسی طرح خلفائے بنوعباس میں ابوجعفر منصور نے محمد بن سعید کو سولی دی جسکا جرم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف غلط نسبت کی تھی۔ اسکے ساتھ حکام وقت اور قاضی شرع بھی سخت چوکنے رہتے تھے، بصرہ کے حاکم محمد بن سلیمان نے عبدالکریم بن ابی العوجاء مشہور وضاع حدیث کو قتل کرادیا۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

اسمعیل بن اسحق القاضی ضرب الهیثم بن سهل علی تحدیثه عن حماد بن زید و انکر علیه ذلك ۔(۱۱٤)

قاضی بن اسمعیل بن اسحاق نے ایک شخص ہیثم بن سہل کو محض اس لئے پٹوایا کہ یہ حماد بن زید کے حوالے سے احادیث بیان کرتا تھا جب کہ قاضی اسمعیل اس کو غلط خیال کرتے تھے ،خلفائے بنوعباس کے مشہور ومعروف خلیفہ ہارون الرشید کے پاس ایک جعلی حدیثوں کے بنانے کا مجرم زندیق پیش کیا گیا۔ مجرم نے کہا: امیر المؤمنین! میرے قتل کا حکم آپ کس وجہ سے دے رہے ہیں؟ ہارون رشید نے کہا: کہ اللہ کے بندوں کو تیرے فتنوں سے محفوظ کرنے کیلئے۔ اس پر زندیق نے کہا: میرے قتل سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ کیونکہ

این انت من الف حدیث وضعتها علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کلها مافیها حرف نطق به ۔(۱۱٥)

ان ایک ہزار حدیثوں کو کیا کریں گے جنکو میں بنا کر لوگوں میں پیش کر چکا ہوں جب کہ ان میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس کی نسبت حضور کی طرف درست ہو۔

اسکا مطلب یہ تھا کہ ایک ہزار حدیثیں وضع کر کے لوگوں میں انکی تشہیر کر چکا ہوں ، تو مجھے قتل بھی کردو گے تو کیا ہوگا، میرا بویا ہوا بیج تو حدیثوں کی شکل میں مسلمانوں میں موجود رہے گا جس سے وہ گمراہ ہوتے رہیں گے۔ خلیفہ ہارون رشید نے اس مردود سے کہا تھا۔

این انت یاعدو الله من ابی اسحاق الفزاری ، وعبدالله بن المبارك ینخلانها فیخرجانها حرفا حرفا۔(۱۱٦)

اے دشمن خدا! تو کس خیال میں ہے، امام ابواسحاق فزاری، امام عبداللہ بن مبارک ان تمام حدیثوں کو چھلنی میں چھانیں گے اور تیری تمام جعلی حدیثوں کو نکال کر پھینک دینگے۔

اس سے صاف واضح ہے کہ علماء ومحدثین کے ساتھ امراء اسلام نے بھی احادیث کی تدوین وحفاظت میں اہم رول ادا کیا کہ اس علم میں رخنہ اندازی کرنے والوں کو راستہ سے صاف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

کیا اور ان سخت سزاؤں سے لوگوں کو متنبہ کیا کہ اس غلط نسبت کی حرکت سے باز آئیں۔

یہ تمام تفصیلات پڑھنے کے بعد گولڈزیہر مستشرق کے مفروضہ کو پھر دوبارہ پڑھئے جسکو ہم نے شروع مضمون میں پیش کیا تھا۔ وہ کہتا ہے:

اسی طرح اموی دور میں جب امویوں اور علمائے صالحین کے درمیان نزاع نے شدت اختیار کی تو احادیث گڑھنے کا کام ہیبت ناک سرعت سے مکمل ہوا، فسق وارتداد کا مقابلہ کرنے کیلئے علماء نے ایسی احادیث گڑھنا شروع کردیں جو اس مقصد میں انکی مدد کرسکتی تھیں، اسی زمانہ میں اموی حکومت نے بھی علماء کے مقابلہ میں یہ کام شروع کردیا۔ وہ خود بھی احادیث گڑھتی اور لوگوں کو بھی گڑھنے کی دعوت دیتی جو حکومتی نقطۂ نظر کے موافق ہوں۔ حکومت نے بعض ایسے علماء کی پشت پناہی بھی کی جو احادیث گڑھنے میں حکومت کا ساتھ دیتے تھے۔ (۱۱۷)

قارئین خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ اہل اسلام کی تاریخ کو کس طرح مسخ کرکے پیش کیا گیا ہے اور احادیث طیبہ کو یکسر غیر معتبر قرار دینے کی کیسی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔

ہم نے تدوین حدیث اور مدونین کے عظیم کارناموں کی روداد اسی لئے پیش کی ہے کہ اہل اسلام ہرگز منکرین کے دھوکے میں نہ آئیں اور اپنے اسلاف کی ان جانباز کوششوں کی قدر کرتے ہوئے اپنے دینی سرمایہ کو دل وجان سے زیادہ عزیز رکھیں اور سلف صالحین کی روش کو اپنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں، کیونکہ اس علم کی حفاظت کیلئے ہمارے اسلاف نے پوری پوری زندگی اطراف عالم کی جادہ پیمائی کی ہے تب کہیں جاکر ہمیں یہ مستند ذخیرہ فراہم ہوسکا ہے، جیسا کہ آپ پڑھ چکے۔

ذیل میں حفاظت حدیث اور تدوین علم حدیث کی کوششوں کے نتیجے میں منصۂ شہود پر آنے والی کتب کی تفصیل مختلف ادوار میں ملاحظہ فرمائیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

صحائف صحابہ کرام

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مرویات کے مجموعوں اور صحیفوں کا ذکر گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ دراصل یہ ہی اس موضوع پر پہلی کوششیں ہیں جنکو بعد کے علماء کرام ومحدثین عظام نے اساسی حیثیت دی۔ لہذا صحابہ کرام کے صحائف کی اجمالی فہرست یوں بیان کی جاتی ہے۔

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے صحیفے۔ آپکی مرویات کو مندرجہ حضرات نے جمع کیا۔

☆ حضرت عروہ بن زبیر بن العوام۔ (ام المومنین کے بھانجے)

☆ حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ (ام المومنین کی تلمیذہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے بھانجے)

☆ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق۔ ام امومنین کے بھتیجے،

۲۔ حضرت ابوہریرہ کے صحیفے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے آپکی مرویات کو جمع کیا۔

☆ حضرت بشیر بن نھیک

☆ حضرت حسن بن عمرو بن امیہ

☆ حضرت ھمام بن منبہ

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے صحیفے۔ آپکی مرویات مندرجہ ذیل حضرات کے ذریعہ محفوظ ہوئیں۔

☆ حضرت نافع مولی عبداللہ بن عمر

☆ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر

☆ حضرت مجاہد

☆ حضرت سعید بن جبیر

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ کے صحیفے۔ آپکی مرویات حسب ذیل حضرات نے جمع کیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

☆ حضرت اسمعیل بن عبدالکریم

☆ حضرت سلیمان یشکری

☆ حضرت مجاہد

☆ حضرت قتادی بن دعامہ سدوسی

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیفے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے روایت کئے۔

☆ حضرت سعید بن جبیر تلمیذ خاص

☆ حضرت علی بن عبداللہ بن عباس

☆ خود آپ نے بھی کثیر صحائف رقم فرمائے

۶۔ حضرت ابوسعید خدری کی مرویات کی حفاظت مندرجہ ذیل حضرات کے ذریعہ ہوئی۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس

☆ حضرت نافع

☆ حضرت عطاء بن ابی رباح

☆ حضرت جابر بن عبداللہ

☆ حضرت مجاہد

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے صحائف، بایں معنی انکو صحابہ کرام میں امتیازی حیثیت حاصل ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی لکھنے کا اہتمام کر رکھا تھا۔

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی مرویات کی حفاظت حضرت علقمہ کے ذریعہ ہوئی۔

۹۔ صحائف حضرت انس بن مالک — متوفی ۹۳ھ

۱۰۔ صحائف حضرت سعد بن عبادہ — متوفی ۱۵ھ

۱۱۔ صحائف حضرت زید بن ثابت

۱۲۔ صحیفہ امیر المومنین حضرت علی مرتضی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۱۳۔ صحیفہ حضرت سمرہ بن جندب

۱۴۔ صحیفہ حضرت مغیرہ بن شعبہ

۱۵۔ صحیفہ براء بن عازب

۱۶۔ صحیفہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی

۱۷۔ صحیفہ حضرت امام حسن مجتبی

۱۸۔ حضرت امیر معاویہ

۱۹۔ حضرت ثوبان

۲۰۔ حضرت ابوامامہ باہلی

ان تینوں حضرات کی مرویات انکے شاگرد خالد بن معدان نے جمع کی تھیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

قرن اول۔ مولفات تابعین

۱۔	کتب امام عامر بن شراحبیل شعبی	متوفی ۱۰۳ھ
۲۔	کتب حارث بن عبداللہ اعور	متوفی ۶۵ھ
۳۔	کتب ابی قلابہ عبداللہ بن زید بصری	متوفی ۱۰۴ھ
۴۔	کتب عبیدہ بن عمرو سلمانی	متوفی ۷۲ھ
۵۔	کتب عروہ بن زبیر	متوفی ۹۳ھ
۶۔	کتب عکرمہ مولی ابن عباس	متوفی ۱۰۵ھ
۷۔	کتب عبدالرحمٰن بن عائذ	متوفی ۸۰ھ
۸۔	کتب ابراہیم بن مسلم	متوفی ۱۳۰ھ
۹۔	کتب ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری	متوفی ۱۱۷ھ
۱۰۔	کتب محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری	متوفی ۱۲۳ھ
۱۱۔	کتب حسن بن یسار	متوفی ۱۱۰ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۱۲۔ کتب سلیمان بن مہران اعمش متوفی ۱۴۷ھ

۱۳۔ کتب عبداللہ بن ذکوان قرشی متوفی ۱۱۵ھ

۱۴۔ کتب علاء الدین بن عبدالرحمٰن متوفی ۱۳۹ھ

۱۵۔ کتب قتادہ بن دعامہ سدوسی متوفی ۱۱۷ھ

۱۶۔ کتب موسیٰ بن عقبہ متوفی ۱۴۱ھ

۱۷۔ کتب وہب بن منبہ متوفی ۱۱۴ھ

۱۸۔ کتاب رجاء بن حیاۃ متوفی ۱۲۴ھ

۱۹۔ کتاب سلیمان بن یسار

۲۰۔ کتاب امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی متوفی ۱۵۰ھ

یہ کتاب الآثار کے نام سے مشہور ہے اور صاحبین یعنی امام ابی یوسف اور امام محمد کی روایت کی وجہ سے ان کی تالیف سمجھا جاتا ہے

۲۱۔ صحائف عبدالرحمٰن بن ہرمز متوفی ۱۱۷ھ

تابعین کے عہد میں تدوین حدیث باضابطہ طور پر عمل میں آئی اور اس دور کی تالیفی خدمات میں امام زہری اور امام ابوبکر بن حزم کا نام نمایاں حیثیت کا حامل رہا ہے۔ پھر باقاعدہ ابواب فقہیہ پر مرتب کر کے پیش کرنے والے سب سے پہلے امام اعظم ہیں جنہوں نے چالیس ہزار احادیث میں سے صحیح اور معمول بہا روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف پیش فرمائی۔

احوال المصنفین میں ہے:

امام اعظم ابوحنیفہ سے پہلے حدیث نبوی کے جتنے صحیفے اور مجموعے لکھے گئے ان کی ترتیب فنی نہ تھی، بلکہ انکے جامعین نے کیف ما اتفق جو حدیثیں انکو یاد تھیں انہیں قلم بند کر دیا تھا۔ امام شعبی نے بیشک بعض مضامین کی حدیثیں ایک ہی باب کے تحت لکھی تھیں لیکن وہ پہلی کوشش تھی جو غالباً چند ابواب سے آگے نہ بڑھ سکی، احادیث کو کتب وابواب پر پوری طرح مرتب کرنے کا کام ابھی باقی تھا جسکو امام اعظم ابوحنیفہ نے کتاب الآثار تصنیف کر کے نہایت ہی خوش اسلوبی کی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

ساتھ مکمل فرمادیا اور بعد کے ائمہ کیلئے ترتیب ومقبولیت کا ایک عمدہ نمونہ قائم کیا۔

ممکن ہے کہ کچھ لوگ کتاب الآثار کو احادیث صحیحہ کا اولین مجموعہ بتانے پر چونکیں، کیونکہ عام خیال یہ ہے کہ صحیح بخاری سے پہلے احادیث صحیحہ کی کوئی کتاب مدون نہیں تھی، مگر یہ بڑی غلط فہمی ہے، اس واسطے کے علامہ مغلطائی کے نزدیک اس بارے میں اولیت کا شرف امام مالک کو حاصل ہے۔ حافظ سیوطی تنویر الحوالک میں لکھتے ہیں کہ

حافظ مغلطائی نے کہا ہے کہ سب سے پہلے جس نے صحیح تصنیف کی وہ امام مالک ہیں۔ اور کتاب الآثار موطا سے بھی پہلے کی ہے جس سے خود موطا کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ حافظ سیوطی تبیض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

امام ابوحنیفہ کے ان خصوصی مناقب میں سے کہ جن میں وہ متفرد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اسکی ابواب پر ترتیب کی، پھر امام مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں انہیں کی پیروی کی، اور اس بارے میں امام ابوحنیفہ پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔ (۱۱۸)

قرن ثانی۔ مولفات تبع تابعین

۱۔	کتب عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج مکی	متوفی ۱۵۰ھ
۲۔	کتب ابراہیم بن طہمان خراسانی	متوفی ۱۶۳ھ
۳۔	کتب اسرائیل بن یونس سبیعی	متوفی ۱۶۰ھ
۴۔	کتب اہراہیم بن سعد	متوفی ۱۸۴ھ
۵۔	کتاب ابن اسحاق مدنی	متوفی ۱۵۱ھ
۶۔	کتاب ربیع بن صبیح بصری	متوفی ۱۶۰ھ
۷۔	کتاب سعید بن ابی عروبہ بصری	متوفی ۱۵۶ھ
۸۔	کتاب حماد بن سلمہ بصری	متوفی ۱۶۷ھ
۹۔	کتاب سفیان ثوری کوفی	متوفی ۱۶۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۱۰۔	کتاب عبدالرحمٰن بن عمرو امام اوزاعی شامی	متوفی ۱۵۸ھ
۱۱۔	کتاب ہشیم بن بشیر واسطی	متوفی ۱۸۳ھ
۱۲۔	کتاب عمر بن راشد یمنی	متوفی ۱۵۳ھ
۱۳۔	کتاب جریر بن عبدالحمید	متوفی ۱۸۸ھ
۱۴۔	کتاب عبداللہ بن مبارک خراسانی	متوفی ۱۸۱ھ
۱۵۔	مصنف عبدالرزاق بن ہمام صنعانی	متوفی ۲۱۱ھ
۱۶۔	مصنف لیث بن سعد	متوفی ۱۷۵ھ
۱۷۔	مصنف سفیان بن عیینہ	متوفی ۱۹۸ھ
۱۸۔	مصنف اسمٰعیل بن عیاش	متوفی ۱۸۱ھ
۱۹۔	مصنف شعبہ بن حجاج	متوفی ۱۶۰ھ
۲۰۔	موطا امام مالک مدنی	متوفی ۱۷۹ھ
۲۱۔	موطا محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب	متوفی ۱۵۸ھ
۲۲۔	مسند امام شافعی	متوفی ۲۰۸ھ
۲۳۔	مسند ابوداؤد طیاسی	متوفی ۲۰۴ھ
۲۴۔	مسند ابوبکر عبداللہ بن زبیر قرشی حمیدی	متوفی ۲۱۹ھ
۲۵۔	موطا امام محمد	متوفی ۱۸۹ھ
۲۶۔	کتاب الزہد عبداللہ بن مبارک	متوفی ۱۱۸ھ
۲۷۔	کتاب الحجۃ امام محمد	متوفی ۱۸۹ھ
۲۸۔	کتاب المشیخہ امام محمد	متوفی ۱۸۹ھ

قرن ثالث کی بعض تصانیف

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الجامع الصحیح محمد بن اسمعیل بخاری	متوفی ۲۵۱ھ
الصحیح مسلم بن الحجاج قشیری	متوفی ۲۶۱ھ
السنن ابوداؤد	متوفی ۲۷۵ھ
السنن نسائی	متوفی ۳۰۳ھ
السنن ابن ماجہ	متوفی ۲۷۳ھ
الجامع ترمذی	متوفی ۲۷۰ھ
مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ	متوفی ۲۳۵ھ
مصنف عثمان بن ابی شیبہ کوفی	متوفی ۲۳۹ھ
مسند کبیر بقی بن مخلد قرطبی	متوفی ۲۷۶ھ
مسند کبیر حسن بن سفیان	متوفی ۳۰۳ھ
مسند کبیر یعقوب بن شیبہ بصری	متوفی ۲۶۲ھ
مسند کبیر محمد بن اسمعیل بخاری	متوفی ۲۵۱ھ
مسند ابی اسحاق ابراہیم عسکری	متوفی ۲۸۲ھ
مسند امام احمد بن حنبل	متوفی ۲۴۱ھ
مسند عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی	متوفی ۲۰۵ھ
مسند حارث بن محمد تیمی	متوفی ۲۸۲ھ
مسند محمد بن یحی عدنی	متوفی ۲۴۳ھ
مسند محمد بن مہدی	متوفی ۲۷۲ھ
مسند علی بن مدینی	متوفی ۲۳۴ھ
مسند عبیداللہ بن موسی	متوفی ۲۱۳ھ
مسند عبداللہ بن حمیدی	متوفی ۲۱۹ھ
مسند ابی یعلی موصلی	متوفی ۳۰۷ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مسند احمد بن عمرو شیبانی	متوفی ۲۸۷ھ
مسند مسدد بن مسرہد	متوفی ۲۲۸ھ
مسند ابی بکر حمیدی مکی	متوفی ۲۱۹ھ
مسند احمد بن حازم	متوفی ۲۷۶ھ
تہذیب الآثار محمد بن جریر طبری	متوفی ۳۱۰ھ
منتقی ابن جارود	متوفی ۳۰۷ھ
مسند البزار	متوفی ۲۹۲ھ
مسند اسحاق بن راہویہ	متوفی ۲۳۸ھ
مسند معلل ابوبکر بزار	متوفی ۲۹۲ھ

قرن رابع کی تصانیف

المعجم الصغیر	سلمان بن احمد طبرانی	متوفی ۳۶۰ھ
المعجم الاوسط	سلمان بن احمد طبرانی	متوفی ۳۶۰ھ
المعجم الکبیر	سلمان بن احمد طبرانی	متوفی ۳۶۰ھ
صحیح ابن حبان ابوحاتم محمد بن حبان		متوفی ۳۵۴ھ
صحیح ابن خزیمہ محمد بن اسحاق		متوفی ۳۱۶ھ
صحیح المنتقی سعید بن عثمان السکن		متوفی ۳۵۳ھ
شرح مشکل الآثار ابوجعفر احمد بن طحاوی		متوفی ۳۲۱ھ
شرح معانی الآثار ابوجعفر احمد بن طحاوی		متوفی ۳۲۱ھ
المنتقی قاسم بن اصبغ اندلسی		متوفی ۳۴۰ھ
مسند ابن جمیع محمد بن احمد		متوفی ۴۰۲ھ
مسند خوارزمی		متوفی ۴۳۵ھ
مسند شاش ابوسعید ہیثم بن کلیب		متوفی ۳۳۵ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مسند صغار احمد بن عبید صغار	متوفی ۳۵۲ھ
مسند سنجری ابو اسحاق وعلج	متوفی ۳۵۱ھ
مسند محمد بن اسحاق	متوفی ۳۱۳ھ
مسند ابن نصر رازی	متوفی ۳۸۵ھ
مسند ابو علی حسین بن محمد یاسر حبسی	متوفی ۳۶۵ھ
مسند ابن شاہین ابو حفص عمر احمد بن بغدادی	متوفی ۳۸۵ھ
سنن ابو الحسن علی دار قطنی	متوفی ۳۸۵ھ
سنن ابو بکر احمد بن سلیمان النجار	متوفی ۳۴۸ھ
سنن ابن شاہین	متوفی ۳۸۵ھ
سنن صفار	متوفی ۳۵۲ھ
سنن ابن لال ابو بکر احمد بن علی	متوفی ۳۹۸ھ
سنن لالکائی ابو القاسم ھبۃ اللہ بن حسن	متوفی ۴۱۸ھ
السنن الکبری احمد بن حسین بیہقی	متوفی ۴۵۸ھ
السنن الصغری احمد بن حسین بیہقی	متوفی ۴۵۸ھ
مستدرک علی صحیحین ابو الحسن علی بن عمر و دار قطنی	متوفی ۳۸۵ھ
مستدرک ابو عبد اللہ حاکم	متوفی ۴۰۵ھ
مستخرج ابو علی حسین بن محمد ماسرجسی	متوفی ۳۶۵ھ
مستخرج اسمعیلی	متوفی ۳۷۱ھ
مستخرج غطریفی	متوفی ۳۷۷ھ
مستخرج ابن ابی ذہل	متوفی ۳۷۸ھ
مستخرج ابی عوانہ	متوفی ۳۱۶ھ
مستخرج ابو جعفر طرطوسی	متوفی ۳۱۱ھ

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مستخرج ابوحامد ہربی	متوفی ۳۴۴ھ
مستخرج ابن اخرم	متوفی ۳۴۴ھ
مستخرج برقانی	متوفی ۴۲۵ھ
مستخرج خلال	متوفی ۴۳۹ھ
مستخرج ابونعیم اصبحانی	متوفی ۴۳۰ھ
حلیۃ الاولیاء ابونعیم	متوفی ۴۳۰ھ

انکے علاوہ مسانید وسنن اور صحاح وجوامع کا ایک عظیم ذخیرہ مرتب ہوا، جرح وتعدیل اور ضعفاء ومتروکین پر دفتر کے دفتر لکھے گئے۔

قرن رابع کے بعد تصانیف کی نوعیت

پانچویں صدی کے نصف تک تو اسی انداز سے کام ہوتا رہا اور احادیث کا وافر ذخیرہ پوری احتیاط کے ساتھ تحریری شکل میں محفوظ کر دیا گیا۔ اسکے بعد جو کام اس موضوع پر ہوئے وہ مختلف کتابوں کے مجموعوں کی شکل میں زیادہ ہوئے۔ بعض نے صحاح ستہ کے مجموعے لکھے اور کسی نے مسانید وسنن کو جمع کرنے کی سعی بلیغ کی۔ مثلاً:۔

جامع الاصول:۔ علامہ ابن اثیر ابوالسعادات مبارک بن محمد نے چھٹی صدی میں صحاح ستہ کے مجموعہ کے طور پر لکھی۔

جامع المسانید والسنن: علامہ ابن کثیر نے صحاح ستہ اور مسند احمد، مسند بزار، مسند ابویعلی، معجم کبیر طبرانی کے مجموعہ کی حیثیت سے دس کتابوں کی احادیث پر مشتمل لکھی۔

مجمع الزوائد: ابوالحسن ھیثمی نے بارہ کتابوں کا مجموعہ تحریر کیا جس میں معجم اوسط اور معجم صغیر کو بھی شامل کیا البتہ صحاح ستہ کی روایات جو باقی چھ کتابوں میں تھیں انکو حذف کر دیا۔

جمع الفوائد:۔ میں محمد بن مغربی نے مذکورہ بالا بارہ کتابوں کے ساتھ سنن دارمی اور موطا امام مالک کی احادیث کو بھی شامل کیا۔

مصابیح السنہ: امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغوی کی اور اس پر کچھ اضافہ کے ساتھ شیخ ولی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

الدین تبریزی کی مشکوۃ المصابیح بھی اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

اور آخر میں علامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع لکھی جس میں تمام احادیث متداولہ کو جمع کرنے کا عزم کیا لیکن وہ مکمل نہ کر سکے، پھر بھی اتنی عظیم کتاب جس میں (۴۶۶۲۴) احادیث ہیں مشکل ہی سے دوسری دستیاب ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کی تبویب وترتیب کا کام شیخ علی متقی برھان پوری ھندی (ریاست ایم۔پی) مہاجر مکی نے انجام دیا اور اسکا نام کنز العمال رکھا جو اس زمانہ میں مطبوع اور دستیاب ہے۔

ھندستان کے یہ پہلے مصنف ہیں جنہوں نے اتنا بڑا کارنامہ علم حدیث میں انجام دیا لیکن اس وقت آپ کا قیام مکہ مکرمہ میں تھا۔

آپ ہی کے شاگرد رشید ہیں شیخ عبدالوہاب متقی جن سے اکتساب فیض کے لئے محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی مکہ مکرمہ پہونچے اور چند سال استفادہ کر کے ہندوستان واپس تشریف لائے اور اہل ہند کو علم حدیث کی دولت لازوال سے مالا مال فرمایا۔

راقم الحروف کی کتاب ''حالات محدثین وفقہا'' میں مذکورہ بالا ائمۂ حدیث اور ائمۂ مجتہدین وفقہا میں سے بعض کی سوانح نیز انکی جلالت شان اور علمی کارناموں سے متعلق قدرے تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔

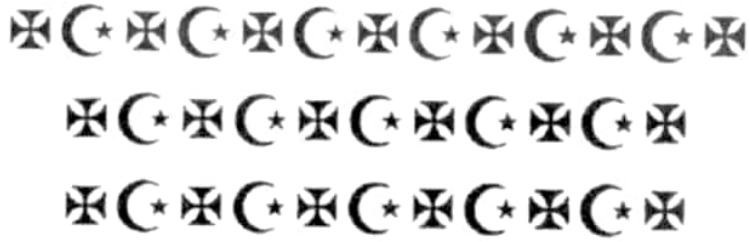

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

مآخذ ومراجع

۱۔ پارہ ٤ ع آل عمران

۲۔ پارہ ٤ ع آل عمران

۳۔ پارہ ۹ ع ۹ الاعراف

٤۔ پارہ ٥ ع ٦ النساء

٥۔ پارہ ۲۲ ع ۲ الاحزاب

٦۔ پارہ ۲۱ ع ۱۸ الاحزاب

۷۔ پارہ ۸ ع ۱۰ الاعراف

۸۔ پارہ ۳ ع ۱۲ آل عمران

۹۔ پارہ ۲۸ ع ٤ الحشر،

۱۰۔ پارہ ۳ ع ۱۲ آل عمران

۱۱۔ الموطا لمالك ۸۹۹

۱۲۔ السن لا بن ماجه، عن ابی رافع ، رضی الله تعالیٰ عنه ۳/۱

۱۳۔ السنن لا بن ماجه عن المقدام بن معدی کرب الکندی ۳/۱

۱٤۔ پارہ ۱٤ ع ۱۲ النحل ٤٤

۱٥۔ پارہ ٦ ع ۱۰ المائدة،

۱٦۔ السنن للنسائی ، عن ایمن بن ام ایمن ضی الله تعالیٰ عنهما، ۲۲٥/۲

۱۷۔ السنن للنسائی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ۱۲٥/ ۲

۱۸۔ پارہ ۷ ع ۱٥ الانعام، ۸۲

۱۹۔ پارہ ۲۱ ع ۱ ۱ لقمان،

۲۰۔ پارہ ٥ ع ۱۲ النساء ۱۰۱

۲۱۔ التفسیر لا بن جریر ۲٤۳/ ٤

۲۲۔ پارہ ٦ ع ٥ المائدة، ۳

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۲۳۔ پارہ ۸ ع ۱۱ الاعراف ۳۲

۲۴۔ پارہ ٤ ع ۱۵ النساء ۲۳

۲۵۔ پارہ ۲۷ ع النجم،

۲٦۔ ضیاء النبی ۱۹/۷

۲۷۔ ضیاء النبی ۱۸/۷

۲۸۔ ضیاء النبی ۱۹/۷

۲۹۔ الکامل لابن عدی ٥٤/٤

۳۰۔ الکامل لابن عدی ٥٤/٤

۳۱۔ تدریب الراوی ۱۵۱ السنة قبل التدوین ۳۱۰

۳۲۔ مقدمة ابن صلاح ۱۰

۳۳۔ تاریخ بغداد للخطیب، ۸/۲

۳٤۔ مقدمه ابن الصلاح، ۱۰

۳۵۔ قدریب الراوی، ۱۹٦/ ۲

۳٦۔ الجا مع الصحیح للبخاری کتاب البیوع ۲۷٤/۱

☆ فوا تح الرحموت مبحث التعارض ، ۲

۳۷۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب البیوع ۲۷٤/ ۱

۳۸۔ الجامع الصحیح للبخاری، باب التناؤب فی العلم،۱۹/۱

۳۹۔ الاصاب لا بن حجر، ۳/۱

٤۰۔ الاصاب لا بن حجر، ۳/۱

٤۱۔ الاصابه لا بن حجر، ۲۲/۱

٤۲۔ اتحاف السادة للزبیدی ۲۲۳/۲

٤۳۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٤٤۔ جامع بیان العلم لا بن عبد البر، ٩٤

☆ ضیاء النبی ۷۹/۷

٤٥۔ جامع بیان العلم لا بن عبد البر، ٩٤

٤٦۔ جامع بیان العلم لا بن عبد البر،۹۳ ضیاء النبی ۸۰/۷

اسد الغابه فی معرفة الصحابة للجزری، ۱۷۸/۳

٤٧۔ السنن للدارمی،

٤٨۔ فیوض الباری، مصنفه مفتی محمود احمد رضوی، ۲۰/۱

٤٩۔ سنت خیر الانام ، مصنفه پیر کرم شاه ازهری، ۱۱۳

٥٠۔ الاصابة فی معرفة الصحابة لا بن حجر، ۱٦۰/ ٤

٥١۔ الاصابة فی معرفة الصحابة لا بن حجر، ۱٥۹/٤

٥٢۔ الاصابة فی معرفة الصحابة لا بن حجر، ۲۰۰/٤

٥٣۔ الاصابة فی معرفة الصحابة لا بن حجر، ۲۰۰/٤

٥٤۔ ضیاء النبی، ۹۱/۷

٥٥۔ ضیاء النبی ۹٤/۷

٥٦۔ ضیاء النبی، ۹۲/۷

٥٧۔ ضیاء النبی، ۹۲/۷

٥٨۔ ضیاء النبی، ۹۷/۷

٥٩۔ ضیاء النبی ۹۹/۷

٦٠۔ ضیاء النبی ۱۰۰/۷

٦١۔ المسند لا حمد بن حنبل، ٤٤/۱

٦٢۔ ضیاء النبی ۱۰٤/۷

٦٣۔ ضیاء النبی، ۱۰٤/۷

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٦٤۔ ضیاء النبی، ۱۰۲/۷

۱۔ الجامع الصحیح للبخاری، باب الکنیة للصبی،
السنن لا بی داؤد، کتاب الادب باب فی الرجل تیکی،
۲۔ الجامع الصحیح للبخاری، باب کفارة البزاق فی المسجد، ۵۹/۱
الصحیح لمسلم، باب النهی عن البصاق فی المسجد، ۲۰۷/۱
٤۔ الصحیح لمسلم، باب السترة، ۱۹٦/۱
۳۔ الصحیح لمسلم، باب السترة، ۱۹۵/۱
۵۔ مقدمه بن صلاح، ۱٤۲
٦۔ میز ان الاعتدال، للذهبی، ۲٤/ ٤
۷۔ میزان الاعتدال للذهبی، ۲٤/٤
۸۔ میزان الاعتدال، للذهبی، ۲٤/٤
۹۔ مقدمه ابن صلاح، ۱٤۱
۱۰۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب اللباس،
۱۱۔ مقدمه ابن صلاح، ۱٤۱
۱۲۔ مقدمه بن صلاح، ۱٤۱
۱۳۔ مقد مه ابن صلا ح ، ۱٤۱
۱٤۔ مقدمه بن صلاح، ۱٤۲
۱۵۔ جامع بیان العلم،
۱٦۔ جامع بیان العلم،
۱۷۔ جامع بیان العلم لا بن عبد ا البر،
۱۸۔ الطبقات الکبری لا بن سعد،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۶۲۔ تهذیب التهذیب ۴۸/۳

۶۳۔ السنن للدارمی، ۶۷

☆ جامع بیان العلم لا بن عبد البر، ۴۰

۶۴۔ السنة قبل التدوین، ۳۲۰

۶۵۔ ضیاء النبی ۱۳۳/۷

۶۶۔ السنن الدارمی ۶۶

۶۷۔ الجامع لبخاری باب ما یکره من العمق الخ ۱۰۸۴/۲

۶۸۔ الجامو البخاری باب مایکره من العمق الخ ۱۰۸۴/۲

۶۹۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۱۲۳/۲

۷۰۔ تهذیب التهذیب ۱۹۸/۴

۷۱۔ الجامع للترمذی، باب القجای با لیمن مع الشاهد، ۱۶۰/۱

۷۲۔ الجامع للبخاری، باب العساکر بعد الصلوة ۱۱۷/۱

۷۳۔ السنن للدارمی، ۶۶

۷۴۔ الجامع للبخاری، باب الصبر عند القتال، ۳۹۷/۱

۷۵۔ جامع بیان العلم، ۴۰

۷۶۔ تهذیب التهذیب لا بن حجر، ۱۱۹/۲

۷۷۔ توجیه النظر، ۹۳

۷۸۔ تذکرة المحدثین مصنفه علامه غلام رسول سعیدی، بحواله توضیح الافکار، ۶۳

۷۹۔ تذکرة الفاظ للذهبی، ۹۰

۸۰۔ تدریب الراوی للسیوطی، ۱۸۰

۸۱۔ کتاب الکتی للبخاری، ۳۳

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۸۲۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ۲۰۱/۱

۸۳۔ تہذیب التہذیب ۳۳/۷

۸۴۔ تاریخ دمشق لا بن عساکر، ۴۱۳/۲

۸۵۔ تاریخ دمشق لا بن عساکر، ۴۱۲/۲

۸۶۔ ضیاء النبی، ۱۳۲/۷ تا ۱۴۳

۸۷۔ ضیاء النبی ۱۲۲/۷ تا ۱۲۴

۸۸۔ انوار امام اعظم مصنفہ مولانا محمد منشا بش قصوری، ۴۳

۸۹۔ تاریخ بغداد للخطیب، ۱۶۰/۱

۹۰۔ تاریخ بغداد للخطیب، ۱۶۰/۱

۹۱۔ تاریخ بغداد للخطیب، ۱۷۸/۱۴

۹۲۔ معرفۃ علوم الحدیث للحاکم، ۶۰

۹۳۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ۲۷۴/۱

۹۴۔ تہذیب التہذیب لا بن حجر، ۵۸/۶

۹۵۔ تاریخ بغداد للخطیب، ۸۳/۱۴

۹۶۔ تہذیب التہذیب لا بن حجر، ۶۱۰/۴

۹۷۔ تاریخ بغداد للخطیب، ۹/۳

۹۸۔ تہذیب التہذیب لا بن حجر، ۴۷۴/۵

۹۹۔ تہذیب التہذیب لا بن حجر، ۲۴/۵

۱۰۰۔

۱۰۱۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ۱۳۲/۲

۱۰۲۔ تہذیب التہذیب لا بن حجر، ۲۴/۵

۱۰۳۔ تہذیب التہذیب لا بن حجر، ۶۰/۶

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۱۰۴۔ تهذیب الهذیب لا بن حجر، ۱۵۳/۲

۱۰۵۔ جامع بیان العلم لا بن عبد البر، ۹۷/ ۱

۱۰۶۔ تاریخ دمشق لا بن عساکر، ۳۷/ ۲

☆ تدوین حدیث، ۱۵۷

۱۰۷۔ جامع بیان العلم لا بن عبد البر، ۹۷/ ۱

☆ تدوین حدیث، ۱۵۵

۱۰۸۔ تذکرة الحفاظ للذهبی، ۱۲۲/۱

۱۰۹ تهذیب التهذیب لا بن حجر، ۲۰۱/۶

تهذیب التهذیب لا بن حجر، ۹/۳

۱۱۰۔ تهذیب التهذیب لا بن حجر، ۹/۳

۱۱۱۔ الطبقات الکبری لا بن سعد ۳۹۵/۵

۱۱۳۔ الطبقا ت الکبری لا بن سعد ۔ ۱۷۳/۵

۱۱۲۔ تدوین دیچ، ۹۶

۱۱۴۔ تاریخ بغداد للخطیب، ۲۱/۱۴

۲۱۵۔ تاریخ دمشق لا بن عساکر، ۲۵۴/ ۲

۱۱۶۔ تاریخ دمشق لا بن عساکر، ۲۵۴/ ۲

۱۱۷۔ ضیاء النبی ۱۹/۷

۱۱۸۔ احوال المصنفین

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

فہرست عنوانات

حجیت حدیث ۵

حضور کی ذات گرامی نمونۂ عمل ۶

حضور شارح کلام ربانی ۸

منکرین حدیث کے شبہات اور ان کا ازالہ ۱۴

شبہ۔ ۱ ..... ۱۹

جواب ۱۹

شبہ۔ ۲ ..... ۲۰

جواب ۲۱

شبہ۔ ۳ ..... ۲۲

جواب ۲۲

شبہ۔ ۴ ..... ۲۳

جواب ۲۳

شبہ۔ ۵ ..... ۲۶

جواب ۲۷

شبہ۔ ۶ ..... ۲۷

جواب ۲۸

بعض وجوہ نسخ ۲۹

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

بعض وجوہ ترجیح ۳۰
بعض وجوہ جمع ۳۰
حفاظت حدیث ۳۳
صحابہ کرام نے شب وروز دررسول پر حاضر رہ کر سنت وحدیث کی حفاظت کی ۳۴
صحابہ کرام نے حصول حدیث کیلئے مصائب برداشت کئے ۳۸
حفاظت حدیث کیلئے صحابہ کرام نے دور دراز کے سفر کئے ۴۰
صحابہ کرام آپس میں دورۂ حدیث کرتے تھے ۴۳
فاروق اعظم نے اشاعت حدیث کیلئے صحابہ کرام کو مامور فرمایا ۴۴
صحابہ کرام نے اپنے عمل وکردار سے سنت رسول کی حفاظت فرمائی ۴۷
صحابہ کرام حفاظت حدیث کی خاطر ایک سے زیادہ راویوں سے شہادت لیتے ۵۴
تدوین حدیث ۵۹
کتابت، ضبط صدر یا کسی بھی ذریعہ سے علم کی حفاظت ہوسکتی ہے ۶۰
کتابت پر بھروسہ کر کے پڑھنے کی چند مثالیں ۶۰
کتابت، ضبط صدر اور عمل کے ذریعہ حفاظت حدیث ۶۶
اہل عرب کا حافظہ ضرب المثل تھا ۶۷
اہل عرب کتابت سے بھی واقف تھے ۷۰
قرآن کریم نے قلم وکتابت کی اہمیت سے آگاہ فرمایا ۷۲
اشاعت اسلام کے بعد کتابت پر خصوصی توجہ رہی ۷۳
عہد صحابہ اور تدوین حدیث ۷۵
اجازت کتابت وممانعت والی روایتوں میں تطبیق ۷۵
کتابت حدیث کی اجازت خود حضور نے دی ۸۰
صحابہ کرام نے عمل سے کتابت حدیث کا ثبوت دیا ۸۴

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

حضرت ابو ہریرہ کی روایات کے مجموعے ۸۶
حضرت عبداللہ بن عمر کی مرویات ۸۷
حضرت جابر بن عبداللہ کے صحیفے ۸۸
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے مجموعے ۸۹
حضرت ابوسعید خدری کی مرویات ۹۰
حضرت عبداللہ بن مسعود کی مرویات ۹۰
حضرت انس بن مالک کی مرویات کے مجموعے ۹۰
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے مجموعے ۹۱
حضرت بن ثابت کی مرویات ۹۲
امیر المومنین حضرت علی کا صحیفہ ۹۲
دیگر صحابہ کرام کے حدیثی مجموعے ۹۳
اصولی طور پر کل احادیث کی تعداد ۹۵
پہلی صدی کے آخر تک بعض صحابہ موجود تھے ۹۵
عہد تابعین میں تدوین حدیث ۹۷
صحابہ و تابعین کے حفظ وضبط کی نادر مثالیں ۹۸
تدوین حدیث کے لئے اہل ثروت محدثین نے دریا دلی کا ثبوت دیا ۱۱۰
امام عبداللہ بن مبارک ۱۱۰
امام یحیی بن معین ۱۱۲
امام حفص بن غیاث ۱۱۳
امام ہیاج بن بسطام ۱۱۳
امام لیث بن سعد ۱۱۴
امام معافی بن عمر ۱۱۵

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

تدوین حدیث کیلئے محدثین نے جانکاہ مصائب برداشت کئے ۱۱۵
امام ابوحاتم رازی ۱۱۶
امام ہیثم بن جمیل بغدادی ۱۱۷
امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن ۱۱۸
امام محمد بن اسمعیل بخاری ۱۱۸
امام احمد بن حنبل ۱۱۹
امام قاضی ابو یوسف ۱۱۹
فقیہ یزید بن حبیب ۱۲۱
امام طاؤس بن کیسان ۱۲۲
وہ سلاطین اسلام جنہوں نے علم حدیث کی تدوین میں محدثین کی اعانت کی ۱۲۳
صحائف صحابہ کرام ۱۲۸
قرن اول، مؤلفات تابعین ۱۳۰
قرن ثانی، مؤلفات تبع تابعین ۱۳۲
قرن ثالث کی بعض تصانیف ۱۳۳
قرن رابع کی تصانیف ۱۳۵
قرن رابع کے بعد تصانیف کی نوعیت ۱۳۷

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

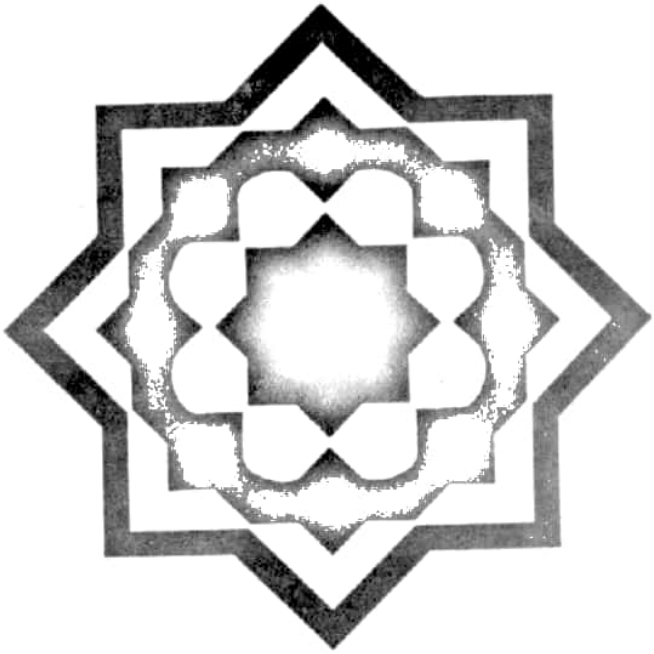

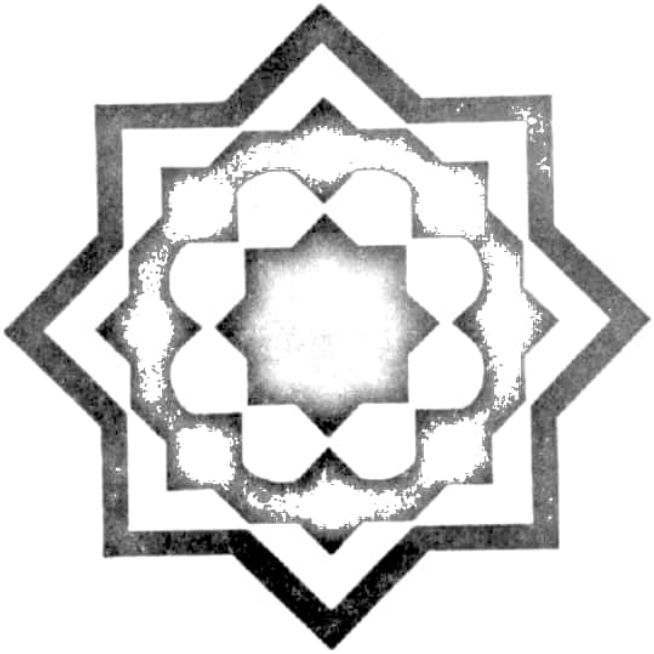

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

۱۹۔ هو الذی بعث فی الأمیین رسولا منهم، الآیة، الجمعة، ۲

۲۰۔ مقدمه تاریخ تدوین حدیث، ۳۱

۲۱۔ السنة قبل التدوین، ۱۹۵

۲۲۔ السنة قبل التدوین، ۲۹۵

۲۳۔ السنة قبل التدوین، ۲۹۵

۲۴۔ القرآن الحکیم، سورة العلق، ۳۴

۲۵۔ القرآن الحکیم، سوره القلم، ۱

۲۶۔ السنة قبل التدوین، ۲۹۹

۲۷۔ السنة قبل التدوین، ۲۹۹

۲۸۔ ضیاء النبی، ۱۱۲

۲۹۔ المسند لا حمد بن حنبل، ۲۱/۳ ☆ المستدرك للحاکم، ۱۲۷/۱

المنهل اللطیف فی اصول الحدیث الشریف، ۱۷

۳۰۔ المهل اللطیف فی اصول الحدیث الشریف، ۱۷

۳۱۔ ضیاء النبی، ۱۱۳/۷

۳۲۔ جامع بیان العلم لا بن عبد البر، ۲۶

۳۳۔ المسهل اللطیف فی اصول الحدیث الشریف، ۱۹

۳۴۔ ضیاء النبی، ۱۱۷/۷

۳۵۔ ضیاء النبی، ۱۱۷/۷

۳۶۔ النسة قبل التدوین، ۳۰۴

۳۷۔ السنة قبل التدوین، ۳۰۴

۳۸۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ۳۲۹/۴

۳۹۔ المستدرك للحاکم، ۱۰۶/۱

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

٤٠ ـ السنن للدارمی، ١٦٢/١

٤١ ـ الجامع للبخاری، کتاب العلم،

٤٢ ـ السنن للدار قطنی،

٤٣ ـ کنز العمال للمتقی، ١٦٦/٣

٤٤ ـ السنن لابی داؤد۔

٤٥ ـ فیوض الباری شرح بخاری، ٢٣/١

٤٦ ـ السنن للدارمی، ٩٦

٤٧ ـ کتاب العلل للترمذی، اطبقات الکبری لا بن سعد، ٢١٦/٥

٤٨ ـ شرح معانی الآثار، للطحاوی، ٣٨٤/٢

٤٩ ـ السنن للدارمی، ٦٨

☆ السنة قبل التدوین، ٣٤٨

٥٠ ـ جامع بیان العلم لا بن عبد البر، ٨٤

٥١ ـ فیوض الباری، ٢٣/١

٥٢ ـ جامع بیان العلم لا بن عبدا لبر، ٨٤

٥٣ ـ السنن للدارمی، ٦٦

٥٤ ـ السنن للدارمی، ٦٨

٥٥ ـ شرح معانی الآثار للطحاوی، ٣٠٤/٢

٥٦ ـ تهذیب التهذیب لا بن حجر، ٢٠٦/٢

٥٧ ـ تهذیب التهذیب لا بن حجر، ٢١١/٢

٥٨ ـ الطبقات اکبری لا بن سعد، ٢٤٤/٥

٦٠ ـ التاریخ اکبری للبخاری،

٦١ ـ تهذیب التهذیب لا بن حجر، ١٨٣/٧

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

طلبہ کے لئے مسائل نحو کی باریکیوں پر مشتمل ایک قیمتی تحفہ ''الالغاز النحویہ'' یعنی

نحوی پہیلیاں

''نحوی پہیلیاں'' حضرت علامہ محمد حنیف خاں صاحب قبلہ کی ایک بیش قیمت تصنیف ہے جس میں انہوں نے سوالات و جوابات کی صورت میں علم نحو کے ایسے اہم مسائل ترتیب دیئے ہیں جن کی طرف عام طور سے طلبہ بہت کم توجہ دیتے ہیں۔

پہلے پہیلیوں کے عنوان سے سوالات درج کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر نحو کا طالب علم سخت حیرت اور خلجان میں مبتلا ہو کر کشمکش میں پڑ جاتا ہے، لہٰذا بے اختیار ہو کر جواب کا صفحہ پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے، جواب پڑھتے پڑھتے اس کے ذہن کی گرہیں کھلتی جاتی ہیں، یہ طرز تحریر طالب علم کو پوری طرح کتاب میں غرق کر دیتا ہے اور مسائل نحو اس کے ذہن پر ثبت ہوتے چلے جاتے ہیں۔

''نحوی پہیلیاں'' پہلی بار ۱۹۸۷ء میں رضا دارالاشاعت بہیڑی سے شائع ہوئی تھی۔ رضا دارالاشاعت کے بند ہونے کے بعد اب تک اس کا سلسلہ طباعت موقوف رہا۔ بحمدہ تعالیٰ اب یہ اکیڈمی کی طرف سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی ہے۔

سائز 23X36X16 صفحات 168

قیمت:

IMAM AHMED RAZA ACADEMY
Swalehnagar, Rampur Road Bareilly (U.P.)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar